



ترجمہ برائے تکریم لیسر قرآن حکیم

جلد ہفتم

سورۃ ق تا سورۃ الناس

محافل ”دورۃ ترجمہ قرآن“ میں بیان کرنے والے مدرسین کے لیے
طویل آیات کی مناسب حصوں میں تقسیم
وبیانہ ترجمہ مع ذیلی عنوانات و خلاصہ مضامین

حافظ انجنیئر نوید احمد

انجمن خدم القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ



بان ڈاکٹر اسرار احمد روضہ اللہ

ترجمہ برائے تکرار لیسر قرآن حکیم

جلد ہفتم

سورۃ ق تال الناس



محافل ”دورۃ ترجمہ قرآن“ میں بیان کرنے والے مدرسین کے لیے
طویل آیات کی مناسب حصوں میں تقسیم
و بیانیہ ترجمہ مع ذیلی عنوانات و خلاصہ مضامین



حافظ انجنیر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ

انجمن خدام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

تَجْمِيرُ تِلْكَ الْقُرْآنِ الْحَكِيمِ (جلد ہفتم)	:	نام کتاب
حافظ انجمنیہ نوید احمد <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	:	مؤلف
مدیر شعبہ مطبوعات، انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی رجسٹرڈ	:	ناشر
مرکزی دفتر، انجمن خدام القرآن سندھ کراچی B-375 پہلی منزل		
علامہ شبیر احمد عثمانی روڈ بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی، پاکستان		
+92-21-34993436-7	:	فون
شعبہ مطبوعات، قرآن اکیڈمی یسین آباد	:	مقام اشاعت
شارع قرآن اکیڈمی، بلاک 9، فیڈرل بی ایریا، کراچی		
+92-21-36806561	:	فون
Publications@QuranAcademy.com	:	ای میل
www.QuranAcademy.com	:	ویب سائٹ
رجب المرجب 1440ھ مارچ 2019ء	:	طبع اول
550	:	تعداد
900/=	:	ہدیہ

ملک بھر میں قرآن اکیڈمیز و مراکز

Karachi:

Quran Academy Defence 021-35340022-4
 Quran Academy Yaseenabad 021-36337361 -
 36806561
 Quran Academy Korangi 021-35074664
 Quran Institute Gulistan-e-Johar 021-34030119

Hyderabad:

Quran Academy Qasimabad 022-2106187
 Quran Institute Latifabad 022-3860489

Sukkur:

Quran Markaz Sukkur 071-5807281

Quetta:

Quran Academy Quetta 081-2842969

Jhang:

Quran Academy Jhang 047-7630861-7630863

Faisalabad:

Quran Academy Faisalabad 041-2437618

Lahore:

Quran Academy Lahore 042-35869501-3

Multan:

Quran Academy Multan 061-6510451-6520451

Islamabad:

Quran Academy Islamabad 051-2605725

Gujranwala:

Quran Markaz Gujranwala 055-3891695 -
 0334-4600937

Peshawar:

Quran Markaz Peshawar 091-2584824 - 2019541

Malakand:

Quran Markaz Temargara 0945-601337

Azad Kashmir:

Quran Markaz Muzaffarabad 0982-2447221

فہرستِ پارہ

صفحہ نمبر	پارے کا نام	پارہ نمبر
01	حم	26
21	قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ	27
115	قَدْ سَبَّحَ اللَّهُ	28
211	تَبَارَكَ الَّذِي	29
315	عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ	30



فہرستِ سورۃ

صفحہ نمبر	سورۃ کا نام	سورۃ نمبر
01	سُورَةُ ق	50
15	سُورَةُ الدَّارِ اِيَات	51
28	سُورَةُ الطُّورِ	52
39	سُورَةُ النَّجْمِ	53
51	سُورَةُ النَّازِعَاتِ	54
63	سُورَةُ الرَّحْمٰنِ	55
78	سُورَةُ الْوَاوِ حِيٰتِ	56
93	سُورَةُ الْحَدِيْدِ	57
115	سُورَةُ الْجَاٰلِ اِيَاتِ	58
129	سُورَةُ الْحٰشِرِ	59
146	سُورَةُ الْمُمْتَحِنٰتِ	60
158	سُورَةُ الصِّفِّ	61
167	سُورَةُ الْجُمُ حٰتِ	62
174	سُورَةُ الْمِنَافِقِيْنَ	63

181	سُورَةُ النَّجْمِ	64
191	سُورَةُ الطَّلَاقِ	65
200	سُورَةُ التَّحْوِيلِ	66
211	سُورَةُ الْمَلِكِ	67
223	سُورَةُ الْقَلَمِ	68
236	سُورَةُ الْحَاقَّةِ	69
246	سُورَةُ الْمَجَازِجِ	70
255	سُورَةُ نُوحٍ	71
264	سُورَةُ الْجِنِّ	72
273	سُورَةُ الْمُرْسَلِ	73
280	سُورَةُ الْمَدَّثَرِ	74
291	سُورَةُ الْقِيَامَةِ	75
298	سُورَةُ الْاِنشَاءِ	76
307	سُورَةُ الْمُرْسَلَاتِ	77
315	سُورَةُ النَّبَاِ	78
323	سُورَةُ النَّازِعَاتِ	79
330	سُورَةُ عَبَسَ	80
337	سُورَةُ التَّكْوِيْنِ	81
343	سُورَةُ الْاِنْفِطَارِ	82
347	سُورَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ	83
353	سُورَةُ الْاِنشِقَاقِ	84
359	سُورَةُ الْبُرُوجِ	85
364	سُورَةُ الطَّارِقِ	86
367	سُورَةُ الْاِنشَاءِ	87
371	سُورَةُ الْجَاثِيَةِ	88
375	سُورَةُ الْغَاثِ	89
382	سُورَةُ الْبَلَدِ	90

387	سُورَةُ الشَّمْسِ	91
390	سُورَةُ اللَّيْلِ	92
395	سُورَةُ الضُّحَى	93
398	سُورَةُ الشُّعَرَاءِ	94
401	سُورَةُ التَّائِبِينَ	95
404	سُورَةُ الْجَاثِقِ	96
407	سُورَةُ الْقَادِرَاتِ	97
409	سُورَةُ النَّبَاتِ	98
413	سُورَةُ الزُّلُمِ	99
415	سُورَةُ الْجَالِيَاتِ	100
417	سُورَةُ الْقَارِعَةِ	101
419	سُورَةُ النَّكَارَةِ	102
421	سُورَةُ الْعَجَصِ	103
422	سُورَةُ الْهَامِرَةِ	104
424	سُورَةُ الْفِيلِ	105
426	سُورَةُ قُرَيْشٍ	106
427	سُورَةُ الْمَاعُونِ	107
428	سُورَةُ الْكُوْنِ	108
429	سُورَةُ الْكَافُرِ	109
431	سُورَةُ النَّصْرِ	110
432	سُورَةُ الْمُنَادِ	111
434	سُورَةُ الْخَالِقِ	112
435	سُورَةُ الْفَاتِحِ	113
436	سُورَةُ النَّاسِ	114

ملحوظ: اس سلسلے کی آخری جلد یعنی ہفتم میں چونکہ پیئسٹھ (65) سورتیں یکے بعد دیگرے واقع ہو رہی ہیں لہذا سورتوں کے مابین حسب سابق جواکد (Separators) نہیں لگائے گئے۔ جب کہ اس کی جگہ ہر پارے کے آغاز پر جدا جدا صفحے کا اضافہ کیا گیا ہے۔ (ناشر)



ترجمہ برائے تکرار لیسینہ
قرآن حکیم

حکم

پارہ نمبر ۲۶

سورة ق

اللہ تعالیٰ کی صفاتِ قدرت و علم اور آخرت کے باہمی تعلق کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی صفاتِ قدرت و علم کا انتہائی مؤثر بیان ہے اور آخرت میں دوبارہ جی اٹھنے اور جواب دہی کو انھی صفات کا ظہور قرار دیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱۵ تا ۱۵
- آیات ۱۶ تا ۱۸
- آیات ۱۹ تا ۴۵

آیات ۱ تا ۵

کافروں کے دو اعتراضات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ق	ق
قسم ہے بڑی عزت والے قرآن کی۔	وَالْقُرْآنِ الْمَجِیدِ ۱
بلکہ انھوں نے تعجب کیا کہ آئے ان کے پاس ایک خبردار کرنے والے انھی میں سے	بَلْ عَجِبُوا اَنْ جَاءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ
تو کہا کافروں نے یہ ایک عجیب چیز ہے۔	فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ ۲
کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی (تو دوبارہ زندہ کیے جائیں گے)؟	اِذْ اٰمَنَّا وَكُنَّا تُرَابًا ۳

یہ تو بہت دور کا لوٹنا ہے۔	ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ ۝۱
یقیناً ہم جانتے ہیں جو کچھ زمین کم کرتی ہے اُن میں سے	قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۝۲
اور ہمارے پاس محفوظ رکھنے والی کتاب ہے	وَ عِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝۳
بلکہ انھوں نے جھٹلایا حق کو جب وہ آیا اُن کے پاس	بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ
پھر وہ ایک الجھے ہوئے معاملے میں ہیں۔	فَهُمْ فِيْ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝۵

ان آیات میں کفار کے دو اعتراضات بیان کیے گئے ہیں اور اُن کے جوابات دیے گئے :

- i. حضرت محمد ﷺ اگر انسان ہیں تو وہ رسول کیسے ہو سکتے ہیں؟ جواب دیا گیا کہ قرآن مجید یعنی انتہائی عظمت والے قرآن کا آپ ﷺ کی زبان سے بیان اس حقیقت کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔
- ii. کیسے ممکن ہے کہ جب ہم قبر میں گل کر مٹی ہو جائیں تو ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے؟ جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس تو اُن کے جسم کے ایک ایک ذرے کا حساب محفوظ ہے جو زمین میں جذب ہو کر مٹی بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں واضح دلیل دی ہے کہ پہلی بار بنانے والا دوبارہ بھی زندہ کر سکتا ہے۔ انھوں نے اس حق کو جھٹلایا ہے اور اب وہ الجھی ہوئی باتیں کر رہے ہیں۔ اُن میں سے کچھ کہتے ہیں دوبارہ زندہ ہونا ممکن نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ دوبارہ زندہ ہوں گے اور ہمارے معبود اپنی سفارش کے ذریعے ہمیں بچالیں گے۔ کچھ کا تصور ہے کہ اگر ہمیں یہاں مال و اسباب دیا گیا ہے تو وہاں بھی نعمتیں مل جائیں گی۔ یہ تمام من گھڑت تصورات ہیں۔ حق وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔

آیات ۶ تا ۱۱

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر

کیا انھوں نے نہیں دیکھا آسمان کی طرف اپنے اوپر	اَفَلَمْ يَنْظُرُوْا اِلَى السَّمٰوٰتِ فَوْقَهُمْ
کیسے ہم نے بنایا اسے	كَيْفَ بَنَيْنٰهَا

اور ہم نے سجایا اُسے	وَزَيَّنَّا
اور نہیں ہے اُس میں کوئی شگاف۔	وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوجٍ ⑥
اور زمین کہ ہم نے پھیلا یا اُسے	وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا
اور ہم نے ڈال دیے اس میں بوجھ (یعنی پہاڑ)	وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ
اور ہم نے اگائیں اس میں ہر قسم کی بارونق چیزیں۔	وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ⑦
بجھانے اور یاد کرانے کے لیے ہر رجوع کرنے والے بندے کو	تَبْصِرَةً وَذِكْرَى لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ ⑧
اور ہم نے نازل کیا آسمان سے بابرکت پانی	وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُبْرَكًا
پھر ہم نے اگائے اُس کے ساتھ باغات	فَأَنْبَتْنَا بِهِ جَبْتٍ
اور کاٹے ہوئے (اناج کے) دانے۔	وَوَحَبَّ الْحَصِيدِ ⑨
اور کھجور کے لمبے لمبے درخت	وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ
جن کے تہہ بہ تہہ خوشے ہیں۔	لَهَا طَلْعٌ نَضِيدٌ ⑩
رزق ہے بندوں کے لیے	رِزْقًا لِلْعِبَادِ ⑪
اور ہم نے زندہ کیا اس پانی کے ساتھ مردہ زمین کو	وَاحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً مَيِّتًا ⑫
اسی طرح سے نکلنا ہے (قبروں سے)۔	كَذَلِكَ الْخُرُوجُ ⑬

ان آیات میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بے مثال قدرت کے حسبِ ذیل مظاہر بیان کیے گئے ہیں :

i. اللہ تعالیٰ نے وسیع و عریض آسمان بنایا، اُسے سورج، چاند اور ستاروں سے سجایا اور اُس میں کہیں کوئی رخنہ نظر نہیں آتا۔

- ii. اللہ تعالیٰ نے انتہائی کشادہ زمین بنائی، اُس پر بھاری بھاری پہاڑ نصب فرمائے اور اُس میں طرح طرح کی نباتات اگائیں جو بندوں کے لیے خالق کی معرفت حاصل کرنے کی واضح نشانیاں ہیں۔
- iii. اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بارش برسائی اور اُس کے ذریعے سے باغات اگائے جو قائم رہتے ہیں لیکن ان کا پھل اتار لیا جاتا ہے اور کھیت پیدا کیے جو جڑ سے اکھاڑ لیے جاتے ہیں۔
- iv. اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے رزق کے لیے کئی نعمتیں پیدا فرمائیں جن میں خاص طور پر کھجوروں کے خوشے ہیں جن پر تہہ بہ تہہ کھجوریں لگی ہوئی ہوتی ہیں۔
- v. اللہ تعالیٰ بارش کے ذریعے مردہ زمین کو زندہ کرتا رہتا ہے۔ اسی طرح وہ مردہ انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔

آیات ۱۲ تا ۱۵

تاریخ سے عبرت

جھٹلایا ان سے پہلے قوم نوح اور کنوئیں والوں اور قوم شمود نے۔	كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَأَصْحَابُ الرَّسِّ وَ ثَمُودٌ ﴿۱۲﴾
اور قوم عاد اور فرعون اور لوط کے بھائیوں نے۔	وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوطٍ ﴿۱۳﴾
اور جنگل والوں اور قوم تبع نے	وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمِ تُبَّعٍ ﴿۱۴﴾
ان سب نے جھٹلایا رسولوں کو	كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ
تو ثابت ہو گیا میرے عذاب کا وعدہ۔	فَحَقَّ وَعِيدٌ ﴿۱۵﴾
تو کیا ہم تھک گئے ہیں پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے؟	أَفَعَيِينَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ ﴿۱۶﴾
بلکہ وہ شک میں ہیں نئے پیدا کیے جانے کے بارے میں۔	بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿۱۷﴾

ماضی میں قوم نوح، کنوئیں والی قوم، قوم شمود، قوم عاد، فرعون، قوم لوط، جنگل والی قوم اور تبع کی قوم نے آخرت کے حوالے سے رسولوں کی دی ہوئی خبروں کو جھٹلایا۔ رسولوں نے اُن تک بات پہنچانے کا حق ادا کر دیا لیکن وہ اپنے انکار سے باز نہ آئے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے انھیں تباہ و برباد کر دیا۔ سوچنے کی بات ہے کہ جس اللہ نے تمام انسانوں کو پہلی بار بنایا ہے کیا وہ تھک چکا ہے کہ دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا؟ نہیں بلکہ ہر دور میں جھٹلانے والے ہی شکوک و شبہات کا شکار رہے اور پھر ہلاکت سے دوچار ہوئے۔

آیات ۱۶ تا ۱۸

اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ	اور یقیناً ہم نے پیدا کیا انسان کو
وَنَعَلَمُ مَا نُوَسِّوْهُ بِهِ نَفْسَهُ ۗ	اور ہم جانتے ہیں وہ سب، وسوسہ ڈالتا ہے جس کا اُس کا نفس
وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ۝۱۶	اور ہم زیادہ قریب ہیں اُس کے رگِ جاں سے بھی۔
إِذْ يَتَلَفَّى الصُّبْحِ الْبُتْلَقِينَ	جب لیتے ہیں دو لینے والے (تحریر میں اُس کے ہر قول و فعل کو)
عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدًا ۝۱۷	دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے بیٹھے ہوئے۔
مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ	وہ نہیں بولتا کوئی بات
إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ۝۱۸	مگر اُس کے پاس ہوتا ہے چوکس نگران۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا ہے اور وہ انسان کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ انسان کا کون سا عضو کیا فعل انجام دے رہا ہے؟ ظاہری اعمال کے ساتھ ساتھ وہ انسان کے نفس میں پیدا ہونے والے ہر وسوسے کو بھی جانتا ہے۔ پھر عدل کا تقاضا پورا کرنے کے لیے اُس نے دو فرشتے ہر انسان پر مقرر کر دیے ہیں جو اُس کا ہر عمل لکھ رہے ہیں۔ انسان زبان سے کوئی

لفظ نہیں نکالتا مگر اُسے لکھ لیا جاتا ہے۔ اس طرح انسان کا وہ اعمال نامہ تیار ہو رہا ہے جو روزِ قیامت اُس کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اچھے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمارا حساب کتاب آسان فرمائے اور ہمیں روزِ قیامت کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۹

موت کی سختی

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ط	اور آئی موت کی بے ہوشی حق کے ساتھ
ذَلِكَ مَا كُنْتُمْ مِنْهُ تَحِيدُوا ۱۹	یہ ہے وہ جس سے تو بھاگا کرتا تھا۔

انسان موت سے ڈرتا ہے اور اُس کے ذکر سے بھی گریز کرتا ہے لیکن وہ ایک اٹل حقیقت ہے۔ موت اپنے مقررہ وقت پر اور طے شدہ جگہ پر آکر رہتی ہے۔ پھر بلاشبہ اُس کی سختی بڑی افیت ناک ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ وصال کے وقت پانی میں ہاتھ ڈال کر چہرے پر ملتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِنَّ لِمَوْتِ سَكْرَاتٍ (بخاری)

”نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے، بے شک موت کی سختیاں ہوتی ہیں۔“ اللہ تعالیٰ ہم پر موت کی سختی آسان فرمائے اور اس حال میں موت عطا فرمائے کہ وہ ہم سے راضی ہو۔ آمین!

آیات ۲۰ تا ۲۲

میدانِ حشر میں حاضری

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ط	اور پھونکا جائے گا صور میں
ذَلِكَ يَوْمَ الْوَعْدِ ۲۰	یہی عذاب کے وعدے کا دن ہے
وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ	اور آئے گا ہر شخص
مَعَهَا سَابِقٌ وَ شَهِيدٌ ۲۱	اُس کے ساتھ ہوگا ایک ہانکنے والا اور ایک گواہی دینے والا۔

لَقَدْ كُنْتُمْ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَذَا	(اللہ تعالیٰ فرمائے گا) یقیناً تم تھے غفلت میں اس سے
فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ	سو ہم نے اٹھا دیا ہے تم سے تمہارا پردہ
فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ ﴿۲۳﴾	تو تمہاری نگاہ آج بہت تیز ہے۔

روزِ قیامت تمام مردہ انسانوں کو زندہ کرنے کے لیے صور میں پھونک ماری جائے گی۔ ہر انسان کو میدانِ حشر میں اس طرح لایا جائے گا کہ اُس کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے۔ شاید یہ وہی ہوں جنہوں نے دنیا میں اُس کے اعمال کا اندراج کیا تھا۔ ایک فرشتہ انسان کو ہانک کر میدانِ حشر کی طرف لائے گا اور دوسرے کے پاس اُس کا اعمال نامہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ انسان سے فرمائے گا کہ تم اس روز کی تیاری سے غافل تھے۔ آج ہم نے تمہاری آنکھوں کی بصارت تیز کر دی ہے اور ہر شے سے پردہ اٹھا دیا ہے۔ اب تمہیں آخرت کی وہ تفصیل خوب دکھائی دے رہی ہیں جن کی انبیاء نے خبر دی تھی۔

آیات ۲۳ تا ۲۹

انسان کے ساتھی شیطان کا انجام

وَقَالَ قَرِينُهُ هَذَا	اور کہے گا اُس کا ساتھی
مَا لَكَ مَعِيَ عِنْدَ اللَّهِ ﴿۲۴﴾	یہ جو میرے پاس تھا حاضر ہے۔
الْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلٌّ كِفَّارٍ عَنِيدٍ ﴿۲۵﴾	(حکم دے گا اللہ تعالیٰ دونوں فرشتوں کو) تم دونوں پھینک دو جہنم میں ہر بہت ناشکرے، دشمنِ حق کو۔
مِّنَّا عِ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ﴿۲۶﴾	جو بہت روکنے والا تھا نیکی سے، حد سے گزرنے والا تھا، شک میں ڈالنے والا تھا۔
إِنِّي جَعَلْتُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ	جس نے بنایا تھا اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود
فَالْقِيَةُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ﴿۲۷﴾	سو دونوں ڈال دو اُسے سخت عذاب میں۔

کہے گا اُس کا ساتھی	قَالَ قَرِينُهُ
اے ہمارے رب! میں نے سرکش نہیں بنایا اُسے	رَبَّنَا مَا أَطَعْتُهُ
اور لیکن وہ خود تھا دور کی گمراہی میں۔	وَلَكِنْ كَانَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿۲۰﴾
فرمائے گا اللہ تعالیٰ مت جھگڑو میرے پاس	قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدَائِي
یقیناً میں بھیج چکا تھا تمہاری طرف عذاب کا ڈراوا۔	وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ ﴿۲۱﴾
نہیں بدلی جاتی بات میرے یہاں	مَا يُبَدِّلُ الْقَوْلُ لَدَائِي
اور نہ ہی میں ذرا بھی ظلم کرنے والا ہوں بندوں پر۔	وَمَا أَنَا بِظَالِمٍ لِلْعَبِيدِ ﴿۲۲﴾

۲
ع
۱۲

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان لگا ہوا ہے۔ میدانِ حشر میں وہ شیطان انسان کے سامنے ظاہر ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ سے کہے گا کہ مجھے جس پر مسلط کیا گیا تھا وہ حاضر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ ایسے تمام انسانوں اور جنات کو جہنم میں ڈال دو جو حق کے دشمن اور انکار کرنے والے تھے، بھلائی کے کاموں سے روکتے تھے، حد سے گزرنے والے تھے، انبیاء کی تعلیمات میں شک کرتے تھے اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دیگر معبود تراش لیے تھے۔ ایسے بد بختوں کو شدید عذاب میں جھونک دو۔ شیطان کہے گا کہ میں نے اس انسان کو سرکش نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی گمراہ تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہاں تمہیں جھگڑنے کی اجازت نہیں، میں نے تمہیں جرائم کی سزا سے پہلے آگاہ کر دیا تھا، میرا دستور بدلتا نہیں، اب تم بھی اور گمراہی میں پڑنے والا ہر انسان بھی دردناک عذاب سے دوچار ہو کر رہے گا۔

آیت ۳۰

جہنم کا پیٹ نہیں بھرے گا

یَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ	جس دن ہم کہیں گے جہنم سے
هَلْ اُمْتَلَاتِ	کیا تو بھر گئی؟
وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ ﴿۳۰﴾	اور وہ کہے گی کیا کچھ مزید ہے؟

انسانوں اور جنات کی اکثریت اپنی غفلت اور بد اعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں جائے گی۔ اس کے باوجود جب اللہ تعالیٰ جہنم سے پوچھے گا کہ کیا تو بھر گئی تو وہ کہے گی کہ نہیں مجھے مزید لوگ چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ہولناک عذاب کی جگہ سے محفوظ رکھے۔ آمین!

آیات ۳۱ تا ۳۵

جنت میں کون لوگ جائیں گے

وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ	اور قریب کر دی جائے گی جنت پر ہیزگاروں کے
غَيْرِ بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾	وہ نہ رہے گی کچھ زیادہ دور۔
هَذَا مَا تُوْعَدُونَ	یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا
لِكُلِّ أَوْابٍ حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾	ہر اُس شخص سے جو (اللہ تعالیٰ کی طرف) بہت رجوع کرنے والا، (اپنے کردار کی) خوب حفاظت کرنے والا ہے۔
مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ	جو ڈرنے والا ہے رحمان سے بن دیکھے
وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ﴿۳۳﴾	اور لایا ہے (اللہ تعالیٰ کی طرف) رجوع کرنے والا

دل۔	
(کہا جائے گا) داخل ہو جاؤ جنت میں سلامتی کے ساتھ	ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ط
یہی ہمیشہ رہنے کا دن ہے۔	ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ﴿۳۳﴾
اُن کے لیے جو کچھ وہ چاہیں گے اُس میں ہوگا	لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ فِيهَا
اور ہمارے پاس مزید بھی ہے۔	وَكَدَيْنًا مَّزِيدٌ ﴿۳۴﴾

ان آیات میں بشارت دی گئی کہ جنت اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچنے والے پرہیزگاروں کے لیے ہے اور اسے روز قیامت اُن کے قریب کر دیا جائے گا۔ یہ وہ لوگ تھے جو اپنے سیرت و کردار کو پاکیزہ رکھنے کے لیے برائیوں سے بچتے تھے اور بار بار اللہ تعالیٰ سے رجوع کر کے گناہوں کی معافی مانگتے تھے۔ یہ غیب میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے اور اُن کے دلوں پر ہر وقت رقت طاری رہتی تھی۔ روز قیامت ان سعادت مندوں سے کہا جائے گا کہ اب ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ جنت میں اُنہیں ہر وہ شے ملے گی جو طلب کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کے علاوہ اپنے خاص فیض سے بھی اُنہیں نعمتیں عطا فرمائے گا۔ سب سے بڑی نعمت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے رُخِ انور کا دیدار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمتیں نصیب فرمائے۔ آمین!

آیت ۳۶

سرکش قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرو

اور ہم نے ہلاک کیں ان سے پہلے کتنی ہی نسلیں	وَ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ
جو زیادہ سخت تھیں ان سے پکڑ کرنے میں	هُمُ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا
پس انہوں نے چھان مارے شہر	فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ ط
کیا ہے کوئی بھاگنے کی جگہ؟	هَلْ مِنْ مَّجِيصٍ ﴿۳۶﴾

ماضی میں کئی قومیں ایسی گزری ہیں جو آج کی سرکش قوموں کے مقابلے میں زیادہ طاقتور تھیں۔ انھوں نے کئی شہروں پر حملے کیے اور تباہی مچائی۔ جب وہ سرکشی میں بڑھتے ہی چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں شدید عذاب سے ہلاک کر دیا۔ عذاب سے بچنے کے لیے وہ پناہ گاہیں تلاش کرنے لگے لیکن نہ انھیں کوئی پناہ گاہ مل سکی اور نہ ہی کوئی طاقت انھیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا سکی۔

آیت ۳۷

حق کی معرفت حاصل کرنے کی دو صورتیں

بے شک اس میں یقیناً نصیحت ہے اُس کے لیے کہ جس کے پاس دل ہو (زنگ سے پاک)	إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَذِكْرٍ لِّمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ
یا وہ لگائے کان (سننے کے لیے)	أَوْ أَلْفَى السَّمْعَ
اور وہ متوجہ بھی ہو۔	وَهُوَ شَهِيدٌ ﴿۳۷﴾

اللہ تعالیٰ بندوں تک حق پہنچا دیتا ہے۔ البتہ حق کی معرفت سے دو طرح کے لوگ فیض یاب ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کے دل برے اعمال، تعصبات اور تکبر کی آلودگیوں سے پاک ہوتے ہیں۔ ایسے سلیم القلب لوگ فوراً حق کو قبول کرتے ہیں جیسے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قبول کیا۔ بعض لوگوں کے دلوں پر کچھ پردے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ اگر توجہ سے حق کا پیغام بار بار سنتے ہیں تو دل کے پردے ہٹ جاتے ہیں اور ان کے دل بھی معرفتِ حق کے نور سے منور ہو جاتے ہیں۔ اس کی مثال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں جنھوں نے وحی کے نزول کے چھ سال بعد بالآخر حق قبول کیا اور پھر حق کی سر بلندی کے لیے بے مثال قربانیاں دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے دلوں کو بھی حق کی معرفت سے سرشار فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۸ تا ۴۰

اللہ تعالیٰ ہر کمزوری سے پاک ہے

اور یقیناً ہم نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو	وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
---	--

اور جو کچھ ان کے درمیان ہے	وَمَا بَيْنَهُمَا
چھ دنوں میں	فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ
اور نہیں پہنچی ہمیں کوئی تھکان۔	وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ ﴿۲۱﴾
پس اے نبی! صبر کیجیے اُس پر جو وہ کہہ رہے ہیں	فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ
اور تسبیح کیجیے اپنے رب کی حمد کے ساتھ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے	وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ
اور (اُس کے) غروب ہونے سے پہلے۔	وَقَبْلِ الْغُرُوبِ ﴿۲۲﴾
اور رات میں پھر اُس کی تسبیح کیجیے	وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ
اور سجدوں (یعنی نماز) کے بعد بھی۔	وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ﴿۲۳﴾

یہود نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کے حوالے سے یہ جھوٹ گھڑا کہ اُس نے چھ دن میں آسمان اور زمین بنائے اور تھک گیا۔ پھر ساتویں دن اُس نے آرام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں یہود کے اس جھوٹ کی نفی فرمادی۔ کفار کی اس طرح کی باتیں نبی اکرم ﷺ کو ناگوار گزرتی تھیں۔ آپ ﷺ کو تلقین کی گئی کہ آپ صبر کریں اور دل کو سکون اور راحت دینے کے لیے اور حق کی تبلیغ کی خاطر قوت و جذبہ حاصل کرنے کے لیے صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد کریں۔ رات کی گھڑیوں میں اُس کا ذکر کریں اور نمازوں کے بعد بھی ذکر کی لذت سے چاشنی حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اوقات میں خصوصاً اور ہر وقت اپنے ذکر کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۱ تا ۲۴

تمام انسانوں کو میدانِ حشر میں جمع کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے آسان ہے

اور کان لگا کر سنو جس دن پکارے گا ایک پکارنے والا	وَاسْتَبْعِ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادُ
---	---------------------------------------

قربى جگہ سے۔	مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿۲۱﴾
اُس دن وہ سین گے ایک چیخ یقینی طور پر	يَوْمَ يَسْعَوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ط
وہ ہے دن نکل پڑنے کا۔	ذَلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ﴿۲۲﴾
بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں	إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ
اور ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔	وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ﴿۲۳﴾
جس دن پھٹ جائے گی زمین اُن کے اوپر سے جبکہ وہ تیز دوڑتے ہوں گے (نکل کر)	يَوْمَ تَشَقُّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ط
یہ جمع کر لینا ہمارے لیے بہت آسان ہے۔	ذَلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ ﴿۲۴﴾

روز قیامت ہر انسان صور کی آواز کو بہت قریب محسوس کرے گا۔ تمام مُردے اس آواز کو سنتے ہی زندہ ہو جائیں گے۔ زمین اُن کے اوپر سے پھٹ جائے گی۔ وہ نکل کر تیزی سے میدانِ حشر کی طرف دوڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ کہ جس نے دنیا میں زندہ رکھا، پھر موت دی، اب اسی کے سامنے حاضری کے لیے سب پیش ہوں گے۔ تمام انسانوں کو اس طرح اپنے سامنے حاضری کے لیے جمع کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے۔

آیت ۲۵

اے نبی قرآن کے ساتھ یاد دہانی کراتے رہیے

اے نبی! ہم زیادہ جاننے والے ہیں جو وہ کہہ رہے ہیں	نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ
اور نہیں ہیں آپ اُن پر زبردستی کرنے والے	وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ قف
سو نصیحت کیجیے قرآن کے ساتھ اُسے جو ڈرتا ہے میرے عذاب کے وعدے سے۔	فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِبِدِ ﴿۲۵﴾

اس آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ مخالفین کے جن اعتراضات اور طنز کے تیروں سے آپ ﷺ غمگین ہو رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ آپ ﷺ انھیں زبردستی ہدایت پر نہیں لاسکتے۔ البتہ آپ ﷺ مسلسل قرآن حکیم کے ذریعے انھیں حق اور حقائق کی یاد دہانی کراتے رہیے۔ آپ ﷺ کی ذمہ داری صرف حق پہنچا دینا ہے۔ پھر لوگوں سے حساب لینا ہماری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر داعی دین کو اپنی کتاب کی مسلسل تبلیغ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورة الذاریات

تذکیر بالقرآن کا شاہکار

اس سورہ مبارکہ میں تاریخی واقعات، آیاتِ آفاقی و انفسی اور احوالِ قیامت کا ذکر مختصر لیکن بڑے مؤثر پیرائے میں وارد ہوا ہے اور تذکیر بالقرآن کے اعتبار سے یہ سورت اپنی مثال آپ ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

• آیات ۱ تا ۱۹	احوالِ آخرت
• آیات ۲۰ تا ۲۳	آیاتِ آفاقی و انفسی پر غور کی دعوت
• آیات ۲۴ تا ۴۶	تاریخ سے عبرت
• آیات ۴۷ تا ۵۱	آخرت کے بارے میں ایک دلیل
• آیات ۵۲ تا ۶۰	مشرکین مکہ کے ساتھ کشمکش

آیات ۱ تا ۶

قیامت ضرور آئے گی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالذَّرِيَّتِ ذُرُوءًا ۱	قسم ہے بکھیرنے والی ہواؤں کی اڑا کر۔
فَالْحِطْلِ وَقَرًا ۲	پھر جو اٹھانے والی ہیں بوجھ (بادلوں کا)۔
فَالْجُرِيَّتِ يُسْرًا ۳	پھر جو چلنے والی ہیں نرمی سے۔
فَالْمُقْسِمِتِ أَمْرًا ۴	پھر جو تقسیم کرنے والی ہیں (بارش کے) معاملے کو۔
إِنَّمَا تُوْعَدُونَ لَصَادِقًا ۵	بے شک تم سے جو وعدہ کیا جاتا ہے وہ سچا ہے۔

وَإِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ ۝٦

اور بے شک جزا و سزا یقیناً واقع ہونے والی ہے۔

بارش کی آمد سے قبل تیز ہوائیں چلتی ہیں جو گرد و غبار اڑاتی ہیں۔ پھر وہ بھاری بادلوں کو لاتتی ہیں۔ بادلوں کے آنے کے بعد وہ نرمی سے چلتی ہیں تاکہ بادل کسی مقام پر رک کر برس جائیں۔ ہواؤں کے ذریعے ہی یہ تقسیم ہوتی ہے کہ بادلوں نے کہاں سے گزر جانا ہے اور کہاں برسنا ہے۔ بادلوں کے برسنے سے مُردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ بار بار انسانوں کی آنکھوں کے سامنے گزرنے والا یہ منظر شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ برحق ہے اور وہ تمام انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔ اس کے بعد لازماً اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ جس انسان نے کائنات کی دیگر مخلوقات کی طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی وہ کامیاب ہوگا۔ جس نے ایسا نہ کیا وہ رسوا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حق بات کی تصدیق کرنے اور اپنی اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷ تا ۱۴

قیامت کا انکار کرنے والوں کا برا انجام

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝٧	قسم ہے آسمان کی جو راستوں والا ہے۔
إِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝٨	بے شک تم یقیناً ایک اختلاف والی بات میں پڑے ہوئے ہو۔
يُؤْفِكُ عَنْهُ مَنْ أُوْفِكَ ۝٩	بہکایا جاتا ہے اس (بدلے کے دن) سے جو (پہلے ہی) بہکایا گیا ہے۔
قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ ۝١٠	مارے گئے قیاس آرائیاں کرنے والے۔
الَّذِينَ هُمْ فِي غَمْرَةٍ سَاهُونَ ۝١١	وہ جو بڑی غفلت میں بھولے ہوئے ہیں۔
يَسْأَلُونَ أَيَّانَ يَوْمِ الدِّينِ ۝١٢	پوچھتے ہیں کب ہوگا بدلے کا دن؟
يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ ۝١٣	جس دن وہ آگ پر پتائے جائیں گے۔

چکھو اپنی شرارت کا مزہ	ذُو قُوَّافٍ تَنَّتَكُمْ ط
یہی ہے تم جسے جلدی مانگا کرتے تھے۔	هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ﴿۱۳﴾

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اُس آسمان کو گواہ بنایا ہے جس میں ستاروں کی حرکت اور فرشتوں کی آمد و رفت کے لیے راستے ہیں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے احکامات لے کر نازل ہوتے ہیں اور انسانوں کے اعمال کی خبریں لے کر اوپر جاتے ہیں۔ اس آسمان کو گواہ بنا کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لوگ بلاوجہ قیامت کے حوالے سے اختلاف کر رہے ہیں۔ مثلاً:

i. کسی کا خیال ہے کہ قیامت کا آنا ناممکن ہے۔

ii. کسی کا تصور ہے کہ قیامت آئے گی لیکن ہمارے معبودوں کی شفاعت ہمیں جہنم سے بچالے گی۔

iii. کوئی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا غفور و رحیم ہے وہ سب کو بخش دے گا۔

iv. کسی کی خام خیالی ہے کہ جس اللہ تعالیٰ نے یہاں نعمتیں دی ہیں وہ آخرت میں بھی دے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ آخرت کے حوالے سے جھوٹ بولنے والے روز قیامت مارے جائیں گے۔ آج وہ طنزیہ انداز سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ ان کے طنزیہ سوال کا جواب یہ ہے کہ قیامت اُس روز آئے گی جب انہیں آگ پر تپایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب اپنی سرکشی کا مزہ چکھو۔ یہ ہے عذاب جس کے بارے میں تمہیں بہت جلدی لگی ہوئی تھی۔

آیات ۱۵ تا ۱۹

پرہیزگاروں کے لیے حسین انعامات

بے شک پرہیزگار باغات اور چشموں میں ہوں گے۔	إِنَّ الْبَتِّقِينَ فِي جَنَّتٍ وَعُيُونٍ ﴿۱۵﴾
لینے والے ہوں گے وہ سب جو دے گا انہیں ان کا رب	أَخْذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ ط
بے شک وہ اس سے پہلے نیکی کرنے والے تھے۔	إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ مُحْسِنِينَ ﴿۱۶﴾
وہ رات کے تھوڑے حصے میں سویا کرتے تھے۔	كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ﴿۱۷﴾

اور سحر کے اوقات میں وہ بخشش مانگا کرتے تھے۔	وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَعْفِرُونَ ﴿۱۸﴾
اور اُن کے مال میں حصہ تھا مانگنے والے اور محروم کے لیے۔	وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ﴿۱۹﴾

اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے پرہیز کرنے والے باغات اور چشموں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیے جانے والے انعامات مسلسل وصول کرتے رہیں گے۔ یہ صلہ ہے اُن کے اُس عمل کا کہ وہ انتہائی نیکو کار تھے۔ رات کو کم سو کر زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت کرتے ہوئے گزارتے تھے۔ پھر اپنی اس عبادت پر تکبر کے بجائے عاجزی کے ساتھ سحر کے اوقات میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے تھے۔ بندوں کی ضروریات کا خیال رکھتے تھے اور اپنے اموال سے محتاجوں اور بے کسوں کی مستقل مدد کرتے تھے۔ وہ یہ مدد اُن پر احسان رکھ کر نہیں بلکہ اُن کا حق سمجھ کر کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۰ تا ۲۳

آیاتِ نفسی وارضی قیامت کے لیے دلیل ہیں

اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین کرنے والوں کے لیے۔	وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ﴿۲۰﴾
اور تمہارے وجود میں بھی	وَفِي أَنْفُسِكُمْ ۗ
تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟	أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿۲۱﴾
اور آسمان میں تمہارا رزق ہے	وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ
اور وہ بھی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔	وَمَا تُوْعَدُونَ ﴿۲۲﴾
سو قسم ہے آسمان اور زمین کے رب کی	فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ
بے شک وہ (قیامت) یقیناً حق ہے	إِنَّهُ لَحَقُّ

مَثَلٌ مَّا أَنْكُمْ تَنْطِقُونَ ﴿۳۶﴾

اسی طرح جیسے کہ تم بولتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں انسان کو آیاتِ ارضی اور آیاتِ انفسی پر غور کرنے کی دعوت دی ہے۔ زمین کا بارش کے ذریعے بار بار زندہ ہونا اور زمین پر موجود غذائی اور دیگر استعمال کی اشیاء کا ختم ہونے کے بعد بار بار پھر پیدا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کر سکتا ہے۔ ہماری موجودہ تخلیق ثابت کرتی ہے کہ پہلی بار ہمیں پیدا کرنے والا دوبارہ بھی پیدا فرما سکتا ہے۔ پھر ہمارے اپنے وجود میں ضمیر کا نیکی پر سروردینا اور برائی پر خلش پیدا کرنا، اس بات پر شاہد ہے کہ اعمال کا نتیجہ نکل کر رہے گا۔ جس آسمان سے بارش برستی ہے اور پھر بار بار انسان کا رزق پیدا ہوتا ہے، اسی آسمان سے اچانک قیامت کا فیصلہ بھی آجائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کا یقین عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۴ تا ۳۰

سیدنا ابراہیمؑ کے لیے بشارت

وقف لازم	اے نبی! کیا آئی ہے آپ کے پاس بات ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کی؟	هَلْ أَنْتَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ﴿۳۷﴾
	جب وہ حاضر ہوئے ان کی خدمت میں تو کہا سلام	إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا ۙ
	کہا ابراہیمؑ نے بھی سلام، (دل میں سوچا) کچھ اجنبی لوگ ہیں۔	قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ مُنْكَرُونَ ﴿۳۸﴾
	پھر جلدی سے گئے اپنے گھر والوں کی طرف	فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ
	تو لے آئے ایک (بھنا ہوا) موٹا سا بچھڑا۔	فَجَاءَ بِعَجَلٍ سَبِينٍ ﴿۳۹﴾
	پس پیش کیا اسے ان کے سامنے	فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ
	پوچھا کیا آپ نہیں کھاتے؟	قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ﴿۴۰﴾

سودل میں محسوس کیا ان سے خوف	فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ط
فرشتوں نے کہا ڈریے نہیں	قَالُوا لَا تَخَفْ ط
اور خوشخبری دی انھیں ایک علم والے لڑکے کی۔	وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ۝۲۱
تو سامنے آئیں ان کی زوجہ بولتی ہوئیں	فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَٰةٍ
پھر مارا ہاتھ اپنے ماتھے پر	فَصَكَتَتْ وَجْهَهَا
اور کہا بڑھیا، بانجھ (کے ہاں لڑکا ہوگا)۔	وَقَالَتْ عَبْرٌ عَقِيمٌ ۝۲۲
فرشتوں نے کہا اسی طرح فرمایا ہے آپ کے رب نے	قَالُوا كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ ط
بے شک وہی کمالِ حکمت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔	اِنَّهُ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝۲۳

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو خوبصورت لڑکوں کی صورت میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ انھوں نے مہمانوں کا اکرام کیا اور ان کی تواضع کے لیے فوری طور پر ایک بھنا ہوا پچھڑا ان کے سامنے پیش کیا۔ مہمان فرشتے تھے لہذا انھوں نے پچھڑے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام ڈر گئے کہ کہیں یہ دشمن تو نہیں جو قبائلی روایات کے مطابق میرا نمک کھانے سے گریز کر رہے ہیں۔ فرشتوں نے وضاحت کی کہ ہم انسان نہیں فرشتے ہیں اور آپ کو سیدنا اسحاق علیہ السلام کی ولادت کی بشارت دینے آئے ہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ سیدہ سارہ علیہا السلام نے حیرت سے کہا کہ میں بڑھیا اور بانجھ ہوں، میرے ہاں بیٹا کیسے پیدا ہوگا؟ فرشتوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے۔ وہ ہر تخلیق کا علم رکھتا ہے اور بڑی ہی حکمتوں والا ہے۔



ترجمہ برائے تکریم الیسیر

قرآن حکیم

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ

پارہ نمبر ۲۷

آیات ۳۱ تا ۳۷

قوم لوط پر پتھروں کی بارش

پوچھا براہیمؑ نے تو کیا مہم ہے تمہاری اے بھیجے جانے والو؟	قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿۳۱﴾
جواب دیا فرشتوں نے بے شک ہم بھیجے گئے ہیں ایک مجرم قوم کی طرف۔	قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ﴿۳۲﴾
تاکہ ہم برسائیں اُن پر کنکریاں پکی مٹی کی۔	لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِينٍ ﴿۳۳﴾
نشان لگائے گئے ہیں جن پر تمہارے رب کی طرف سے حد سے بڑھنے والوں کے لیے۔	مُسْوَمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ﴿۳۴﴾
پھر ہم نے نکالنا اُسے جو تھا اُس (بستی) میں مومنوں میں سے۔	فَاخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۳۵﴾
تو ہم نے نہیں پایا اُس میں سوائے ایک گھر کے (جو تھا) مسلمانوں میں سے۔	فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمَسْلُومِينَ ﴿۳۶﴾
اور ہم نے چھوڑ دی اُس میں ایک نشانی	وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً
اُن کے لیے جو ڈرتے ہیں دردناک عذاب سے۔	لِلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿۳۷﴾

سیدنا براہیمؑ نے فرشتوں سے دریافت کیا کہ وہ کس مہم پر ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہمیں ایک مجرم قوم یعنی قوم لوط علیہم السلام پر پتھروں کی بارش برسانے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اس قوم کی بستی میں صرف سیدنا لوط علیہ السلام کا گھر ہے جہاں مومن اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بستے ہیں۔ اُن کو ہم محفوظ رکھیں گے اور اُن کے علاوہ پوری بستی پر ایسا عذاب نازل کریں گے جو رہتی دنیا تک لوگوں کے لیے عبرت کا نشان بن جائے گا۔

آیات ۳۸ تا ۴۰

آل فرعون کا غرق ہونا

اور موسیٰؑ میں (بھی ایک نشانی ہے)	وَ فِي مُوسَىٰ
جب ہم نے بھیجا انھیں فرعون کی طرف ایک واضح دلیل کے ساتھ۔	إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ﴿۳۸﴾
تو فرعون نے رخ پھیر لیا اپنی قوت کے سبب	فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ
اور کہا (یہ رسول معاذ اللہ) جادو گر یا دیوانہ ہے۔	وَقَالَ سِحْرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿۳۹﴾
پس ہم نے پکڑ لیا اُسے اور اُس کے لشکروں کو	فَاَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ
پھر ہم نے پھینک دیا انھیں دریا میں	فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ
جبکہ وہ خود کو ملامت کر رہا تھا۔	وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿۴۰﴾

سیدنا موسیٰؑ فرعون کے پاس واضح معجزات کے ساتھ آئے۔ اُس بد بخت نے اپنی طاقت کے نشے میں آپ کی دعوت کو جھٹلایا۔ معجزات کو جادو کہہ کر آپ کو جادو گر کہا اور بنی اسرائیل کی آزادی کے مطالبے کو دیوانگی قرار دے کر آپ پر دیوانہ ہونے کا بہتان لگایا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے ان گستاخیوں کی سزا دی اور اُسے اُس کے لشکروں سمیت ایک دریا میں غرق کر دیا۔

آیات ۴۱ تا ۴۲

قوم عاد پر تیز آندھی کا عذاب

اور عاد میں (بھی ایک نشانی ہے)	وَ فِي عَادٍ
جب ہم نے بھیجی اُن پر ہر خیر سے خالی ہوا۔	إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَةَ ﴿۴۱﴾

مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ	نہیں چھوڑتی تھی کسی چیز کو آپڑتی تھی جس پر
اِلَّا جَعَلْتَهُ كَالرَّمِيمِ ۝	مگر کردیتی تھی اُسے ریزہ ریزہ۔

قومِ عاد نے جب سرکشی کی انتہا کر دی تو اللہ تعالیٰ نے اُس قوم پر ایک تیز آندھی چھوڑ دی۔ یہ آندھی دراصل ایک خشک، گرم اور ہر نفع سے خالی ہوا تھی۔ اُس کی شدت کا یہ عالم تھا کہ سامنے آنے والی ہر شے کو اٹھا کر پٹخ رہی تھی اور اُسے چوراچورا کر رہی تھی۔ اس ہوانے تکبر کرنے والی قوم کے غرور کا سرخاک میں ملا دیا اور اُسے ہمیشہ کے لیے عبرت کی شرمناک مثال بنا دیا۔

آیات ۴۳ تا ۴۶

قومِ ثمود اور قومِ نوح علیہ السلام کی تباہی

وَ فِي ثَمُودَ	اور ثمود میں (بھی ایک نشانی ہے)
اِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ۝	جب کہا گیا اُن سے فائدہ اٹھا لو ایک وقت تک۔
فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ	پھر انہوں نے سرکشی کی اپنے رب کے حکم سے
فَاَخَذْتَهُمُ الصَّيْقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ۝	تو انہیں آپکڑا کڑک نے جبکہ وہ دیکھ رہے تھے۔
فَمَا اسْتَطَاعُوا مِنْ قِيَامٍ	پھر نہ وہ اس قابل ہوئے کہ کھڑے رہ سکیں
وَ مَا كَانُوا مُنْتَصِرِينَ ۝	اور نہ ہی وہ بدلہ لینے والے تھے۔
وَ قَوْمَ نُوحٍ مِّنْ قَبْلُ ۝	اور قومِ نوح جو اس سے پہلے تھی
اِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَسِقِينَ ۝	بے شک وہ بھی نافرمان لوگ تھے۔

قومِ ثمود نے جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں حد سے تجاوز کیا تو اچانک اُن پر بجلی کی طرح ٹوٹ پڑنے والی آفت ایک زوردار زلزلے کی صورت میں آئی جس کے ساتھ ایک ہولناک آواز بھی تھی۔ اب وہ اس قابل بھی نہ تھے کہ کھڑے رہ سکتے یا کہیں

جا کر مدد حاصل کر سکتے۔ تباہ ہونے والی قوموں میں سب سے پہلی قوم قوم نوح تھی جس پر عذاب آیا۔ عذاب کا سبب اُن کی مجرمانہ روش تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرنے اور مجرمانہ روش سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷ تا ۱۵

اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرت کے مظاہر

اور آسمان، ہم نے بنایا ہے اُسے قوت سے	وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ
اور بے شک ہم وسعت دینے والے ہیں۔	وَإِنَّا لَكَبُوسَعُونَ ﴿۷﴾
اور زمین، ہم نے بچھایا ہے اُسے	وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا
تو ہم کیا ہی خوب بچھانے والے ہیں۔	فَنِعْمَ الْبَهْدُونَ ﴿۸﴾
اور ہر چیز کے ہم نے پیدا کیے ہیں دو جوڑے	وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ
تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔	لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۹﴾
پس دوڑو اللہ تعالیٰ کی طرف	فَفِرُّوْا إِلَى اللَّهِ ط
بے شک میں تمہارے لیے اُس کی طرف سے واضح خبردار کرنے والا ہوں۔	إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۱۰﴾
اور نہ بناؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود	وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ ط
بے شک میں تمہارے لیے اُس کی طرف سے واضح خبردار کرنے والا ہوں۔	إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۱۱﴾

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرت کے حسبِ ذیل مظاہر بیان ہوئے ہیں:

i. اللہ تعالیٰ نے وسیع و عریض آسمان بنایا اور وہ کائنات کو مزید وسعت دے رہا ہے اور مسلسل مخلوقات میں اضافہ فرما رہا ہے۔

ii. اُس نے زمین کو بچھا دیا اور وہ کیا خوب نعمتوں کی بساط بچھانے والا ہے۔

iii. اُس نے ہر شے کو جوڑوں کی صورت میں پیدا کیا۔

جب ہر شے جوڑوں کی صورت میں ہے تو دنیا کی زندگی کا جوڑا کون سا ہے؟ یہ جوڑا ہے آخرت کی زندگی۔ عقلمندی کا تقاضا ہے کہ آخرت کی زندگی کے لیے تیاری کی جائے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کیا جائے۔ اُس سے لو لگائی جائے اور اُس ہی سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگی جائے۔

آیات ۵۲ تا ۵۵

رسول اللہ تعالیٰ ﷺ کی ذمے داری سمجھانا ہے، منوانا نہیں

کذٰلِكَ مَا اَنۡى الَّذِيۡنَ مِنْ قَبۡلِهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ	اسی طرح نہیں آئے اُن لوگوں کے پاس جو ان سے پہلے تھے کوئی رسول
اِلَّا قَالُوۡا سٰحِرٌ اَوْ مَجۡنُوۡنٌ ﴿۵۲﴾	مگر انھوں نے کہا (معاذ اللہ تعالیٰ) یہ جادو گر یا دیوانے ہیں۔
اَتَوَاۡصُوۡا بِہٖۡ	کیا انھوں نے وصیت کی ہے ایک دوسرے کو اس کی؟
بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ طٰغُوۡنَ ﴿۵۳﴾	بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں۔
فَتَوَلَّوۡا عَنْہُمۡ	تو اے نبی! آپ رخ پھیر لیجیے ان (کافروں) سے
فَمَا اَنْتَ بِمَلُوۡمٍ ﴿۵۴﴾	پس آپ ہر گز نہیں ہیں ملامت کیے ہوئے
وَذِكۡرٌ	اور نصیحت کرتے رہیے
وَ اِنَّ الدِّکۡرَیۡ تَنۡفَعُ الْمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۵۵﴾	بے شک نصیحت فائدہ دیتی ہے مومنوں کو۔

اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کو تسلی دی کہ اگر مکہ والے آپ ﷺ کی توہین کر رہے ہیں تو سابقہ رسولوں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ ہر کافر قوم نے اپنے رسول کو جادو گر یا پاگل کہا۔ رسول کی دعوت کی تاثیر کو جادو اور مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کی بات کو دیوانگی قرار دیا۔ لگتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو ان گمراہ کن باتوں کی وصیت کر گئے تھے۔ آپ ﷺ کو تلقین کی گئی کہ کفار مکہ کی گستاخیوں کا اثر نہ لیں۔ اگر وہ حق قبول نہیں کر رہے تو آپ ﷺ پر کوئی الزام نہیں۔ آپ ﷺ انھیں نصیحت کرتے رہیں۔ آپ ﷺ کی نصیحت رائیگاں نہیں جا رہی بلکہ یہ ایمان لانے والوں کے لیے مفید ثابت ہوتی رہے گی۔

آیات ۵۶ تا ۶۰

انسانوں اور جنوں کا مقصدِ تخلیق اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے

اور میں نے پیدا نہیں کیا جنوں اور انسانوں کو مگر اس لیے کہ وہ عبادت کریں میری۔	وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿۵۶﴾
میں نہیں چاہتا اُن سے کوئی رزق	مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ
اور نہ میں چاہتا ہوں کہ وہ کھلائیں مجھے۔	وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعَمُونِ ﴿۵۷﴾
بے شک اللہ تعالیٰ ہی رزق دینے والا، قوت والا، نہایت مضبوط ہے۔	إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ﴿۵۸﴾
پس بے شک اُن کے لیے جنھوں نے ظلم کیا بھیانک انجام ہے	فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُنُوبًا
اُن کے ساتھیوں کے بھیانک انجام کی طرح	مِثْلَ ذُنُوبِ أَصْحَابِهِمْ
سو وہ جلدی نہ کریں مجھ سے (عذاب کی)۔	فَلَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿۵۹﴾
پھر بڑی ہلاکت ہے اُن کے لیے جنھوں نے کفر کیا	فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا
اُن کے اُس دن سے جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے۔	مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿۶۰﴾

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ میں نے انسانوں اور جنات کو اس لیے بنایا کہ وہ زندگی کے ہر گوشے میں میری بندگی کریں۔ یعنی ہر وقت اور ہر کام میں پورے ذوق و شوق سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو روز قیامت رسوائی کا سامنا کریں گے۔

زندگی آمد برائے بندگی

زندگی بے بندگی شرمندگی

ہمارا مقصد یہ نہیں کہ ہم محض رزق کمانے کے لیے ہی کولہو کے نیل بنے رہیں۔ پھر عام طور پر آقا اپنے غلاموں کی خدمت کے محتاج اور ان کی کمائی کھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نہایت قوی ہے اور کسی کا محتاج نہیں۔ بلکہ وہی تمام مخلوقات کا رازق ہے۔ جو لوگ اُس کی نافرمانی کر رہے ہیں اور اُس کی بندگی سے اعراض کر رہے ہیں وہ اپنی اس روش کے انجام کے حوالے سے جلدی نہ کریں۔ عنقریب وہ دن آنے والا ہے جس روز یہ نافرمان شدید تباہی و بربادی سے دوچار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں اپنی بندگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورة الطور

کافروں کے لیے پُر جلال و عید

اس سورہ مبارکہ میں کافروں کی گمراہیوں کا جواب اور ان کے لیے برے انجام کی وعید بڑے جلالی انداز میں بیان کی گئی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱۶ تا ۱۷
- آیات ۲۸ تا ۳۷
- آیات ۲۹ تا ۴۷
- آیات ۳۸ تا ۴۹

کافروں کے لیے شدید عذاب کی وعید

متقیوں کے لیے حسین انجام کی بشارت

کافروں کے لیے شدید غیظ و غضب

نبی اکرم ﷺ کے لیے صبر اور ذکر کی تلقین

آیات ۸ تا ۸

کافروں پر عذاب آکر رہے گا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالطُّورِ ①	قسم ہے طور کی۔
وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ ②	اور لکھی ہوئی کتاب کی۔
فِي رَقٍّ مَّنْشُورٍ ③	ایسے ورق میں جو کشادہ ہے۔
وَالْبَيْتِ الْمَعُورِ ④	اور آباد گھر کی۔
وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ ⑤	اور بلند کی ہوئی چھت کی۔
وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ ⑥	اور ابلتے ہوئے سمندر کی۔
إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ⑦	بے شک تمہارے رب کا عذاب یقیناً واقع ہونے والا ہے۔

مَا لَكُمْ مِنْ دَافِعٍ ۙ

نہیں ہے اُسے کوئی ہٹانے والا۔

ان آیات میں بعض اہم مقامات یعنی کوہ طور، لوح محفوظ، خانہ کعبہ، آسمان اور سمندر کی قسم کھا کر کہا گیا کہ کافروں پر عذاب آکر رہے گا۔ کوہ طور پر لوح محفوظ سے تورات نازل کی گئی جس میں خبر دی گئی کہ بنی اسرائیل پر دو مرتبہ اُن کی سرکشی کی وجہ سے عذاب نازل ہوگا۔ سورہ بنی اسرائیل کی ابتدائی آیات میں اس کا ذکر ہے۔ خانہ کعبہ کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے ابرہہ کے لشکر پر عذاب نازل کیا۔ آسمان سے قوم نوح پر بارش اور قوم لوط پر پتھراؤ کی صورت میں عذاب نازل کیے گئے۔ فرعونوں کو سمندر میں غرق کر کے عذاب سے دوچار کیا گیا۔ گویا یہ اہم مقامات سرکشوں کو اللہ تعالیٰ کے اُس عذاب سے خبردار کر رہے ہیں جسے کوئی طاقت ٹال نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سرکشی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۹ تا ۱۶

کافروں کا بدترین انجام

یَوْمَ تَمُورُ السَّهَاءُ مُورًا ۙ	جس دن لرزے گا آسمان تھر تھرا کر۔
وَتَسِيرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۙ	اور چلیں گے پہاڑ اڑتے ہوئے۔
فَوَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْكَذِبِينَ ۙ	تو ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔
الَّذِينَ هُمْ فِي خَوْضٍ يَلْعَبُونَ ۙ	وہ جو فضول بحث میں کھیل رہے ہیں۔
يَوْمَ يُدْعُونَ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۙ	جس دن انھیں دھکیلا جائے گا آگ کی طرف دھکادے کر۔
هَذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكذَّبُونَ ۙ	یہ آگ وہی ہے تم جسے جھٹلایا کرتے تھے۔
أَفَسِحْرٌ هَذَا	تو کیا جادو ہے یہ
أَمْ أَنْتُمْ لَا تُبْصِرُونَ ۙ	یا تم نہیں دیکھ رہے؟

داخل ہو جاؤ اس میں	إِصْلَوْهَا
پھر صبر کرو یا صبر نہ کرو	فَأَصْبِرُوا أَوْ لَا تَصْبِرُوا ۚ
برابر ہے تم پر	سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ ۗ
بے شک تم بدلے میں دیے جاؤ گے وہی جو تم کیا کرتے تھے۔	إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۷﴾

روزِ قیامت آسمان لرز رہا ہوگا اور پہاڑ اڑ رہے ہوں گے۔ اُس روز وہ کافر شدید تباہی سے دوچار ہوں گے جو آج اللہ تعالیٰ کے احکامات پر اعتراضات کر رہے ہیں اور اُن کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ اُس روز انہیں دھکیل کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ ہے وہ جہنم جس کے وجود کو تم جھٹلاتے تھے۔ اب تم صبر کرو یا چیخ و پکار کرو برابر ہے۔ تمہیں تمہارے جرائم کی بھرپور سزا مل کر رہے گی۔

آیات ۱۷ تا ۲۰

پرہیزگاروں کا حسین انجام

بے شک پرہیزگار باغات اور بڑی نعمت میں ہیں۔	إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ ﴿۱۷﴾
لطف اٹھانے والے ہیں اُس سے جو دیا ہے انہیں اُن کے رب نے	فَكِهِينَ بِمَا آتَاهُمُ رَبُّهُمُ ۚ
اور بچالیا انہیں اُن کے رب نے بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب سے۔	وَوَقَاهُمْ رَبُّهُمُ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿۱۸﴾
(کہا جائے گا) کھاؤ اور پیو مزے سے اُس کے بدلے جو تم کیا کرتے تھے۔	كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۹﴾
ٹیک لگا کر بیٹھنے والے ہیں قطار میں بچھائے گئے تختوں پر	مُتَّكِنِينَ عَلَى سُرُرٍ مَّصْفُوفَةٍ ۚ

وَزَوْجُهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ﴿۲۰﴾

اور ہم نے بیاہ دیا ہے انھیں بڑی آنکھوں والی حوروں سے۔

روزِ قیامت پر ہیز گاروں کی بہت بڑی خوش نصیبی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ انھیں دکھتی ہوئی آگ کے عذاب سے محفوظ فرمائے گا۔ مزید خوش نصیبی یہ ہوگی کہ وہ انھیں داخل فرمائے گا ایسے حسین باغات میں جہاں وہ نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ انھیں کہا جائے گا جو چاہتے ہو اور جتنا چاہتے ہو کھاؤ اور پیو، کسی نعمت میں کوئی کمی نہیں اور نہ ہی زیادہ استعمال کا کوئی نقصان ہے۔ وہ مسندوں پر ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے۔ بڑی بڑی آنکھوں والی حسین و جمیل حوروں سے ان کا نکاح کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہیں یہ نعمتیں تمہارے اعمال کی وجہ سے عطا کی گئی ہیں۔

آیت ۲۱

نیک اولاد جنت میں ساتھ ہوگی

اور جو لوگ ایمان لائے	وَالَّذِينَ آمَنُوا
اور پیچھے چلی ان کے ان کی اولاد ایمان کے ساتھ	وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ
ہم ملا دیں گے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو	الْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ
اور ہم کمی نہ کریں گے ان سے ان کے عمل میں سے کچھ بھی	وَمَا لَنُنْزِلَهُمْ مِّنْ عَمَائِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ
ہر شخص اُس کے عوض جو اُس نے کمایا ہے گروی رکھا ہوا ہے۔	كُلُّ امْرِئٍۭٓ آِ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنًا ﴿۲۱﴾

اس آیت میں خوشخبری دی گئی کہ جنت میں نیک انسان کو اُس کی نیک اولاد کے ساتھ رکھا جائے گا۔ اگر کسی کے اعمال کی کمی کی وجہ سے اُس کا درجہ جنت میں نیچے ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُس کا درجہ بڑھا کر اوپر والے کے ساتھ کر دے گا۔ انسان کا اپنے اعمال کے عوض رہن ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ جہنم سے بچنے اور جنت میں داخلے کے لیے انسان کو اچھے اعمال کرنے ہوں گے۔ ہاں جنت

میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے درجات کو بلند کر کے اولاد اور والدین کو باہم ملا دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت میں اپنے والدین اور اولادوں کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۲ تا ۲۴ جنت کی نعمتیں

اور ہم مسلسل دیتے رہیں گے انھیں میوے اور گوشت	وَأَمَدَدْنَاهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَ لَحْمٍ
اُس میں سے جو وہ چاہیں گے۔	مِمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٢٢﴾
ایک دوسرے سے چھینیں گے ایسا جام	يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا
جس میں نہ کوئی بیہودہ بات ہوگی اور نہ ہی گناہ میں ڈالنا۔	لَا لَعْنُ فِيهَا وَلَا تَأْتِيهِمُ ﴿٢٣﴾
اور آس پاس پھریں گے اُن کے خدمت گزار لڑکے	وَيُطَوَّفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَهُمْ
جیسے وہ ہوں چھپائے ہوئے موتی۔	كَانَهُمْ لَوْلُؤٌ مَّكَنُونٌ ﴿٢٤﴾

اہل جنت کو اُن کی پسند کے میوے اور گوشت فراہم کیا جائے گا۔ وہ اپنی پسند کے مرغوب جام نوش کر رہے ہوں گے۔ ایسی شراب کے جام جو پاکیزہ ہوگی۔ اُس میں نہ نشہ ہوگا اور نہ ہی وہ کسی گناہ کی طرف لے جائے گی۔ جنتی باہم شغل کرتے ہوئے ایک دوسرے سے اس شراب کے جام کو چھین رہے ہوں گے۔ اُن کی خدمت کے لیے ہر وقت خوبصورت لڑکے موجود ہوں گے جو اپنے حسن میں ایسے خوبصورت موتیوں کی طرح ہوں گے جنہیں چھپا کر رکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین!

۔ آمین!

آیات ۲۵ تا ۲۸

گھر میں خداخونی اختیار کرنے کا انعام

وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ	اور متوجہ ہوں گے اُن میں سے بعض، بعض کی طرف
يَتَسَاءَلُونَ ﴿۲۵﴾	ایک دوسرے سے سوال کریں گے
قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ﴿۲۶﴾	کہیں گے بے شک ہم اس سے پہلے اپنے گھر والوں میں ڈرنے والے تھے۔
فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا	تو احسان کیا اللہ تعالیٰ نے ہم پر
وَوَفَّقْنَا عَذَابَ السُّورِ ﴿۲۷﴾	اور بچالیا ہمیں جھلسا دینے والی لوکے عذاب سے۔
إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوهُ ۗ	بے شک ہم اس سے پہلے پکارا کرتے تھے اُسے
إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ﴿۲۸﴾	بے شک وہی بہت احسان کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

ع

اہل جنت باہم گفتگو کرتے ہوئے ایک دوسرے کو بتائیں گے کہ ہم دنیا میں اپنے گھر والوں کے ساتھ مشغول ہو کر، اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُس کے احکامات سے غافل نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ ہم ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں ایسا فعل نہ کر بیٹھیں جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے۔ اُس نے ہم پر احسان فرمایا اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالیا۔ ہم اُس سے دعائیں کرتے رہتے تھے اور اُس نے ہماری دعائیں قبول فرمائیں۔ بے شک وہ بہت ہی حسن سلوک فرمانے والا اور رحمتیں نازل فرمانے والا ہے۔

آیات ۲۹ تا ۳۲

اللہ تعالیٰ کا گستاخانِ رسول پر غیظ و غضب

فَذَكِّرْ	تو اے نبی! نصیحت کیجیے
-----------	------------------------

پھر آپ نہیں ہیں اپنے رب کی نعمت سے کاہن اور نہ ہی مجنون۔	فَمَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ۱۹
کیا وہ کہتے ہیں آپ شاعر ہیں	أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ
ہم انتظار کر رہے ہیں اس پر زمانے کی گردش کا؟	تَتَرَبَّصُّ بِهِ رَيْبَ الْمُنُونِ ۲۰
فرمائیے انتظار کرو	قُلْ تَرَبَّصُوا
پس بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔	فَإِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ۲۱
کیا حکم دیتی ہیں انہیں ان کی عقلیں اسی بات کا	أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُمْ بِهَذَا
یا وہ حد سے گزرنے والے لوگ ہیں؟	أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ۲۲

مشرکین مکہ نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہتے تھے کہ آپ کاہن، مجنون اور شاعر ہیں۔ ان کے بارے میں انتظار کرو۔ کچھ ہی دن میں ان کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ قرآن کی تبلیغ جاری رکھیں۔ آپ ﷺ ہر گز وہ کچھ نہیں ہیں جو یہ مشرکین کہہ رہے ہیں۔ مشرکین عقل کے اندھے ہیں۔ اگر ان میں عقل ہوتی تو وہ ایسے پاکیزہ کردار اور اخلاق کی حامل ہستی پر کاہن، مجنون اور شاعر ہونے کے الزامات نہ لگاتے۔ پھر کیا بیک وقت ایک شخص کاہن، مجنون اور شاعر ہو سکتا ہے؟ ایسے بہتان لگانے والوں کو چاہیے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی حقیقت ظاہر ہونے کا نہیں بلکہ اپنی گستاخیوں کی بدترین سزا ملنے کا انتظار کریں۔

آیات ۳۳ تا ۳۴

عظمتِ قرآن

کیا وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے گھڑ لیا ہے اسے؟	أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۲۳
--	--------------------------------

بَلْ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿۳۷﴾	بلکہ وہ ایمان نہیں لاتے۔
فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ	پس انھیں چاہیے لے آئیں کوئی بات اس جیسی
إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ﴿۳۸﴾	اگر وہ سچے ہیں۔

مشرکین مکہ بہتان لگاتے تھے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں بلکہ اسے سیدنا محمد ﷺ نے خود سے بنا لیا ہے۔ انھیں چیلنج دیا گیا کہ اگر قرآن کسی انسان کا بنا یا ہو ا کلام ہے تو پھر وہ بھی جو بڑے فصیح و بلیغ اور قادر الکلام ہونے کے مدعی ہیں مقابلے میں قرآن جیسا فصیح، بلیغ، پُر تاثر، پاکیزہ اور جامع کلام پیش کر کے دکھائیں۔ قرآن حکیم کی عظمت کی دلیل ہے کہ آج تک کوئی بھی اس چیلنج کا جواب نہیں دے سکا اور نہ دے سکے گا۔

آیات ۳۵ تا ۴۳

مخالفین حق کو گریبان میں جھانکنے کی دعوت

أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ	کیا وہ پیدا کیے گئے ہیں بغیر کسی چیز کے
أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿۳۹﴾	یا وہ خود ہی اپنے آپ کو پیدا کرنے والے ہیں؟
أَمْ خَلَقُوا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ	کیا انھوں نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو؟
بَلْ لَّا يُوقِنُونَ ﴿۴۰﴾	بلکہ وہ یقین نہیں کرتے۔
أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ	اے نبی! کیا ان کے پاس ہیں آپ کے رب کے خزانے
أَمْ هُمُ الْمُصِيطِرُونَ ﴿۴۱﴾	یا وہ نگران ہیں (خزانوں کے)؟
أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَعِينُونَ فِيهِ	کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے وہ سن لیتے ہیں جس پر چڑھ کر؟

فَلْيَايَاتٍ مُّسْتَنْعِمَهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبٰیِّنٍ ۝۳۱ ط	تو لے آئے اُن کا سننے والا کوئی واضح دلیل۔
اَمْرٌ لَّهِ الْبٰنَتْ	کیا اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں ہوں
وَلَكُمْ الْبَنُوْنَ ۝۳۲ ط	اور تمہارے لیے بیٹے۔
اَمْرٌ تَسْأَلُهُمْ اَجْرًا	کیا آپ مانگتے ہیں اُن سے کوئی اجرت
فَهُمْ مِّنْ مَّعْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۝۳۳ ط	تو وہ تاوان سے بوجھل کیے جانے والے ہیں؟
اَمْرٌ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ	کیا اُن کے پاس غیب (کا علم) ہے؟
فَهُمْ يَكْتَبُوْنَ ۝۳۴ ط	تو وہ لکھ لیتے ہیں۔
اَمْرٌ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا	کیا وہ چاہتے ہیں کوئی چال چلانا؟
فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ۝۳۵ ط	تو جن لوگوں نے کفر کیا وہی چال میں پھنسنے والے ہیں۔
اَمْرٌ لَهُمْ اِلٰهُ غَيْرُ اللّٰهِ ط	کیا اُن کا کوئی معبود ہے اللہ تعالیٰ کے سوا؟
سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۳۶ ط	پاک ہے اللہ تعالیٰ اُس سے جو وہ شریک بناتے ہیں۔

حق کے مخالفین قرآنِ حکیم کی تعلیمات پر مختلف قسم کے اعتراضات وارد کرتے تھے۔ ان آیات میں اُن کو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے اعتراضات کی حقیقت پر غور کرنے اور پھر گریبان میں جھانکنے کی دعوت دی گئی۔ ارشاد ہوا:

- i. آسمان وزمین اور خود ان مخالفین کا خالق کون ہے؟ کیا انھوں نے آسمان، زمین اور اپنی ذات کو بنایا ہے؟
- ii. کیا رب کی رحمت کے خزانے ان مخالفین کے اختیار میں ہیں کہ وہ فیصلہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہونے کا اعزاز کسے دیا جائے۔

- iii. وہ اپنے لیے توبیخے پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے فرشتوں کی صورت میں بیٹیوں کا تعین کرتے ہیں۔ کیا اس من گھڑت تعین کا کوئی جواز ہے؟
- iv. کیا نبی اکرم ﷺ تبلیغ کے حوالے سے کوئی حق خدمت یا نذرانہ طلب کر رہے ہیں جو ان کو بہت بھاری لگ رہا ہے؟
- v. کیا انھیں غیب کے احوال کا علم ہے کہ اُس کی بنیاد پر قرآن اور نبی ﷺ کے بارے میں تبصرے کر رہے ہیں؟
- vi. کیا وہ نبی اکرم ﷺ کے خلاف سازشی منصوبے بنا رہے ہیں؟ کان کھول کر سن لیں کہ تمام سازشیں انھیں پر الٹی پڑیں گی اور جلد ہی وہ مغلوب ہوں گے۔
- vii. کیا اللہ تعالیٰ کے سوا ان کے دیگر معبودوں کی کوئی حقیقت ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ واحد ہے اور وہ ہر طرح کے شرک سے پاک ہے۔

آیات ۴۴ تا ۴۷

مخالفین حق پر دو عذاب آئیں گے

وَاِنْ يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا	اور اگر وہ دیکھ لیں کوئی ٹکڑا آسمان سے گرنے والا
يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿۴۴﴾	وہ کہیں گے یہ تہہ بہ تہہ بادل ہے۔
فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ﴿۴۵﴾	پس اے نبی! چھوڑیے انھیں یہاں تک کہ وہ ملیں اپنے اُس دن سے جس میں وہ بیہوش کیے جائیں گے۔
يَوْمَ لَا يَعْنَىٰ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا	جس دن کام نہ آئے گی ان کے ان کی چال کچھ بھی
وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿۴۶﴾	اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی۔
وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَلِكَ	اور بے شک ان کے لیے جنھوں نے ظلم کیا عذاب ہے اس کے علاوہ بھی

وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۲۷﴾	اور لیکن اُن کے اکثر نہیں جانتے۔
---	----------------------------------

ان آیات میں حق کے مخالفین کو دھمکی دی گئی کہ اُن پر عنقریب اللہ تعالیٰ کا عذاب آنے والا ہے۔ عذاب جب آئے گا تو اُن کی کوئی تدبیر انہیں اُس سے بچانہ سکے گی اور نہ ہی کوئی اور اُن کی مدد کو آئے گا۔ پھر ظالموں کے لیے آخرت کے بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے عذاب بھی ہیں تاکہ وہ پلٹیں اللہ تعالیٰ کی طرف۔ افسوس ہے کہ وہ ان عذابوں سے بھی کوئی سبق نہیں سیکھ رہے۔

آیات ۴۸ تا ۴۹

نبی اکرمؐ پر اللہ تعالیٰ کی نظرِ کرم

وَأَصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ	اور اے نبی! انتظار کیجیے اپنے رب کے حکم کا
فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا	پس بے شک آپ ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں
وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ﴿۲۸﴾	اور تسبیح کیجیے اپنے رب کی حمد کے ساتھ جس وقت آپ اٹھتے ہیں۔
وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ	اور رات میں پھر تسبیح کیجیے اُس کی
وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ﴿۲۹﴾	اور ستاروں کے جانے کے بعد بھی۔

نبی اکرمؐ کو خوشخبری دی گئی کہ آپ ﷺ پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نظرِ کرم ہے۔ مخالفین کے اعتراضات کو صبر و تحمل سے برداشت کیجیے اور اُن کے برے انجام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا انتظار کیجیے۔ اطمینانِ قلب کے لیے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہیے۔ خاص طور پر اٹھتے، بیٹھتے، رات میں اور سحر کے وقت اُس کی تسبیح و حمد کرتے رہیے۔ اللہ تعالیٰ حق و باطل کے معرکے میں ہمیں حق کا ساتھ دینے اور اپنے ذکر کی لذت کے ساتھ حق پر ڈٹے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورة النجم

اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرتوں کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرتوں کے کئی مظاہر بیان کیے گئے ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

عظمتِ مصطفیٰ ﷺ	• آیات ۱ تا ۱۸
مشرکانہ تصورات کی نفی	• آیات ۱۹ تا ۳۰
جزا و سزا کا بیان	• آیات ۳۱ تا ۴۲
اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر	• آیات ۴۳ تا ۶۲

آیات ۱ تا ۴

حدیثِ رسولؐ کی اہمیت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝۱	قسم ہے ستارے کی جب وہ گرے۔
مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ	نہیں ہٹے راہِ حق سے تمہارے ساتھی (رسولؐ)
وَمَا غَوَىٰ ۝۲	اور نہ ہی چلے ہیں غلط راہ پر۔
وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝۳	اور وہ نہیں بولتے اپنی خواہش سے۔
إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝۴	نہیں ہے اُن کا ارشاد مگر وحی جو نازل کی جاتی ہے۔

جس طرح ستارے کا ڈوبنا صبح کی آمد کی علامت ہے، اسی طرح نبی اکرم ﷺ کی آمد دنیا میں تاریکی کے خاتمے اور نورِ ہدایت کے سدا جگگانے کا مظہر ہے۔ اب قرآن اور ارشاداتِ نبوی ﷺ کی صورت میں حق دنیا میں ہمیشہ موجود رہے گا۔ ارشادات

نبوی ﷺ بھی دراصل اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایت کا مظہر ہیں۔ نبی اکرم ﷺ اپنی خواہشِ نفس سے کچھ نہیں بولتے بلکہ وہی بات کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف وحی کی ہے۔ فرائضِ نبوت کی ادائیگی کے حوالے سے آپ ﷺ کے ارشادات وحی کی بنیاد پر ہوتے تھے۔ دیگر معاملات میں بھی آپ ﷺ کے ارشادات سراپا حق ہوتے تھے اور اُن میں بھی وحی کا نور کار فرما ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآنِ حکیم کے ساتھ ساتھ ارشاداتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں زندگی کے جملہ معاملات کا لائحہ عمل طے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵ تا ۱۱

قرآنِ حکیم کے دو راویوں کی ملاقات

تعلیم دی ہے انہیں زبردست قوتوں والے (فرشتے) نے۔	عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَى ⑤
جو بڑی طاقت والا ہے	ذُو مِرَّةٍ ⑥
پھر وہ بلند ہوا۔	فَاسْتَوَى ⑦
اور وہ تھا آسمان کے سب سے اونچے کنارے پر۔	وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى ⑧
پھر وہ قریب ہوا	ثُمَّ دَنَا ⑨
پس اتر آیا۔	فَتَدَلَّى ⑩
پھر وہ ہو گیا دو کمانوں کے فاصلے پر یا زیادہ قریب۔	فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى ⑪
پھر اُس نے وحی کی اللہ تعالیٰ کے بندے کی طرف جو وحی کی۔	فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ⑫
جھوٹ نہیں جانا دل نے اُسے جو آپ نے دیکھا۔	مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ⑬

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو بندوں تک دو راویوں کے ذریعے پہنچا۔ ایک ہیں سیدنا جبرائیل اور دوسرے ہیں حضرت محمد ﷺ۔ ان آیات میں ان دونوں راویوں کی باہم ملاقات کا ذکر ہے۔ ایک موقع پر سیدنا جبرائیل نے نبی اکرم ﷺ کو قرآن حکیم جس طرح سکھایا، اُس کا نقشہ کھینچا گیا۔ سیدنا جبرائیل انتہائی قوت اور بڑی جسامت والے فرشتے ہیں۔ جب وہ بالکل سیدھے ہوئے توافق کو مکمل طور پر ڈھانپ دیا۔ پھر قریب ہوئے اور بالکل نیچے آگئے۔ اُن کے اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان فاصلہ دو کمان سے بھی کم رہ گیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اُن کے ذریعے اپنے بندے ﷺ پر وحی کیا جو کچھ کہ وحی کیا۔ جو کچھ نبی اکرم ﷺ کی نگاہیں دیکھ رہی تھیں، دل نے اُس کی تصدیق کی، یہ کوئی خیالی صورت نہیں بلکہ حقیقت ہے۔

آیات ۱۲ تا ۱۸

معراجِ مصطفیٰ

تو کیا تم جھگڑتے ہو نبی سے اُس پر جو وہ دیکھتے ہیں۔	اَفْتَبِرُونَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی ۱۲
اور یقیناً انھوں نے دیکھا ہے اُس فرشتے کو اترتے ہوئے ایک اور بار بھی۔	وَلَقَدْ رَاہٗ نَزْلَةً اٰخْرٰی ۱۳
آخری حد کی بیر کی پاس۔	عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی ۱۴
اُسی کے پاس ہے ہمیشہ رہنے کی جنت۔	عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاوٰی ۱۵
جب چھارہا تھا بیر پر وہ جو چھارہا تھا۔	اِذْ یَغْشٰی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی ۱۶
نہ ادھر ادھر ہوئی نگاہ اور نہ ہی حد سے بڑھی۔	مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۱۷
یقیناً انھوں نے دیکھیں اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں۔	لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی ۱۸

مشرکین مکہ اس حقیقت کو تسلیم نہیں کر رہے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا جبرائیل امین کو اصل ملکوتی صورت میں دیکھا ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ نے انھیں شبِ معراج بھی اس صورت میں دیکھا تھا۔ جب وہ آسمانوں پر بیر کی ایک ایسے درخت کے

پاس ظاہر ہوئے جو جنت کے قریب ہے۔ اُس بیبری پر اُس وقت اللہ تعالیٰ کی انوار و تجلیات کے عظیم مظاہر چھائے ہوئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا جبرائیل امین کے ساتھ ساتھ کئی اور آیاتِ الہی کا بھی مشاہدہ کیا۔ آپ ﷺ نے یہ مشاہدہ خوب جم کر کیا۔ آپ ﷺ کی نگاہوں میں بھرپور حوصلہ نظر تھا۔ البتہ نگاہوں نے ادب و احترام کا پورا پورا لحاظ رکھا۔

آیات ۱۹ تا ۲۲

مشرکین مکہ کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ عجیب بے انصافی

پھر کیا تم نے دیکھالات اور عزیٰ کو۔	أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ ۝۱۹
اور تیسری منات کو جو ایک اور دیوی ہے۔	وَمَنْوَةَ الثَّالِثَةِ الْآخِرَىٰ ۝۲۰
کیا تمہارے لیے لڑکے ہیں اور اُس کے لیے لڑکیاں۔	أَلَكُمْ الذَّكَرُ وَ لَهَا الْأُنثَىٰ ۝۲۱
یہ تب تو بڑی نا انصافی کی تقسیم ہے۔	تِلْكَ إِذْ أَسْبَغَ الضِّيَازُ ۝۲۲

ان آیات میں مشرکین عرب کو ان کی تین دیویوں، لات، عزیٰ اور منات کی اوقات پر غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ نہ ان دیویوں کا کائنات بنانے میں کوئی حصہ ہے اور نہ کائنات کا نظام چلانے میں۔ ایسی بے اختیار دیویوں کی پوجا کرنے کا آخر کیا جواز ہے؟ مشرکین مکہ نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دے کر ان کی مورتیاں بنالی تھیں۔ ان کا معاملہ یہ تھا کہ وہ اپنے ہاں تو بیٹیوں کی پیدائش ناپسند کرتے تھے لیکن فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ بلاشبہ یہ ظلم اور نا انصافی کی عجیب صورت تھی۔

آیات ۲۳ تا ۲۵

مشرکانہ تصورات کی بنیاد محض گمان ہے

انہیں ہیں یہ (دیویاں) مگر چند نام	إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءُ
رکھ لیے ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے	سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَ آبَاؤُكُمْ

نہیں اتاری اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے کوئی سند	مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ط
وہ پیروی نہیں کر رہے مگر گمان کی	إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ
اور اُس کی جو چاہتے ہیں اُن کے جی	وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ ه
اور یقیناً آچکی ہے اُن کے پاس اُن کے رب کی طرف سے ہدایت۔	وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنْ رَبِّهِمْ الْهُدَى ط
کیا انسان کے لیے ہوگا وہ جس کی اُس نے تمنا کی۔	أَمْرًا لِلنَّاسِ مَا تَمَنَّى ۝۳۳
سو اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے آخرت اور دنیا۔	فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولَى ع

ع ۲۵

مشرکین کے پاس اپنے مشرکانہ تصورات کے لیے کوئی ٹھوس دلیل نہیں ہوتی۔ اُن کے تمام تصورات کی بنیاد اُن کی خواہشاتِ نفس اور گمان ہوتے ہیں۔ بلاشبہ گمان، حق کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مشرکین نے اپنے خود ساختہ معبودوں کو من گھڑت قسم کے نام دیے ہوئے ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جیسے ہمارے جہلاء نے بعض بزرگانِ دین کو دانا، گنج بخش، غریب نواز، غوثِ اعظم وغیرہ کے نام دے رکھے ہیں حالانکہ یہ صفات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دیگر ہستیوں کو پکار کر جو چاہیں حاصل کر لیں۔ یہ اُن کی خام خیالی ہے۔ دنیا اور آخرت کی ہر نعمت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔

آیات ۲۶ تا ۲۸

اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت نہ کر سکے گا

اور کتنے ہی فرشتے ہیں آسمانوں میں	وَ كَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمَوَاتِ
کام نہیں آتی اُن کی سفارش کچھ بھی	لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا
مگر اس کے بعد کہ اجازت دے اللہ تعالیٰ جس کے لیے	إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَنْ

چاہے اور پسند کرے۔	يَشَاءُ وَيَرْضَى ۲۱
بے شک جو لوگ ایمان نہیں رکھتے آخرت پر	إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ
یقیناً وہ ایسے نام رکھتے ہیں فرشتوں کے جیسے عورتوں کے نام رکھنا۔	لَيَسْتَوْنَ الْمَلَائِكَةَ سَبِيَةَ الْأُنثَى ۲۲
حالانکہ نہیں ہے اُن کے پاس اس کے لیے کوئی علم	وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ ۲۳
وہ پیروی نہیں کرتے مگر گمان کی	إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ ۲۴
بلاشبہ گمان فائدہ نہیں دیتا حق کے مقابلے میں کچھ بھی۔	وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۲۵

مشرکین مکہ نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی سیٹیاں قرار دیا، اُن کے زنا نہ نام رکھے اور اُن کی مورتیاں بنا کر پوجا شروع کر دی۔ دراصل وہ نہیں چاہتے تھے کہ آخرت میں اُن کے جرائم کی باز پرس ہو۔ لہذا یہ عقیدہ گھڑ لیا کہ فرشتوں کی پوجا کرو، وہ اپنی شفاعت کے ذریعے ہمیں آخرت میں بخشوا لیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ فرشتوں میں سے کسی کو اختیار نہیں کہ وہ کسی کے لیے شفاعت کر سکیں۔ ہاں سفارش کی جاسکے گی مگر اُس کی طرف سے جسے اللہ تعالیٰ اجازت دے اور اُسی کے حق میں جس کے لیے اللہ تعالیٰ پسند فرمائے۔ مشرکین مکہ کے عقائد کسی واضح دلیل کی بنیاد پر نہیں بلکہ محض اُن کے گمان کی بنیاد پر ہیں۔ گمان ہر گز حق کے لیے بنیاد نہیں بن سکتا۔

آیات ۲۹ تا ۳۰

دنیا داروں کی محرومی

تو اے نبی! توجہ ہٹا لیجیے اُس سے کہ جس نے رُخ پھیرا ہماری یاد سے	فَاعْرِضْ عَنْ مَّن تَوَلَّىٰ ۙ عَنْ ذِكْرِنَا
--	--

اور نہ چاہی مگر دنیا کی زندگی۔	وَلَمْ يَرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿١٥﴾
یہ اُن کی انتہا ہے علم میں	ذَلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ
بے شک آپؐ کا رب ہی زیادہ جاننے والا ہے اُسے جو بھٹک گیا اُس کی راہ سے	إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ
اور وہ زیادہ جاننے والا ہے اُسے جس نے ہدایت پائی۔	وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدَى ﴿١٦﴾

نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ ایسے لوگوں کے پیچھے پڑ کر اپنا وقت ضائع نہ کریں جو آخرت میں جواب دہی کا یقین نہیں رکھتے، ہماری یاد سے غافل ہیں اور صرف اور صرف دنیا ہی کے طلب گار ہیں۔ وہ کسی ایسی دعوت کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوں گے جو دنیا کے مادی فائدوں سے بلند تر مقاصد کی طرف بلاتی ہو اور جس میں اصل مطلوب آخرت کی ابدی فلاح و کامرانی ہو۔ وہ خود کو بڑا عقلمند سمجھتے ہیں لیکن اُن سے زیادہ احمق کوئی نہیں جن کی سوچ اور علم اس فانی دنیا تک محدود ہو اور وہ موت کے بعد کی دائمی زندگی کے لیے تیار ہی سے غافل ہوں۔ ایسے لوگ گمراہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ان گمراہوں سے خوب واقف ہے۔ اس کے برعکس آخرت کے طلب گاروں پر تبلیغ کے لیے وقت لگانا مفید ثابت ہوگا۔ اُن پر اللہ تعالیٰ کی نظر کرم ہوگی اور وہ ہدایت کی نعمت سے سرفراز ہوں گے۔ سوچنے کی بات ہے کہ آج ہم مسلمانوں کی اکثریت بھی دنیا دار ہے۔ کیا ان دنیا داروں کو نبی اکرم ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی جبکہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو دنیا داروں سے رخ پھیرنے کی تلقین فرما رہا ہے؟

آیات ۳۱ تا ۳۲

کبیرہ گناہوں سے بچنے والوں کے لیے بشارت

اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے	وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ
تاکہ وہ بدلہ دے اُنھیں جنھوں نے برائی کی اُس کا جو انھوں نے کیا	لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا

اور بدلہ دے اُنھیں جنھوں نے بھلائی کی بڑی بھلائی کے ساتھ۔	وَيَجْزِي الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَىٰ ۝۳۱
وہ لوگ جو بچتے ہیں بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے سوائے کچھ آلودگی کے	الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ ۗ
بے شک اے نبی! آپ کا رب وسیع بخشش والا ہے	إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۗ
وہ زیادہ جاننے والا ہے تمہیں جبکہ اُس نے پیدا کیا تمہیں زمین سے	هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ
اور جب تم تھے بچے اپنی ماؤں کے پیٹوں میں	وَإِذْ أَنْتُمْ أَرْجَاءُ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ ۗ
سومت پاکیزہ بناؤ اپنے آپ کو	فَلَا تُزَكُّوْا أَنْفُسَكُمْ ۗ
وہ زیادہ جاننے والا ہے کہ کس نے پرہیزگاری اختیار کی۔	هُوَ أَعْلَمُ بِبَيْنِ أَلْفَىٰ ۝۳۲

آسمانوں اور زمین کی ہر شے اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ بندوں کے انجام کا فیصلہ بھی اُسی نے کرنا ہے۔ برائی کرنے والوں کو وہ سزا دے گا اور نیکی کرنے والوں کو عمدہ اجر۔ خاص طور پر جو لوگ کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کی ہر صورت سے بچتے ہیں اُن کے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔ وہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اپنی نیکیاں ظاہر کرتے ہیں، اپنی تعریفیں کرتے ہیں اور خود کو بڑا پاکیزہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اتنی نہ بڑھا، پاکی داماں کی حکایت

دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بندِ قبا دیکھ

نیکیوں کا ڈھنڈورا پیسنے کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون واقعی پرہیزگار ہے۔

آیات ۳۳ تا ۳۵

کیا دولت مندوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہے؟

تو کیا تم نے دیکھا اُسے جس نے رخ پھیر لیا۔	اَفَرَأَيْتَ الَّذِي تَوَلَّى ۙ
اُس نے دیا تھوڑا سا اور ہاتھ روک لیا۔	وَ اَعْطَى قَلِيلًا وَّ اَكْذَى ۙ
کیا اُس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے۔	اِعِنْدَهُ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَى ۙ

ان آیات میں مشرکین مکہ کے ایک سردار ولید بن مغیرہ کی مذمت ہے۔ وہ بد نصیب اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے آیات قرآنی سن کر ایمان لانے کے قریب پہنچ گیا تھا لیکن ساتھی سرداروں کی ناراضگی دیکھ کر محروم ہو گیا۔ خود کو جھوٹی تسلی دینے کے لیے کہا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہے۔ اُس نے دنیا میں مجھے خوب ساز و سامان دیا ہے۔ وہ آخرت میں بھی مجھے اسی طرح سے نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے اس تصور کی نفی کرتے ہوئے پوچھا کہ کیا اُس کے پاس غیب کا علم ہے جس کی بنیاد پر وہ آخرت کی نعمتوں کی توقع کر رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی رضا کی علامت بندے کے کردار میں اخلاص اور پرہیزگاری سے ظاہر ہوتی ہے نہ کہ اُس کے پاس مال و اسباب کی کثرت سے۔

آیات ۳۶ تا ۴۲

انسان کا عمل اُس کے کام آئے گا

کیا خبر نہیں دی گئی اُسے اُس کی جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہے۔	اَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ ۙ
اور ابراہیم (کے صحیفوں میں) جنہوں نے پورا کیا (اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو)	وَ اِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى ۙ
کہ نہ اٹھائے گی کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی دوسری جان کا بوجھ۔	اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرَىٰ ۙ

اور یہ کہ نہیں ہے انسان کے لیے مگر وہی جس کی اُس نے کوشش کی۔	وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعَى ۝۲۹
اور بے شک اُس کی کوشش جلد ہی اُسے دکھائی جائے گی۔	وَ اَنْ سَعِيَهُ سَوْفَ يُرَى ۝۳۰
پھر بدلہ دیا جائے گا اُسے پورا بدلہ۔	ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْاَوْفَى ۝۳۱
اور بے شک تمہارے رب تک ہی آخر کار پہنچنا ہے (سب کو)۔	وَ اَنْ اِلَى رَبِّكَ الْمُنْتَهَى ۝۳۲

اللہ تعالیٰ نے ایک اہم حقیقت سے ہر دور میں انسان کو آگاہ فرمایا۔ اس حقیقت کا ذکر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں بھی تھا اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو عطا کی جانے والی تورات میں بھی۔ وہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی انسان کسی دوسرے انسان کے گناہوں کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ ہر انسان کو اپنے اعمال کا بدلہ مل کر رہے گا۔ عنقریب تمام انسانوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوں گے اور وہ ہر انسان کو اُس کی اچھی یا بری کوشش کا پورا پورا بدلہ چکا دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں روزِ قیامت کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۳ تا ۴۹

متضاد احوال... اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر

اور بے شک اُسی (اللہ تعالیٰ) نے ہنسایا اور اُسی نے رُلا یا۔	وَ اَنْتَ هُوَ اَضْحَكٌ وَ اَبْكِي ۝۴۳
اور بے شک اُسی نے موت دی اور زندگی بخشی۔	وَ اَنْتَ هُوَ اَمَاتٌ وَ اَحْيَا ۝۴۴
اور بے شک اُسی نے پیدا کیے دو جوڑے مذکر اور مونث۔	وَ اَنْتَ خَلَقَ الذَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثَى ۝۴۵
ایک قطرے سے جب وہ ٹپکایا جاتا ہے۔	مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تَنَبَّأُ ۝۴۶
اور بے شک اُسی کے ذمے ہے دوبارہ اٹھانا۔	وَ اَنْ عَلَيْهِ النَّشْأَةُ الْاٰخِرَى ۝۴۷
اور بے شک اُسی نے غنی کیا اور مفلس بنایا۔	وَ اَنْتَ هُوَ اَغْنَى وَ اَقْنَى ۝۴۸

وَ اِنَّكَ هُوَ رَبُّ الشُّعْرٰى ﴿۳۹﴾

اور بے شک وہی شعریٰ (ستارے) کا رب ہے۔

ان آیات میں حسب ذیل متضاد احوال کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر ہیں :

- i. خوشی یا غمی کے اسباب اور ان میں تاثیر اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرتا ہے۔
- ii. ہر جاندار کی زندگی اور موت اسی کے اختیار میں ہے۔
- iii. نطفے کو مذکر یا مؤنث وہی بناتا ہے۔
- iv. جس نے پہلی بار پیدا کیا اور زندگی دی، وہ دوبارہ بھی زندہ فرمائے گا۔
- v. خوشحالی یا تنگدستی وہی دیتا ہے۔
- vi. شعریٰ نامی ستارے کا رب بھی اللہ تعالیٰ ہے جسے گمراہ لوگ قسمتوں اور احوالِ عالم میں تبدیلی پیدا کرنے والا سمجھتے ہیں۔

آیات ۵۰ تا ۵۵

قوموں کی ہلاکت... اللہ تعالیٰ کے جلال کے مظاہر

وَ اِنَّكَ اَهْلَكَ عَادًا اِلٰوٰى ﴿۵۰﴾	اور بے شک اسی (اللہ تعالیٰ) نے ہلاک کیا پہلی قوم عاد کو۔
وَ ثَمُوْدَ اَفَمٰٓا اَبْقٰى ﴿۵۱﴾	اور ثمود کو، پھر باقی نہ چھوڑا کسی کو۔
وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۗ ﴿۵۲﴾	اور قوم نوحؑ کو ان سے پہلے
اِنَّهُمْ كَانُوْهُمْ اَظْلَمَ وَاَطْعٰى ﴿۵۳﴾	بے شک وہی تھے زیادہ ظالم اور زیادہ حد سے گزرنے والے۔
وَ الْمُوْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۴﴾	اور الٹ جانے والی بستی کو گرامارا۔
فَعَشٰىهَا مَا غَشٰى ﴿۵۵﴾	پھر چھا گیا اُس پر وہ جو چھا گیا۔
فَبَاىُّ اِلٰٓءٍ رَبِّكَ تَتَّبَعٰى ﴿۵۶﴾	پس اپنے رب کی کن کن نعمتوں پر تم شک کرو گے؟

یہ آیات اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب اور جلال کے مظاہر بیان کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو ہلاک کیا۔ ثمود کو ایسے تباہ کیا کہ نام و نشان نہ چھوڑا۔ قوم نوح کو جو ظلم و سرکشی کی آخری حد کو پہنچ رہی تھی ملیامیٹ کر دیا۔ قوم لوط علیہم السلام کی بستوں کو الٹ کر پٹخ دیا اور ان پر پتھروں کی بارش برسا دی۔ ظالم قوموں کی تباہی نوع انسانی کے لیے نعمت ہے تاکہ دوسرے لوگ ان کے ظلم و ستم سے نجات پاسکیں۔ انسان ذرا غور کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلائے گا؟

آیات ۵۶ تا ۶۲

گناہوں سے باز آ جاؤ!

یہ (نبیؐ) بھی ایک خبردار کرنے والے ہیں پہلے خبردار کرنے والوں کی طرح۔	هَذَا نَذِيرٌ مِّنَ النَّذِيرِ الْأُولَىٰ ﴿٥٦﴾
قریب آگئی وہ قریب آنے والی۔	أَزِفَتِ الْأَزْفَةُ ﴿٥٧﴾
نہیں ہے اُسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ظاہر کرنے والا۔	لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ ﴿٥٨﴾
تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو۔	أَفَمِنْ هَذَا الْحَدِيثِ تَعَجَبُونَ ﴿٥٩﴾
اور تم ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو۔	وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ﴿٦٠﴾
اور تم غفلت میں پڑنے والے ہو	وَأَنْتُمْ سِيدُونَ ﴿٦١﴾
تو سجدہ کرو اللہ تعالیٰ کو اور بندگی کرو اُس کی۔	فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ﴿٦٢﴾

﴿٦٢﴾

ان آیات میں مشرکین مکہ سے کہا گیا کہ نبی اکرم ﷺ سابقہ انبیاء کی طرح تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرا رہے ہیں۔ قیامت قریب آچکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اُسے اچانک ظاہر کرے گا۔ قیامت کی خبر پر تم اظہارِ تعجب کر رہے ہو۔ اُس کو مذاق سمجھ کر ہنستے ہو حالانکہ تمہیں خوف سے رونا چاہیے۔ تمہاری خیر اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک جاؤ اور پوری زندگی میں اُس کے احکامات پر عمل کر کے قیامت کی تیاری کرو۔

سورة القمر

اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کا پُر جلال مظہر

اس سورہ مبارکہ میں بڑے جلالی اسلوب میں سرکش اور باغی اقوام پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا ذکر کیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۸ تا ۱۸ مشرکین مکہ پر اللہ تعالیٰ کا غیظ و غضب
- آیات ۱۹ تا ۲۲ سابقہ اقوام پر اللہ تعالیٰ کا عذاب
- آیات ۲۳ تا ۲۸ مشرکین مکہ پر اللہ تعالیٰ کا غیظ و غضب
- آیات ۲۹ تا ۵۵ تقدیر کا بیان

آیات ۱ تا ۵

مشرکین مکہ کی ہٹ دھرمی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قرب آگئی قیامت اور پھٹ گیا چاند۔	اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَاَنْشَقَّ الْقَمَرُ ①
اور اگر وہ دیکھتے ہیں کوئی بھی نشانی	وَ اِنْ يَّرَوْا آيَةً
رُخ پھیر لیتے ہیں	يُعْرِضُوْا
اور کہتے ہیں (یہ) جادو ہے۔ پہلے سے چلا آنے والا	وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ②
اور انھوں نے جھٹلادیا	وَ كَذَّبُوْا
اور پیروی کی اپنی خواہشات کی	وَ اتَّبَعُوْا اَهْوَاءَهُمْ

اور ہر کام انجام کو پہنچنے والا ہے۔	وَ كُلُّ أَمْرٍ مُّسْتَقَرٌّ ۝
اور یقیناً آچکی ہیں اُن کے پاس کئی خبریں جن میں باز آنے کے لیے ڈانٹ ہے۔	وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ الْأَنْبَاءِ مَا فِيهِ مُرْدَجَةٌ ۝
کامل دانائی کی بات ہے	حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ ۝
لیکن کارگر نہیں ہوتیں خبردار کرنے والی چیزیں۔	فَمَا تُغْنِ الْذُرُّ ۝

قیامت کی تباہی اب قریب آچکی ہے لیکن مشرکین مکہ اس کی تیاری سے غافل ہیں۔ انھوں نے اپنے سامنے نبی اکرم ﷺ کے ایک اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے ہوتا دیکھا ہے لیکن پھر بھی اُن کی رسالت پر ایمان لانے کو تیار نہیں ہیں۔ اس معجزے کو جادو قرار دے رہے ہیں اور حق قبول کرنے کے بجائے اُسے جھٹلا کر خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں۔ سابقہ قوموں کے حالات اور اُن کی تباہی کی خبروں کے ذریعے انھیں عذاب کی دھمکیاں دی جا چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو انتہائی پر حکمت مضامین سے اُن پر حجت پوری کر دی ہے لیکن افسوس ہے کہ وہ مسلسل ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی روش سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۸ تا ۶

روزِ قیامت کافروں کی بری حالت

تو اے نبی! آپ رخ پھیر لیجیے ان (کافروں) سے	فَقُولْ عَنْهُمْ ۝
جس دن بلائے گا پکارنے والا ایک ناگوار چیز کی طرف۔	يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ تُكْرَهُ ۝
جھکی ہوں گی اُن کی نگاہیں	خُسُفًا أَبْصَارُهُمْ ۝
وہ نکلیں گے قبروں سے جیسے وہ پھیلی ہوئی ٹڈیاں ہوں۔	يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ۝
گردن اٹھا کر دوڑنے والے ہوں گے پکارنے والے کی	مُهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ ۝

طرف	
کہیں گے کافر یہ بڑا مشکل دن ہے۔	يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ①

ان آیات میں نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ نے مشرکین مکہ کے سامنے حق واضح فرمادیا ہے۔ اب جو ہٹ دھرم آپ ﷺ کی دعوت نہیں قبول کر رہے ان پر تبلیغ کے لیے وقت ضائع نہ کیجیے۔ وہ انتظار کر رہے ہیں قیامت کے دن کا۔ اُس دن ایک فرشتہ تمام کافروں کو پکارے گا تاکہ وہ ایک انتہائی ناگوار انجام کا سامنا کرنے کے لیے حاضر ہوں۔ وہ قبروں سے نکلیں گے اور پکارنے والے کی طرف اس طرح دوڑیں گے جیسے فضا میں بکھری ہوئی ٹڈیاں ہوتی ہیں۔ اُن کی آنکھیں شرم کے مارے جھکی ہوئی ہوں گی اور وہ فریاد کریں گے کہ ہائے! آج کا دن تو بڑی مشکلات کا دن ہے۔

آیات ۱۶ تا ۹

قومِ نوح کا برانجام

اور جھٹلایا ان سے پہلے قومِ نوح نے	كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ
تو انھوں نے جھٹلایا ہمارے بندے کو	فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا
اور انھوں نے کہا (معاذ اللہ) یہ مجنون ہیں	وَقَالُوا مَجْنُونٌ
اور وہ جھڑک دیے گئے۔	وَازْدَجَرَ ⑨
تو انھوں نے پکارا اپنے رب کو کہ میں مغلوب ہو گیا سو تو بدلہ لے۔	فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ ⑩
تو ہم نے کھول دیے آسمان کے دروازے ایسے پانی کے ساتھ جو زور سے برسنے والا تھا۔	فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُنْهَرٍ ⑪
اور ہم نے پھاڑ دیا زمین کو چشموں کے ساتھ	وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا

تو مل گیا پانی ایک ایسے کام کے لیے جو طے ہو چکا تھا۔	فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝۷
اور ہم نے سوار کر دیا انہیں تختوں اور میخوں والی (کشتی) پر۔	وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ ذَاتِ الْأَوَّاجِ وَدُسِّرَ ۝۸
وہ چل رہی تھی ہماری نگاہوں کے سامنے	تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا
بدلہ تھا اُس رسول کی خاطر جن کا انکار کیا گیا تھا۔	جَزَاءً لِّمَن كَانَ كُفِرًا ۝۱۳
اور یقیناً ہم نے چھوڑ دیا اُسے ایک نشانی بنا کر	وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً
تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟	فَهَلْ مِنْ مُّذَكِّرٍ ۝۱۵
پھر کیسا تھا میرا عذاب اور میرا خبردار کرنا؟	فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرٍ ۝۱۶

سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم نے اُن کی دعوت کو نہ صرف جھٹلایا بلکہ اُن کی توہین کی۔ جب یہ قوم سرکشی میں حد سے تجاوز کرنے لگی تو سیدنا نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ میں مغلوب ہوا چاہتا ہوں اے میرے رب! تو اُن سے بدلہ لے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے خوب پانی برسایا اور زمین سے بھی پانی کے کئی چشمے جاری کر دیے۔ پانی کی کثرت ایک زبردست طوفان لے آئی جس میں سرکش قوم غرق ہو کر برباد ہوئی۔ اہل ایمان کو ایک کشتی کے ذریعے محفوظ رکھا گیا۔ قوم نوح کی بربادی کو رہتی دنیا تک کے لیے عبرت بنا دیا گیا۔ غور تو کرو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبردار کرنے کا کیا نتیجہ نکلا اور سرکش قوم پر کیسا عذاب آیا؟ عقلمند ہیں وہ لوگ جو اس واقعے سے عبرت حاصل کریں۔

آیت ۱۷

قرآن سمجھنے کے لیے آسان کر دیا گیا ہے

اور یقیناً ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت کے لیے	وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ
--	---

فَهَلْ مِنْ مُدْكَرٍ ۝

تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

اس سورہ مبارکہ میں چار مرتبہ یہ مضمون بیان گیا کہ ہم نے قرآن حکیم کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے جو اس سے نصیحت حاصل کرے؟ قرآن حکیم کے حوالے سے یہ بات درست نہیں کہ یہ ایک مشکل کتاب ہے جسے صرف علماء کرام ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کے ذریعے ایسے لوگوں کو ہدایت دی جن کے بارے میں خود قرآن کا تبصرہ ہے ”وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ“ (وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ آل عمران: ۱۶)۔ قرآن ”ہدای للناس“ یعنی تمام لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔ قرآن بڑے سادہ اور عام فہم اسلوب میں ایک انسان کو آگاہ کر رہا ہے کہ اُسے اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی فلاح کے حصول کے لیے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا۔ البتہ قرآن حکیم کی تفسیر کرنے یا اُس سے احکامات اخذ کرنے کے لیے چند بنیادی علوم سیکھنا ضروری ہیں اور یہ سعادت علماء کرام ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”قرآن کریم نے اپنے مضامین عبرت و نصیحت کو ایسا آسان کر کے بیان کیا ہے کہ جس طرح بڑے سے بڑا عالم و ماہر، فلسفی اور حکیم اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، اسی طرح ہر جاہل جس کو علوم سے کوئی مناسبت نہ ہو وہ بھی عبرت و نصیحت کے مضامین قرآنی کو سمجھ کر اس سے متاثر ہوتا ہے۔“

مزید تحریر فرماتے ہیں:

”اس آیت میں ”یسرنا“ کے ساتھ ”لذکر“ کی قید لگا کر یہ بھی بتلادیا گیا ہے کہ قرآن کو حفظ کرنے اور اس کے مضامین سے عبرت و نصیحت حاصل کرنے کی حد تک اس کو آسان کر دیا گیا ہے، جس سے ہر عالم و جاہل، چھوٹا اور بڑا یکساں فائدہ اٹھا سکتا ہے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن کریم سے مسائل اور احکام کا استنباط بھی ایسا ہی آسان ہو، وہ اپنی جگہ ایک مستقل اور مشکل فن ہے جس میں عمریں صرف کرنے والے علمائے را سخن کو ہی حصہ ملتا ہے ہر ایک کا وہ میدان نہیں۔

اس سے اُن لوگوں کی غلطی واضح ہو گئی جو قرآن کریم کے اس جملے کا سہارا لے کر قرآن کی مکمل تعلیم، اس کے اصول و قواعد سے حاصل کیے بغیر مجتہد بننا اور اپنی رائے سے احکام و مسائل کا استخراج کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کھلی گمراہی کا راستہ ہے۔“

آیات ۱۸ تا ۲۲

قوم عاد کی بربادی

جھٹلایا عاد نے تو کیسا تھا میرا عذاب اور میرا خبردار کرنا؟	كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿١٨﴾
بے شک ہم نے بھیج دی ان پر تیز آندھی	إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا
ایک ایسے دن میں جو مسلسل نحوست والا تھا۔	فِي يَوْمٍ نَحْسٍ مُّسْتَبِيرٍ ﴿١٩﴾
اکھاڑ پھینکتی تھی لوگوں کو	تَنْزِعُ النَّاسَ ۚ
جیسے وہ کھجور کے اکھڑے ہوئے تھے ہوں۔	كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿٢٠﴾
پھر کیسا تھا میرا عذاب اور میرا خبردار کرنا؟	فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٢١﴾
اور یقیناً ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت کے لیے	وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ
تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟	فَهَلْ مِنْ مُّذَكِّرٍ ﴿٢٢﴾

قوم عاد نے سیدنا ہود علیہ السلام کی دعوت کا انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر نحوست والے دنوں میں ایک تیز ہوا چھوڑ دی۔ اُس ہوانے سامنے آنے والی ہر شے کو اٹھا کر پٹخ دیا۔ سرکشوں کی مکمل تباہی تک وہ ہوا چلتی رہی۔ غور کرو کہ اللہ تعالیٰ کا خبردار کرنا اور پھر عذاب دینا کیسا رہا؟ بلاشبہ قرآن حکیم انسان کو حقائق سے آگاہی دینے کے لیے آسان کر دیا گیا ہے۔ اب کوئی ہے جو حقائق جان کر اپنے کردار کی اصلاح کرے؟

آیات ۲۳ تا ۳۲

قومِ شمود کی تباہی

جھٹلایا شمود نے خبردار کرنے والوں کو۔	كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ۲۳
پس انھوں نے کہا کیا، ایک آدمی جو ہم میں سے ہے، اکیلا	فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّمَّنَّا وَاحِدًا
ہم پیچھے لگ جائیں اُس کے؟	تَتَّبِعُهُ لَا
بے شک ہم تب تو یقیناً گمراہی اور دیوانگی میں ہوں گے۔	إِنَّا إِذَا لَفِئِي ضَلِيلٍ وَسُعِيرٍ ۳۳
کیا نازل کی گئی ہے نصیحت اُسی پر ہمارے درمیان میں سے؟	ءِ الْفِي الذِّكْرِ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا
بلکہ وہ بہت جھوٹا، بڑائی کرنے والا ہے۔	بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌّ ۳۴
عنقریب وہ جان لیں گے کل کون بہت جھوٹا، بڑائی کرنے والا ہے؟	سَيَعْلَمُونَ غَدًا مِّنَ الْكَذَّابِ الْأَشِرِّ ۳۵
بے شک ہم بھیجنے والے ہیں اونٹنی جو آزمائش ہوگی اُن کے لیے	إِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةَ فِتْنَةً لَهُمْ
پس اے صالح! اُن (کے انجام) کا انتظار کیجیے اور صبر کیجیے۔	فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ۳۶
اور بتاد دیجیے انھیں کہ پانی تقسیم ہوگا اُن کے درمیان	وَيَبِيَّهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ ۳۷

ہر پینے کی باری پر ہی حاضر ہوا جائے گا۔	كُلُّ شَرِبٍ مُّحْتَضِرٌ ﴿۲۸﴾
تو انھوں نے پکارا اپنے ساتھی کو	فَنَادُوا صَاحِبَهُمْ
تو اُس نے ہاتھ چلایا	فَتَعَاظَى
پھر کاٹ ڈالا اونٹنی کی ٹانگوں کو۔	فَعَقَّرَ ﴿۲۹﴾
پھر کیسا تھا میرا عذاب اور میرا خبردار کرنا۔	فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرٍ ﴿۳۰﴾
ہم نے ان پر بس ایک ہی چنگھاڑ بھیجی	إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً
تو وہ ہو گئے باڑ لگانے والے کی روندی ہوئی باڑ کی طرح۔	فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾
اور یقیناً ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت کے لیے	وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ
تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟	فَهَلْ مِنْ مُّدَكِّرٍ ﴿۳۲﴾

قوم شمود نے سیدنا صالح عَلَيْهِ السَّلَامُ کی شان میں گستاخی کی اور تکبر سے اُن کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی آزمائش کے لیے ایک اونٹنی پہاڑ سے برآمد کی۔ سیدنا صالح نے قوم کو آگاہ کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے کیونکہ یہ اُس کی قدرتِ خاص سے معجزانہ طور پر پیدا ہوئی ہے۔ تمہیں اس اونٹنی کو کھانے اور پینے کے لیے خاص رعایت دینی ہے اور اسے بری نیت سے ہاتھ نہ لگانا۔ اُس بدنصیب قوم کے ایک بد بخت فرد نے اونٹنی کو ہلاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے زلزلے سے اُس قوم کو تباہ و برباد کر دیا۔ بلاشبہ قرآن سبق آموزی اور حصولِ ہدایت کے لیے مضامین کو آسان اسلوب میں بیان کر رہا ہے۔ کوئی ہے سعادت مند جو اس قرآن سے نصیحت حاصل کرے؟

کرے؟

آیات ۳۳ تا ۴۰

قوم لوط پر بدترین عذاب

جھٹلایا قوم لوط نے خبردار کرنے والوں کو۔	كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالَّذُرِّ ۝۳۳
بے شک ہم نے بھیجی ان پر پتھر برسانے والی ہوا	إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا
سوائے لوط کے گھر والوں کے	إِلَّا آلَ لُوطَ ۝
ہم نے بچالیا انھیں سحر کے وقت۔	نَجَّيْنَاهُمْ بِسَحَرٍ ۝۳۴
نعمت تھی ہماری طرف سے	نِعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ۝
اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں اُسے جو شکر کرے۔	كَذَلِكَ نَجْزِي مَنْ شَكَرَ ۝۳۵
اور یقیناً لوط نے خبردار کیا تھا انھیں ہماری پکڑ سے	وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا
تو انھوں نے شک کیا خبردار کرنے والی باتوں میں۔	فَتَمَارَوْا بِالَّذُرِّ ۝۳۶
اور یقیناً انھوں نے بہکانے کی کوشش کی لوط کو ان کے	وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَنْ ضَيْفِهِ
مہمانوں کے بارے میں	فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ
تو ہم نے بے نور کر دیں ان کی آنکھیں	فَذُوقُوا عَذَابَ إِبْنِي وَنُذُرٍ ۝۳۷
پس چکھو میرے عذاب اور میرے خبردار کرنے کا مزہ۔	وَلَقَدْ صَبَبْهُمْ بَكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقَرٌّ ۝۳۸ ج
اور یقیناً صبح آگیا ان پر سویرے ہی نہ ٹلنے والا عذاب	فَذُوقُوا عَذَابَ إِبْنِي وَنُذُرٍ ۝۳۹
سو چکھو میرے عذاب اور میرے خبردار کرنے کا مزہ۔	وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ

فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ ﴿۳۰﴾

تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

قوم لوط ہم جنس پرستی کے مکروہ جرم میں مبتلا تھی۔ سیدنا لوط علیہ السلام نے انہیں اس جرم سے باز رہنے اور اس جرم کی بدترین سزا سے خبردار کیا۔ قوم نے سیدنا لوط علیہ السلام کی دعوت کو جھٹلادیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب کے نزول کے لیے فرشتوں کو خوبصورت لڑکوں کی صورت میں بھیجا۔ بد بخت قوم نے ان لڑکوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کی کوشش کی۔ عذاب کی پہلی قسط کے طور پر قوم کو اندھا کر دیا گیا۔ اس کے بعد ایک زلزلے کے ذریعے ان کی بستیوں کو اٹھا کر اور پلٹ کر زمین پر دے مارا گیا۔ پھر ان پر تیز ہواؤں کے ذریعے کنکریوں کی بارش برسائی گئی۔ قرآن دو اور دو چار کی طرح بالکل سادہ اسلوب میں برائی کی راہ سے بچنے اور نیکی کی راہ اختیار کرنے کی ہدایت دے رہا ہے۔ کوئی ہے جو قرآن سے ہدایت حاصل کرے؟

آیات ۳۱ تا ۳۲

آل فرعون کی بد بختی

اور یقیناً آئے آل فرعون کے پاس خبردار کرنے والے۔	وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۳۱﴾
انہوں نے جھٹلائیں ہماری نشانیاں سب کی سب	كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا
تو ہم نے پکڑا انہیں جیسے پکڑنا ہوتا ہے ایک زبردست، پوری قدرت رکھنے والے کا۔	فَاخَذْنَهُمْ أَخَذًا عَزِيزًا مُّقْتَدِرًا ﴿۳۲﴾

اللہ تعالیٰ نے آل فرعون کو ان کے جرائم سے روکنے اور جرائم کے برے انجام سے خبردار کرنے کے لیے رسول بھیجے۔ رسول واضح معجزات اور دلائل کے ساتھ آئے لیکن ان بد بختوں نے تمام معجزات اور دلائل کو جھٹلادیا۔ اللہ تعالیٰ نے شدید عذاب کے ذریعے اس قوم کی زبردست پکڑ کی اور انہیں دریا میں غرق کر کے نیست و نابود کر دیا۔

آیات ۲۳ تا ۲۸

کیا مشرکین مکہ پر عذاب نہیں آئے گا؟

کیا تمہارے کافر بہتر ہیں ان لوگوں سے	اَلْكَافِرُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اَوْلِيٰكُمْ
یا تمہارے لیے کوئی چھٹکارا لکھا گیا ہے پہلی کتابوں میں؟	اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿۲۳﴾
کیا وہ کہتے ہیں ہم بدلہ لینے والی جماعت ہیں؟	اَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنتَصِرٌ ﴿۲۴﴾
عنقریب شکست کھائے گی یہ جماعت	سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ
اور وہ بھاگیں گے پیٹھ پھیر کر۔	وَيُؤَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۲۵﴾
بلکہ قیامت ان کے وعدے کا وقت ہے	بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ
اور قیامت زیادہ بڑی مصیبت اور زیادہ کڑوی ہے۔	وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمْرٌ ﴿۲۶﴾
بے شک مجرم لوگ گمراہی اور دیوانگی میں ہیں۔	اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِي ضَلٰلٍ وَّسُعْرٍ ﴿۲۷﴾
جس دن وہ گھسیٹے جائیں گے آگ میں اپنے چہروں پر	يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ط
(کہا جائے گا) چکھو آگ لگنے کا مزہ۔	ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۲۸﴾

وقف (زہ)

اللہ تعالیٰ کی کسی قوم سے دشمنی نہیں۔ جو قوم اُس کی نافرمانی کرے گی، اپنے کیے کا وبال پا کر رہے گی۔ کیا مشرکین مکہ کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ دستور حرکت میں نہیں آئے گا؟ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ایسی مضبوط جمعیت ہیں جو دشمنوں سے بدلہ لے سکتی ہے۔ عنقریب یہ مضبوط جمعیت ہزیمت سے دوچار ہوگی، جیسا کہ بدر کے معرکے میں ہوا۔ پھر یہ جمعیت آخرت کے زیادہ سخت اور بھیانک عذاب کا سامنا کرے گی۔ انھیں منہ کے بل جہنم کی آگ میں گھسیٹا جائے گا اور کہا جائے گا کہ چکھو اپنی سرکشی اور آگ کی تپش کا مزہ۔

آیات ۴۹ تا ۵۵

تقدیر میں سب کچھ لکھا جا چکا ہے

بے شک ہر چیز کہ ہم نے پیدا کیا ہے اُسے ایک اندازے کے ساتھ۔	إِنَّا كُلُّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾
اور نہیں ہوتا ہمارا حکم مگر ایک ہی بار	وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ
جیسے آنکھ کی ایک جھپک۔	كَلْبَحٍ بِالْبَصْرِ ﴿۵۰﴾
اور یقیناً ہم نے ہلاک کیا تمہاری جیسی کئی جماعتوں کو	وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ
تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟	فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ ﴿۵۱﴾
اور ہر چیز، انہوں نے کیا جسے، اعمال ناموں میں درج ہے۔	وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾
اور ہر چھوٹی اور بڑی بات لکھی ہوئی ہے۔	وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَنْطَرٌ ﴿۵۳﴾
بے شک پر ہیزگار باغات اور نہروں میں ہوں گے۔	إِنَّ الْبُتِّيْقِينَ فِي جَنَّتٍ وَنَهْرٍ ﴿۵۴﴾
سچائی کی مجلس میں (بیٹھے ہوں گے)	فِي مَقْعَدٍ صَدِيقٍ
عظیم بادشاہ کے پاس جو پوری قدرت رکھنے والا ہے۔	عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾

﴿۵۵﴾

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جس شے کو بھی تخلیق کیا ہے اُس کی تقدیر طے کر دی ہے۔ اُس کے طے شدہ فیصلے کو واقع ہونے میں بس اتنی دیر لگتی ہے جیسے نظر کا ایک طرف سے دوسری طرف پھر جانا۔ اُس نے ماضی میں کئی سرکش قوموں کو اچانک ہلاکت سے دوچار کیا۔ کیا مشرکین مکہ اُن کے انجام سے عبرت حاصل کریں گے؟ پھر اُن سرکش قوموں کا ایک ایک جرم لکھا ہوا ہے اور اُنہیں روزِ قیامت اُس کی سزا مل کر رہے گی۔ کائنات کی ہر چھوٹی یا بڑی شے کا اندراج کتابِ تقدیر میں موجود ہے۔ متقیوں کو بشارت ہو کہ وہ اپنی پرہیزگاری کا انعام پائیں گے۔ اُنہیں بادشاہِ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی قربت میں ایک ایسا مقام دیا جائے گا جہاں کثرت سے باغات اور نہریں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ یہ انعام ہم سب کو بھی عطا فرمائے۔ آمین!

سورة الرحمن قرآن حکیم کی زینت

سورة الرحمن کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

لِكُلِّ شَيْءٍ عَزْوٌ وَسُ وَعَزْوٌ وَسُ الْقُرْآنِ الرَّحْمٰنِ (بیہقی)

”ہر شے کی ایک زینت ہوتی ہے اور قرآن کی زینت سورة الرحمن ہے۔“

جس طرح دلہن کو سجایا اور سنوارا جاتا ہے، اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے سورة الرحمن کو بھی بڑے خوبصورت الفاظ اور اسلوب کے ساتھ سنوارا اور سجایا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۴ عظمت قرآن
- آیات ۵ تا ۳۶ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر
- آیات ۳۷ تا ۴۵ اہل جہنم پر عذاب
- آیات ۴۶ تا ۷۸ اہل جنت پر انعامات

آیات ۱ تا ۴

عظمت قرآن حکیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الرَّحْمٰنِ ۱	(اللہ تعالیٰ) بے حد رحم فرمانے والا ہے۔
عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۲	اُس نے سکھایا قرآن۔
خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۳	اُس نے پیدا فرمایا انسان۔

عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ①

اُس نے سکھایا انسان کو بات کرنا۔

ان آیات میں چار چوٹی کی چیزوں کا ذکر ہے۔ صفاتِ باری تعالیٰ میں سے چوٹی کی صفت ہے الرحمن یعنی وہ ہستی جس کی رحمت میں جوش ہے۔ ہم سب اُس کی اسی شان کے محتاج ہیں۔ پھر سب سے زیادہ چوٹی کا علم جو اُس نے سکھایا وہ ہے علم قرآن۔ مخلوقات میں سب سے چوٹی کی مخلوق ہے انسان۔ انسان کی صلاحیتوں میں سب سے اعلیٰ صفت ہے صفت بیان۔ ان چار چوٹی کی چیزوں کے بیان کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اعلیٰ شے کا استعمال بھی اعلیٰ درجے پر ہونا چاہیے۔ لہذا انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت میں سے وافر حصہ لینے کا ذریعہ یہ ہے کہ وہ صفتِ بیان کو قرآنِ حکیم کے سیکھنے اور سکھانے کے لیے استعمال کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے اسی حقیقت کو یوں واضح فرمایا: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ (بخاری)

”تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور اسے سکھائے۔“

آیات ۵ تا ۹

پوری کائنات میں عدل ہے، تم بھی عدل کرو

السَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ⑤	سورج اور چاند ایک حساب سے (چل رہے) ہیں۔
وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ⑥	اور ستارے اور درخت سجدہ کر رہے ہیں۔
وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا	اور آسمان، اللہ تعالیٰ نے بلند کیا اُسے
وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ⑦	اور رکھ دی ترازو۔
أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ⑧	تاکہ تم زیادتی نہ کرو ترازو میں۔
وَاقْبِئُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ	اور قائم کرو تول کو عدل کے ساتھ
وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ⑨	اور کمی نہ کرو ترازو میں۔

اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کی حرکت بڑے توازن کے ساتھ اُن کے خاص مدار میں طے کر دی ہے۔ ستارے اور درخت اُسی کے مقرر کردہ ضابطے کے مطابق کام کرتے ہیں۔ گویا کائنات کا سارا نظام اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں چل رہا ہے۔ اب اگر کوئی شخص شرک، کفر یا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہا ہے تو وہ دراصل کائنات کے پورے نظام سے برسرِ پیکار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہی آسمان کو بلند کیا ہے اور اس میں موجود تمام مخلوقات ایک کامل توازن کے ساتھ حرکت کر رہی ہیں۔

لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام

آفاق کی اس کار گہ شیشہ گری کا

کائنات میں قائم کیا گیا توازن اور عدل ہمیں اس بات کا پیغام دے رہا ہے کہ ہم بھی اپنے جملہ معاملات میں عدل اور توازن کا پہلو قائم رکھیں اور عدم توازن یا انتہا پسندی سے اجتناب کریں۔ مولانا مودودی ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”تم ایک متوازن کائنات میں رہتے ہو جس کا سارا نظام عدل پر قائم کیا گیا ہے، اس لیے تمہیں بھی عدل پر قائم ہونا چاہیے۔ جس دائرے میں تمہیں اختیار دیا گیا ہے اُس میں اگر تم بے انصافی کرو گے، اور جن حق داروں کے حقوق تمہارے ہاتھ میں دیے گئے ہیں اگر تم اُن کے حق مارو گے تو یہ فطرت کائنات سے تمہاری بغاوت ہوگی۔ اس کائنات کی فطرت ظلم و بے انصافی اور حق ماری کو قبول نہیں کرتی۔ یہاں ایک بڑا ظلم تو درکنار، ترازو میں ڈنڈی مار کر اگر کوئی شخص خریدار کے حصے کی ایک تولہ بھر چیز بھی مار لیتا ہے تو میزانِ عالم میں خلل برپا کر دیتا ہے۔“

آیات ۱۰ تا ۱۲

زمین پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں

اور زمین کہ اللہ تعالیٰ نے بچھا دیا ہے اُسے مخلوق کے لیے۔	وَالْأَرْضُ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ ﴿۱۰﴾
اُس میں میوے ہیں	فِيهَا فَاكِهَةٌ
اور غلافوں والی کھجوریں ہیں۔	وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ ﴿۱۱﴾

اور بھوسے والا اناج ہے	وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ
اور خوشبو والے پھول ہیں۔	وَالرَّيْحَانُ ۝۱۱

اللہ تعالیٰ نے زمین پر ایسے اسباب اور وسائل پیدا فرمائے جو اس پر بسنے والی تمام مخلوقات کے لیے زندگی اور تسکین کا ذریعہ ہیں۔ خاص طور پر زمین سے میوے اور کھجوریں پیدا ہوتی ہیں جو نہ صرف لذیذ ہیں بلکہ انسانوں کو تقویت پہنچانے والی نعمتیں ہیں۔ پھر زمین ہی سے اناج کی وہ فصلیں پیدا ہوتی ہیں جس میں چارہ بھی ہے اور خوشبودار پھول بھی۔ اناج انسان استعمال کرتے ہیں، چارہ جانور کھاتے ہیں اور خوشبودار پھول انسان کی حس بصارت و شامہ کے لیے باعث تسکین ہیں۔

آیت ۱۳

تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝۱۳
--	--

یہ آیت مبارکہ اس سورت میں ۳۱ بار آئی ہے۔ اس آیت میں انسانوں اور جنات دونوں کو مخاطب کر کے پوچھا گیا کہ تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں اور قدرتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ایک حدیث مبارکہ کی روشنی میں اس آیت مبارکہ کا جواب دینا چاہیے کہ: لَا بَشِيئَةَ مَنْ يُعْبِكُ رَبَّنَا نَكْذِبُ فَلَكَ الْحَمْدُ (ترمذی)

”تیری نعمتوں میں سے کسی کو بھی اے ہمارے رب! ہم نہیں جھٹلاتے۔ پھر تیرے ہی لیے ہے کل شکر“۔

نعمتوں کو نہ جھٹلانے کی صورت یہ ہے ہم دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کریں، زبان سے اُن کا اعتراف کریں اور اُنھیں استعمال کرنے کے بعد پورے وجود سے اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۳ تا ۲۵

قدرتِ باری تعالیٰ کے مظاہر

اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا انسان کو بجنے والی مٹی سے جو ٹھیکری کی طرح تھی۔	خَاقِ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۳﴾
اور اُس نے پیدا کیا جن کو آگ کے شعلے سے۔	وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَّارٍ ﴿۱۴﴾
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۱۵﴾
وہ دونوں مشرقوں کا رب ہے اور دونوں مغربوں کا رب ہے۔	رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۶﴾
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۱۷﴾
اُس نے بہادیے دو سمندر جو باہم ملتے ہیں۔	مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۸﴾
اُن دونوں کے درمیان ایک آڑ ہے، وہ (اپنی اپنی) حد سے تجاوز نہیں کر سکتے۔	بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيٰنِ ﴿۱۹﴾
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۲۰﴾
نکلتے ہیں اُن دونوں سے موتی اور مونگے۔	يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۱﴾
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۲۲﴾

اور اُسی کے ہیں اونچے کھڑے جہاز سمندر میں جیسے ہوں پہاڑ۔	وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿۲۷﴾
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۲۸﴾

ع
۱۱

ان آیات میں قدرتِ باری تعالیٰ کے حسبِ ذیل مظاہر بیان ہوئے ہیں:

- i. اللہ تعالیٰ نے انسانی وجود کو ایسے گارے سے پیدا کیا جو سوکھ کر کھنک رہا تھا۔
- ii. اُس نے جنات کو آگ کے شعلے کی لپک سے وجود بخشا۔
- iii. وہ دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا پروردگار ہے۔ انسان کے لیے ہر روز دو مشرقیں اور دو مغربیں وجود میں آتی ہیں۔ صبح کے وقت جو اُس کی مشرق (سورج طلوع ہونے کی جگہ) ہے وہ کسی اور کے لیے مغرب (سورج غروب ہونے کا مقام) ہے۔ اسی طرح شام کے وقت اُس کی مغرب کسی اور کے لیے مشرق ہے۔ انسان زمین پر جس طویل ترین فاصلے کا تصور کر سکتا ہے وہ مشرق اور مغرب کے درمیان کا فاصلہ ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ اس طویل ترین خطہ زمین کا مالک و پروردگار ہے۔
- iv. اُس نے دو سمندر بہا دیے ہیں۔ ایک کا ذائقہ میٹھا اور خوشگوار جبکہ دوسرے کا ذائقہ نمکین اور کڑوا ہے۔ دونوں سمندر ایک ساتھ بہنے کے باوجود باہم ملتے نہیں۔ اُن کے درمیان نظر نہ آنے والا پردہ ہے جو انہیں باہم آمیزش سے روکتا ہے۔
- v. وہ انسان کے لیے سمندروں سے کیسے کیسے موتی اور مونگے برآمد فرماتا ہے جو قیمتی بھی ہیں اور انتہائی حسین و دلکش بھی۔
- vi. اُس نے انسان کو پانی میں چلانے کے لیے ایسے بڑے بڑے جہاز بنانے کی صلاحیت دی جو پہاڑوں کی مانند دیو ہیکل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں و قدرتیں ایسی ہیں کہ اُن کا شمار ناممکن ہے۔ انسان اور جنات اُس کی کن کن نعمتوں اور قدرتوں کو جھٹلائیں گے؟

آیات ۲۶ تا ۲۸

دنیا کی رعنائیوں کا انجام

ہر ایک جو اس زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے۔	كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾
اور باقی رہے گی تمہارے رب کی وہ ذات جو بڑی عظمت اور عزت والی ہے۔	وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿٢٧﴾
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٢٨﴾

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ قدرت کے مظاہر نے دنیا میں بڑا احسن اور رعنائیاں پیدا کر دی ہیں۔ البتہ یہ سارا احسن اور رعنائی عارضی ہے۔ عنقریب زمین پر موجود ہر شے فنا ہو جائے گی۔ لہذا فانی اشیاء کو مطلوب و مقصود نہ بنا لینا۔ مطلوب و مقصود صرف اللہ تعالیٰ ہی کو بنانا چاہیے کیونکہ اسی کا رخ انور اپنی پوری آب و تاب اور جمال و جلال کے ساتھ ہمیشہ باقی رہے گا۔ بقول شاعر۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ جزو جہ او

گر نہیں درو جہ او ہستی مجو

” ہر شے ہلاک ہونے والی ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے رخ انور کے۔ اگر تمہارا رخ اُس کی طرف نہیں تو تمہاری زندگی بھی نہ ہونے کے مساوی ہے۔“

آیات ۲۹ تا ۳۰

ہر شے اللہ تعالیٰ کے در کی فقیر ہے

مانگتا ہے اسی سے جو آسمانوں اور زمین میں ہے	يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط
ہر دن وہ ایک (نئی) شان میں ہے۔	كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ج

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۳۱﴾

تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن
قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟

کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کے در کی فقیر اور اپنی ضروریات کے لیے اُس کے سامنے سوالی ہے۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ غنی ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں اور ہر روز اپنی قدرت کا کوئی نیا ظہور سامنے لا رہا ہے۔ اُس کی دنیا کبھی ایک حال پر نہیں رہتی بلکہ مسلسل بدلتی رہتی ہے۔ وہ بے حد و حساب مخلوقات نئی سے نئی وضع اور شکل و اوصاف کے ساتھ پیدا کر رہا ہے۔ اپنی بے شمار مخلوقات کو طرح طرح سے رزق دے رہا ہے۔ کسی کو عزت دے رہا ہے اور کسی کو ذلیل کر رہا ہے۔ کسی کو شفا دے رہا ہے اور کسی کو بیماری میں مبتلا کر رہا ہے۔ کسی ڈوبتے کو بچا رہا ہے اور کسی تیرتے کو ڈبو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عظمت و رفعت کو تسلیم اور اپنی عاجزی و در ماندگی کا اعتراف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۱ تا ۳۶

انسانوں اور جنات کی بے بسی

ہم جلد ہی فارغ ہوں گے تمہارے لیے اے دو بھاری گروہو!۔	سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ الثَّقَلَيْنِ ﴿۳۲﴾
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۳۱﴾
اے جنوں اور انسانوں کے گروہ!	يَبْعَثُ الرَّحْمٰنُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ ﴿۳۳﴾
اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ نکل جاؤ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے تو نکل جاؤ	إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَتَّقُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْقُذُوا ۗ ﴿۳۴﴾
تم نہیں نکل سکو گے مگر بڑی قوت کے ساتھ۔ (جو تم لوگوں کو حاصل نہیں)	لَا تَتَّقُونَ إِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۵﴾

تو (اے جن وانس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن قدر توں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٢٣﴾
چھوڑا جائے گا تم پر شعلہ آگ کا اور دھواں	يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ
پھر تم مقابلہ نہ کر سکو گے۔	وَرُحَاَسٌ فَلَا تَنْتَصِرِينَ ﴿٢٤﴾
تو (اے جن وانس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن قدر توں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٢٣﴾

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنات کو عمل کا اختیار دیا ہے۔ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتی ہے جبکہ ان دونوں مخلوقات کی اکثریت اختیار کا غلط استعمال کر کے نافرمانی کرتی ہے۔ ایسے نافرمان، کائنات سے ہم آہنگ نہ ہونے کی وجہ سے کائنات پر بوجھ ہیں۔ ان نافرمانوں کو چیلنج دیا گیا کہ اگر وہ خود کو بڑا ہی با اختیار سمجھتے ہیں تو پھر آسمانوں اور زمین کی حدود سے گویا اللہ تعالیٰ کی گرفت سے باہر نکل کر دکھائیں۔ جو ایسا کرنے کی کوشش کرے گا اُس پر آگ اور دھوئیں سے ملے ہوئے شعلے چھوڑ دیے جائیں گے، وہ ہلاک ہو جائے گا لیکن نہ اپنا دفاع کر سکے گا اور نہ ہی بدلہ لے سکے گا۔

آیات ۳۷ تا ۴۵

روزِ قیامت مجرموں کا انجام

پھر جب پھٹ جائے گا آسمان	فَإِذَا انشَقَّتِ السَّمَاءُ
تو وہ ہو جائے گا گلابی جیسے تیل کی تپجھٹ	فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿٣٧﴾
تو (اے جن وانس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن قدر توں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٣٨﴾
پھر اُس دن پوچھنا نہ جائے گا اُس کے گناہ کے بارے میں	فَيَوْمَئِذٍ لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ وَلَا جَانٌّ ﴿٣٩﴾

کسی انسان سے اور نہ کسی جن سے۔	
تو اے جن و انس! تم دونوں اپنے رب کی کن کن قدر توں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۲۷﴾
بچپان لیے جائیں گے مجرم اپنے چہروں کی سیاہی سے	يُعْرِفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيَاهِهِمْ
پھر پکڑ لیے جائیں گے پیشانی کے بالوں اور قدموں سے۔	فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ ﴿۲۸﴾
تو اے جن و انس! تم دونوں اپنے رب کی کن کن قدر توں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۲۹﴾
یہ جہنم وہی ہے جھٹلاتے تھے جسے مجرم لوگ۔	هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿۳۰﴾
وہ چکر لگاتے ہوں گے اس کے درمیان اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان۔	يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَيْمِ اِنٍ ﴿۳۱﴾
تو اے جن و انس! تم دونوں اپنے رب کی کن کن قدر توں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۳۲﴾

وقف ازلہ

بن جہنم

روزِ قیامت آسمان پھٹ جائے گا اور اُس کی رنگت تیل کی تلچھٹ کی طرح گلابی ہوگی۔ اُس روز مجرموں کے خوف سے بگڑے ہوئے چہرے اُن کے جرائم کاراز فاش کر دیں گے۔ اب اُن سے گناہوں کے بارے میں پوچھنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ اُن بد نصیبوں کو سر کے بالوں اور ٹانگوں سے پکڑ کر گھسیٹا جائے گا اور جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ جہنم میں پیاس بجھانے کے لیے وہ کھولتے ہوئے پانی کی طرف آئیں گے۔ اُس سے گھبرائیں گے تو بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف بھاگیں گے۔ اُس سے جب تنگ ہوں گے تو پھر کھولتے ہوئے پانی کی طرف لوٹیں گے۔ اُن کی یہی گردش جاری رہے گی۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ... اے اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرما جہنم کی آگ سے۔ آمین!

آیات ۴۶ تا ۵۵

اصحابِ الیمین کی جنت

اور اُس کے لیے جو ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے دو باغ ہیں۔	وَلَيْسَ خَافٍ مَّقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ ۚ
تو (اے جن وانس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۙ
وہ دونوں بہت شاخوں والے ہیں۔	ذَوَاتَا أَفْنَانٍ ۙ
تو (اے جن وانس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۙ
ان دونوں میں دو چشمے بہ رہے ہیں۔	فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَنِ ۙ
تو (اے جن وانس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۙ
اُن دونوں میں ہر میوے کی دو قسمیں ہیں۔	فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ ۙ
تو (اے جن وانس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۙ
ٹیک لگا کر بیٹھنے والے ہیں ایسے بچھونوں پر جن کے استر موٹے ریشم کے ہیں	مُتَّكِنِينَ عَلَى فُرُشٍ بَطَآئِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ ۗ
اور دونوں باغوں کا پھل قریب جھکا ہوا ہے۔	وَجَنَّا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ۙ

تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۵۵﴾
--	---

ان آیات میں ایسے انسانوں اور جنات کو علیحدہ علیحدہ باغات کی خوشخبری دی گئی جو اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کے احساس سے ڈرتے رہتے ہیں۔ ان کے لیے ایسے باغات ہوں گے جن کے درختوں کی کئی شاخیں ہوں گی۔ گویا ان کے سائے بھی گھنے ہوں گے اور ان پر پھل بھی کثرت سے آئے گا۔ یہ پھل اتنے جھکے ہوئے ہوں گے کہ وہ آسانی سے توڑ لیں گے۔ ان باغات میں چشمے بہہ رہے ہوں گے جن سے وہ خوب لطف اندوز ہوں گے۔ ان کے لیے ایسے بچھونوں پر ٹیک لگا کر بیٹھنے کی مسندیں ہوں گی جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے۔ سورہ واقعہ کی ہم مضمون آیات کے ساتھ تقابلی مطالعے سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ نعمتیں اصحاب الیمین کے لیے ہیں۔

آیات ۵۶ تا ۶۱

اصحاب الیمین کی ازواج

ان میں نیچی نگاہوں والی عورتیں ہیں	فِيهِنَّ قَصِرَتُ الظَّرْفِ ۙ
نہیں ہاتھ لگایا جنھیں ان سے پہلے کسی انسان نے اور نہ کسی جن نے۔	لَمْ يَطْبُئِهِنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿۵۶﴾
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۵۷﴾
گویا کہ وہ ہوں یا قوت اور مونگے۔	كَانَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۵۹﴾
کیا ہے نیکی کا بدلہ سوائے نیکی کے۔	هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾

تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٦١﴾
--	---

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اصحاب الیمین کی بیویاں شرم و حیا کی ایسی پیکر ہوں گی کہ ہر وقت نظریں جھکا کر رکھیں گی۔ یہ عورت کی اصل خوبی ہے کہ وہ بے شرم اور بیباک نہ ہو بلکہ حیا دار ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جنت میں عطا کی جانے والی عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے سب سے پہلے اُن کے حسن و جمال کی نہیں بلکہ اُن کے کردار کی پاکیزگی کی تعریف فرمائی ہے۔ اِس کے بعد فرمایا کہ وہ یا قوت اور مرجان کی طرح حسین ہوں گی۔ آخر میں ارشاد ہوا کہ بلاشبہ جس نے دنیا میں بھلائیاں کی ہیں اُس کا بدلہ اُس کے حق میں بھلائی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

آیات ۶۲ تا ۶۹

مقربین کی جنت

اور ان دو کے علاوہ اور دو باغ ہیں۔	وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَيْنِ ﴿٦٢﴾
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٦٣﴾
دونوں سیاہی مائل گہرے سبز ہیں۔	مُدَّهَامَتَيْنِ ﴿٦٤﴾
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٦٥﴾
اُن دونوں میں دو ابلتے ہوئے چشمے ہیں۔	فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَيْنِ ﴿٦٦﴾
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٦٧﴾

اُن دونوں میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔	فِيْهٖمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ ﴿٦٨﴾
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبَائِىۤ اِلٰٓءِ رَبِّكُمَا تُكذِّبٰنِ ﴿٦٩﴾

وہ خوش نصیب انسان اور جن جو اللہ تعالیٰ کے مقربین میں شمار ہوں گے اُن کے لیے علیحدہ علیحدہ ایسے باغات ہوں گے جن میں درختوں کے پتے اتنے گہرے سبز رنگ کے ہوں گے جیسے سیاہ ہو رہے ہوں۔ اُن میں چشمے جوش مارتے ہوئے پھوٹ رہے ہوں گے اور شاید یہی چشمے بہتے ہوئے اصحاب الیمین کے باغات سے گزریں گے۔ پھر وہاں کثرت سے میوے، کھجوریں اور انار یعنی عرب میں پائے جانے والے پھل زیادہ لذیذ صورت میں موجود ہوں گے۔ مقربین کی اکثریت صحابہ کرام میں سے ہوگی۔ وہ عرب تھے اور ان باغات میں عربی ذوق کی تسکین کا سامان زیادہ محسوس ہوتا ہے۔

آیات ۷۰ تا ۷۸

مقربین کی ازواج

اُن باغات میں کئی خوب سیرت، خوبصورت عورتیں ہیں۔	فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿٧٠﴾
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبَائِىۤ اِلٰٓءِ رَبِّكُمَا تُكذِّبٰنِ ﴿٧١﴾
وہ حوریں ہیں جو روکی ہوئی ہیں خیموں میں۔	حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِى الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبَائِىۤ اِلٰٓءِ رَبِّكُمَا تُكذِّبٰنِ ﴿٧٣﴾
نہیں ہاتھ لگایا جنھیں ان سے پہلے کسی انسان نے اور نہ کسی جن نے۔	لَمْ يَطِئْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿٧٤﴾

تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۵۵﴾
ٹیک لگا کر بیٹھنے والے ہیں سبز قالینوں پر	مُتَّكِنِينَ عَلَى رَفْرَفٍ خُضِرٍ
اور نادر و نفیس بچھونوں پر۔	وَعَبَقَرِيِّ حَسَانٍ ﴿۵۶﴾
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۵۷﴾
بہت برکت والا ہے تمہارے اُس رب کا نام جو بڑی عظمت اور عزت والا ہے۔	تَبْرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿۵۸﴾

۳۴

مقربین کی بیویاں نیک سیرت اور بڑی حسین و جمیل ہوں گی۔ سیرت کی خوبی کا ذکر خوبصورتی سے پہلے کر کے کردار کی پاکیزگی کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ پھر ارشاد ہوا کہ مقربین کی بیویاں حوریں ہوں گی جو خیموں میں مقیم ہوں گی تاکہ پردے اور شرم و حیا کی اقدار ملحوظ رہیں۔ سورہ واقعہ میں حوروں کا ذکر مقربین کی جنت کے لیے کیا گیا ہے۔ گویا یہاں بھی جن جنتوں کا ذکر ہے وہ مقربین کی ہیں۔ اُن کے لیے ٹیک لگا کر بیٹھنے کے لیے سبز رنگ کے دلکش قالین اور انتہائی نادر و نفیس بچھونے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مقربین میں شامل فرمائے۔ آمین! تمام نعمتیں اور راحتیں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں۔ اسی لیے سورہ مبارکہ کے آخر میں اعلان کیا گیا کہ بہت ہی بابرکت ہے اُس رب کریم کا نام جو بڑی عظمت کا حامل اور عزت و شرف والا ہے۔

سورة الواقعة

آخرت میں انسانوں کے احوال کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں انسانوں کی تین گروہوں میں تقسیم اور روزِ قیامت ہر گروہ کے احوال کا تفصیلی بیان وارد ہوا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

قیامت کا نقشہ	• آیات ۱۰ تا ۱۰
مقربین کی جنت	• آیات ۲۶ تا ۱۱
اصحابِ الیمین کی جنت	• آیات ۳۰ تا ۲۷
اہلِ جہنم کا برا انجام	• آیات ۵۶ تا ۴۱
اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر	• آیات ۷۴ تا ۵۷
عظمتِ قرآن	• آیات ۸۲ تا ۷۵
موت کی کیفیت	• آیات ۹۶ تا ۸۳

آیات ۶ تا ۱

قیامت کا منظر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جب واقع ہو جائے واقع ہونے والی۔	اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝۱
اور نہیں ہے اُس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ۔	لَيْسَ لَوْقَعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝۲
وہ پست کرنے والی، بلند کرنے والی۔	خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝۳
جب ہلائی جائے گی زمین بڑے زور سے۔	اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًا ۝۴

وقف لازم

اور جب ریزہ ریزہ کیے جائیں گے پہاڑ توڑ پھوڑ کر۔	وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝
تو وہ ہو جائیں گے اڑتا ہوا غبار۔	فَكَانَتْ هَبَاءً مُّتَّبِعًا ۝

قیامت کا واقع ہونا ایک یقینی حقیقت ہے۔ اُس روز کئی لوگ جو دنیا میں بڑے سمجھے جاتے تھے، اپنے جرائم کی پاداش میں ذلیل ہو کر پست ہو جائیں گے اور بہت سے لوگ جو دنیا میں نمایاں نہ تھے، اپنے اعلیٰ کردار کی وجہ سے بلند مقامات پر فائز ہوں گے۔ اُس روز پوری کی پوری زمین ایک زوردار زلزلے کی وجہ سے کانپے گی۔ پہاڑوں کو توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا اور آخر کار وہ اڑتے ہوئے غبار کی طرح بکھر جائیں گے۔

آیات ۷ تا ۱۱

انسانوں کی تین گروہوں میں تقسیم

اور تم ہو جاؤ گے تین گروہ۔	وَ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ۝
پھر داہنے ہاتھ والے	فَاَصْحَابُ الْيَمِينِ ۝
کیا ہی خوب ہیں داہنے ہاتھ والے!	مَا اَصْحَابُ الْيَمِينِ ۝
اور بائیں ہاتھ والے	وَ اَصْحَابُ الْمَشْأَمِ ۝
کیسے ہی برے ہیں بائیں ہاتھ والے!	مَا اَصْحَابُ الْمَشْأَمِ ۝
اور جو پہل کرنے والے ہیں وہی آگے بڑھنے والے ہیں۔	وَ السَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۝
یہی لوگ ہیں جو (اللہ تعالیٰ کے) قریب کیے گئے ہیں۔	اُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۝

روزِ قیامت تمام انسان تین گروہوں میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔ وہ جو اں مرد جنہوں نے ہر بھلائی میں پہل کی، حق کا آگے بڑھ کر ساتھ دیا اور مال و جان کی بازی لگا دی۔ یہ لوگ آخرت میں بھی سب سے آگے ہی رکھے جائیں گے اور سابقون کے گروہ میں شامل ہوں گے۔ مسند احمد میں حضرت عائشہ سے روایت ہے:

أَنَّكَ قَالَ: أَتَدْرُونَ مِنَ السَّابِقُونَ إِلَى ظِلِّ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: الَّذِينَ إِذَا أُعْطُوا الْحَقَّ قَبِلُوهُ وَإِذَا سُئِلُوا بِذَلُولِهِ وَحَكْمُوا لِلنَّاسِ كَحُكْمِهِمْ لَأَنْفُسِهِمْ

”آپ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا: جانتے ہو قیامت کے روز کون لوگ سب سے پہلے پہنچ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے میں جگہ پائیں گے؟“ لوگوں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا ”وہ جن کا حال یہ تھا کہ جب اُن کے آگے حق پیش کیا گیا انہوں نے قبول کر لیا، جب اُن سے حق مانگا گیا انہوں نے ادا کر دیا، اور دوسروں کے معاملے میں اُن کا فیصلہ وہی کچھ تھا جو خود اپنی ذات کے معاملے میں تھا۔“

ایسے سعادت مند جنہوں نے سابقون کی پیروی کرتے ہوئے دیوانہ وار حق کا ساتھ دیا انہیں نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ اصحاب الیمین کے گروہ میں شامل ہوں گے۔ وہ بد نصیب جنہوں نے حق کے مقابلے میں دنیا اور خواہشاتِ نفس کو ترجیح دی، انہیں نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، وہ اصحاب الشمال کے گروہ میں شامل ہوں گے۔

آیات ۱۲ تا ۲۶

سابقون کی جنت

سابقون ہوں گے نعمت کے باغوں میں۔	فِي جَنَّاتٍ النَّعِيمِ ۱۲
بہت سے ہوں گے پہلوں میں سے۔	ثُلَّةٌ مِّنَ الْأُولِينَ ۱۳
اور تھوڑے سے ہوں گے آخری لوگوں میں سے۔	وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۱۴
وہ ہوں گے سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر۔	عَلَى سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ۱۵

ٹیک لگائے ہوئے اُن پر آمنے سامنے بیٹھنے والے ہوں گے۔	مُتَّكِلِينَ عَلَيْهَا مُتَّقِلِينَ ﴿١٦﴾
آس پاس پھریں گے اُن کے وہ جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔	يُطَوِّفُ عَلَيْهِمْ وَلَدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ﴿١٧﴾
پیالوں اور کیتلیوں اور بہتی ہوئی شراب سے لبالب بھرے ہوئے جام کے ساتھ۔	بِالْكَوَابِ وَالْبَارِيقِ ۗ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ﴿١٨﴾
نہ ہی چکرائے گا اُن کا سر اُس سے	لَّا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا
اور نہ ہی وہ بہکیں گے۔	وَلَا يُزْفُونَ ﴿١٩﴾
اور میوے اُس میں سے جو وہ پسند کریں گے۔	وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ﴿٢٠﴾
اور پرندوں کا گوشت اُن میں سے جو وہ چاہیں گے	وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٢١﴾
اور بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی (اُن کے لیے)۔	وَحُورٍ عِينٍ ﴿٢٢﴾
چھپا کر رکھے ہوئے موتیوں کی طرح۔	كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الَّتِي لَمَّا كَانَتْ تُحْمَلُ
بدلہ ہے اُس کا جو وہ کیا کرتے تھے۔	جَزَاءً ۗ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٣﴾
نہیں سنیں گے اُن باغات میں کوئی بے مقصد اور گناہ میں ڈالنے والی بات۔	لَّا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا ۗ وَلَا تَأْتِيهَا
مگر یہ کہنا کہ سلام ہے، سلام ہے۔	إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ﴿٢٤﴾

سابقوں کی بڑی تعداد ہر امت کے پہلے طبقے میں سے ہوگی البتہ چند آخری طبقے میں سے بھی ہوں گے۔ وہ جنت میں ٹیک لگائے ہوئے انتہائی قیمتی اور نادر تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ خوبصورت لڑکے اُن کے سامنے پاکیزہ شراب کے جام پیش کریں گے۔ ایسی شراب جس میں نہ سر چکرانے کا اندیشہ ہے، نہ نشہ ہے اور نہ ہی پی کر بہکنے کا امکان۔ اُنھیں مرغوب میوے اور پرندوں کا گوشت فراہم کیا جائے گا۔ اُن کی بیویاں خوبصورت حوریں ہوں گی، اُن موتیوں کی مانند جنھیں چھپا کر رکھا جاتا ہے۔ وہاں کی مجلسیں پاکیزہ

ہوں گی جن میں کوئی جھوٹ، غیبت، بہتان اور بیہودہ باتیں نہیں ہوں گی۔ فرشتے اور دیگر جنتی اُن کے لیے سلامتی کی دعائیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ اُن پر سلامتی نازل فرمائے گا۔ یہ بدلہ ہوگا اُن کے عمل اور دین کے لیے قربانیوں کا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۷ تا ۴۰

اصحاب الیمین کی جنت

اور داہنے ہاتھ والے	وَاصْحَابُ الْيَمِينِ ۙ
کیا ہی خوب ہیں داہنے ہاتھ والے۔	مَا اصْحَابُ الْيَمِينِ ۙ
وہ ہوں گے ایسی بیریوں میں جن کے کانٹے صاف کر دیے گئے ہیں۔	فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ۙ
اور ایسے کیلوں میں جو تہہ بہ تہہ لگے ہوں گے۔	وَاطْلُحٍ مَّنْضُودٍ ۙ
اور ایسے سائے میں جو خوب پھیلا ہوا ہے۔	وَظِلِّ مَمْدُودٍ ۙ
اور ایسے پانی میں جو بہتا جارہا ہوگا۔	وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ ۙ
اور بہت سے میووں میں۔	وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ۙ
وہ نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ کبھی اُن کی فراہمی روکی جائے گی۔	لَا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ ۙ
اور اونچے پچھونوں میں۔	وَقُرْنِ مَّ رْفُوعَةٍ ۙ
بے شک ہم نے اٹھایا ہے اُن کی بیویوں کو ایک خاص اٹھان پر۔	إِنَّا أَنشَأْنَهُنَّ إِنشَاءً ۙ

فَجَعَلْنَهُنَّ اَبْكَارًا ﴿۶۱﴾	پھر ہم نے بنایا ہے انھیں کنواریاں۔
عُرْبًا اَتْرَابًا ﴿۶۲﴾	شوہر کو مماثل کرنے والیاں، اُن کی ہم عمر ہیں۔
لَا صَحْبَ الْيَمِينِ ﴿۶۳﴾	یہ سب داہنے ہاتھ والوں کے لیے ہے۔
ثُلَّةٌ مِّنَ الْاُولٰٓئِنَ ﴿۶۴﴾	بہت سے ہوں گے پہلوں میں سے۔
وَاٰخِرَةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۶۵﴾	اور بہت سے ہوں گے آخری لوگوں میں سے۔

اصحاب الیمین کی جنت میں ایسے بیری کے درخت ہوں گے جن میں کاٹنا نہ ہوگا۔ انھیں کیلوں کے گچھے پیش کیے جائیں گے۔ وہاں لمبے لمبے سائے ہوں گے۔ بہتے ہوئے پانی کے چشمے اور آبشاریں ہوں گی۔ کثرت سے میوے ہوں گے جن کی فراہمی مسلسل جاری رہے گی۔ اُن کے بیٹھنے اور آرام کرنے کے لیے اونچے اونچے بچھونے ہوں گے۔ اُن کی بیویاں منفرد حسن کی حامل ہوں گی، اُن کی ہم عمر اور پرکشش ہوں گی۔ جنت میں جانے والی ہر خاتون کو پھر سے جوان، کنواری، حسین اور اپنے شوہروں کے لیے محبوب کر دیا جائے گا۔ اصحاب الیمین کی ایک بڑی تعداد ہر امت کے پہلے طبقے میں سے ہوگی اور ایک بڑی تعداد امت کے آخری طبقے میں سے بھی ہوگی۔

آیات ۴۱ تا ۵۶

اصحاب الشمال کا برانجام

وَاَصْحَابُ الشَّمَالِ ﴿۶۶﴾	اور بائیں ہاتھ والے
مَا اَصْحَابُ الشَّمَالِ ﴿۶۷﴾	کیسے ہی برے ہیں بائیں ہاتھ والے!
فِي سَمُومٍ وَحَمِيمٍ ﴿۶۸﴾	وہ تیز بھاپ اور کھولتے ہوئے پانی میں ہوں گے۔
وَاٰخِرٌ مِّنْ يَّحْمُومٍ ﴿۶۹﴾	اور سائے میں ہوں گے سیاہ دھوئیں کے۔

جوںہ ٹھنڈا ہے اور نہ سکون دینے والا۔	لَا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ ﴿۳۳﴾
بے شک وہ تھے اس سے پہلے خوشحال۔	إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ مُتْرَفِينَ ﴿۳۴﴾
اور وہ اڑے رہتے تھے بہت بڑے گناہ پر۔	وَكَانُوا يُصْرُونَ عَلَى الْجَنَّةِ الْعَظِيمِ ﴿۳۵﴾
اور وہ کہا کرتے تھے	وَكَانُوا يَقُولُونَ ۙ
کیا جب ہم مر جائیں گے	أَيُّدَا مِتْنَا
اور ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں	وَ كُنَّا تُرَابًا وَ عِظَامًا
کیا واقعی ہم ضرور اٹھائے جانے والے ہیں؟	ءَا إِنَّا لَبَعُوثُونَ ۙ ﴿۳۶﴾
کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی۔	أَوْ آبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿۳۷﴾
اے نبی! فرمائیے بے شک جو پہلے ہیں اور جو آخری ہیں۔	قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ۙ ﴿۳۸﴾
یقیناً جمع کیے جانے والے ہیں	لَمَجْمُوعُونَ ۙ
ایک مقررہ وقت پر طے شدہ دن میں۔	إِلَىٰ مِيقَاتٍ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿۳۹﴾
پھر بے شک تم اے گمراہو! جھٹلانے والو!۔	ثُمَّ إِنَّكُمْ إِلَيْهَا الصَّالُّونَ الْمَكِيدُونَ ۙ ﴿۴۰﴾
یقیناً کھانے والے ہوز قوم کے درخت میں سے۔	لَا يَكُونُ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زُقُومٍ ۙ ﴿۴۱﴾
پھر بھرنے والے ہو اس سے پیٹ۔	فَمَا لَكُمْ مِّنْهَا الْبُطُونَ ۙ ﴿۴۲﴾
پھر پینے والے ہو اس پر کھولتا ہوا پانی۔	فَشَرِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ ﴿۴۳﴾
پھر پینے والے ہو پیا سے اونٹوں کا سا پینا۔	فَشَرِبُونَ شُرْبَ الْهَيْمِ ۙ ﴿۴۴﴾

هَذَا نُزِّلَهُمْ يَوْمَ الدِّينِ ۝۵۶

یہ اُن کی مہمانی ہے بدلے کے دن۔

اصحابِ الشمال کو جہنم میں تیز بھاپ سے جھلسنا اور کھولتے ہوئے پانی سے تڑپنا ہوگا۔ اُن پر دھوئیں کا سایہ ہوگا۔ نہ اس سے ٹھنڈک ملے گی اور نہ ہی سکون نصیب ہوگا۔ یہ بد نصیب دنیا میں بڑے آسودہ حال تھے لیکن عیش میں یادِ خدا سے غافل ہو کر بڑے بڑے گناہ کیا کرتے تھے۔ بڑے تکبر سے مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کا انکار کرتے تھے۔ اُن کو دنیا میں آگاہ کر دیا گیا تھا کہ تم اور تمہارے گمراہ باپ دادا سب مقررہ وقت پر زندہ کیے جائیں گے اور اُنھیں جہنم میں جمع کر دیا جائے گا۔ وہاں وہ زقوم کے درخت سے پیٹ بھریں گے اور پھر اُس پر کھولتے ہوئے پانی سے شدید پیاس کو ختم کرنے کی ناکام کوشش کریں گے۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ... اے اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرما جہنم کی آگ سے۔ آمین!

آیات ۵۷ تا ۶۲

رحم مادر میں انسانوں کی تخلیق کون کرتا ہے؟

ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں	نَحْنُ خَلَقْنَاكُمْ
پھر کیوں تم تصدیق نہیں کرتے (دوبارہ جی اٹھنے کی)؟	فَاَلَوْ لَا تُصَدِّقُونَ ۝۵۷
تو کیا تم نے دیکھا وہ جو تم ٹپکاتے ہو؟	اَفَرَأَيْتُمْ مَا تُمْنُونَ ۝۵۸
کیا تم پیدا کرتے ہو اُسے	ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُونَهُ
یا ہم ہی پیدا کرنے والے ہیں؟	اَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ ۝۵۹
ہم نے طے کر دی ہے تمہارے درمیان موت	نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ
اور ہم عاجز نہیں ہیں۔	وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ۝۶۰
اس پر کہ ہم بدل کر لے آئیں تمہارے جیسے	عَلَىٰ اَنْ نُبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ

اور ہم اٹھائیں تمہیں ایک ایسی صورت میں جو تم نہیں جانتے۔	وَنُنشِئُكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿١١﴾
اور یقیناً تم جانتے ہو پہلی پیدائش کو	وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ
پھر کیوں تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟	فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ ﴿١٢﴾

شوہر بیوی کے ساتھ تعلق کی لذت لے کر علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اب رحم مادر میں بچے کو کون تخلیق کرتا ہے؟ یہ کاری گری اور تخلیق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کا شاہکار ہے کہ وہ ایک قطرے کو درجہ بدرجہ ایک مکمل انسان کی صورت تک لے جاتا ہے۔ پھر اسی نے ہر انسان کی موت کی جگہ اور وقت طے کر دیا ہے۔ بلاشبہ وہ اس پر بھی قادر ہے کہ انسان کو موت کے بعد دوبارہ زندہ کر دے۔ پہلی تخلیق انسان دیکھ رہا ہے۔ اُسے چاہیے کہ دوسری تخلیق کی بھی تصدیق کر دے۔ اسی میں انسان کی خیر ہے۔

آیات ۶۳ تا ۶۷

بیچ سے فصل کون اگاتا ہے؟

پھر کیا تم نے دیکھا جو کچھ تم بوتے ہو۔	أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرثُونَ ﴿١٣﴾
کیا تم اگاتے ہو اُسے	ءَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ
یا ہم ہی اگانے والے ہیں۔	أَمْ نَحْنُ الزُّرْعُونَ ﴿١٤﴾
اگر ہم چاہیں یقیناً کر دیں اُسے چوراچورا	لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا
پھر تم رہ جاؤ حسرت سے باتیں بناتے۔	فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ﴿١٥﴾
بے شک ہم پر واقعی تاوان پڑ گیا۔	إِنَّا لَبَغْرَمُونَ ﴿١٦﴾
بلکہ ہم تو بے نصیب ہو گئے۔	بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿١٧﴾

انسان تو زمین میں صرف بیج ڈالتا ہے۔ اُس بیج کو پھاڑ کر اُس میں سے فصل کون پیدا کرتا ہے؟ پھر فصل کی نشوونما کون کرتا ہے؟ مختلف آفات سے اُس فصل کی حفاظت کون کرتا ہے؟ بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کی شانِ خلاقیت اور ربوبیت ہے۔ بقول اقبال۔

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون؟
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب؟
کون لایا کھینچ کر پچھم سے بادِ سازگار؟
خاک یہ کس کی ہے؟ کس کا ہے یہ نورِ آفتاب؟
کس نے بھردی موتیوں سے خوشہ گندم کی جیب؟
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خوں انقلاب؟

جو اللہ تعالیٰ فصلیں اگاتا ہے، وہ اس پر بھی قادر ہے کہ کسی آفت کے ذریعے ان فصلوں کو تباہ کر دے۔ پھر تم شکوہ کرنے لگو کہ ہمارا سرمایہ ڈوب گیا اور ہم محروم ہو گئے۔

آیات ۶۸ تا ۷۰

بارش کون نازل کرتا ہے؟

پھر کیا تم نے دیکھا وہ پانی جو تم پیتے ہو؟	أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ﴿٦٨﴾
کیا تم نے نازل کیا ہے اُسے بادل سے	ءَأَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ
یا ہم ہی نازل کرنے والے ہیں؟	أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ ﴿٦٩﴾
اگر ہم چاہیں تو کر دیں اُسے سخت نمکین	لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا
پھر کیوں تم شکر ادا نہیں کرتے؟	فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ﴿٧٠﴾

پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جو انسان کی کئی ضروریات پوری کرتا ہے۔ غور کرنا چاہیے کہ کون اسے بارش کے ذریعے برساتا ہے؟ بلاشبہ یہ احسانِ عظیم اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ ڈرتے رہنا چاہیے کہ ہماری نافرمانیوں اور ناشکری کی وجہ سے کہیں اللہ تعالیٰ اس پانی کی مٹھاس کو ختم نہ کر دے اور اسے کھارا بنا کر پینے یا کھانا بنانے یا فصلوں کی آب یاری یا تعمیراتی کاموں یا دیگر ضروریات میں استعمال کے قابل نہ رہنے دے۔ ہمیں ہر دم اللہ تعالیٰ کی ناراہنگی سے ڈرنا چاہیے اور اُس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

آیات ۱۷ تا ۲۷

آگ، اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی

پھر کیا تم نے دیکھی وہ آگ جو تم سلگاتے ہو؟	اَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ۱۷
کیا تم نے پیدا کیا ہے اُس کے درخت کو	ءَاَنْتُمْ اَنْشَأْتُمْ شَجَرَ تِيهَا
یا ہم، ہی پیدا کرنے والے ہیں؟	اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُونَ ۱۸
ہم ہی نے بنا دیا ہے اُسے نصیحت	نَحْنُ جَعَلْنَهَا تَذْكِرَةً
اور فائدے کی چیز مسافروں کے لیے۔	وَمَتَاعًا لِلْمُقْوِينَ ۱۹
سو تسبیح کرو اپنے اُس رب کے نام کی جو بڑی عظمت والا ہے۔	فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۲۰

آگ اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت بھی ہے اور ڈرانے والی نشانی بھی۔ دنیا کی آگ کی شدت سے جہنم کا خوف بھی پیدا ہوتا ہے جس کی آگ کئی گنا زیادہ شدت والی ہوگی۔ دنیا میں ہم آگ سے روشنی اور حرارت حاصل کرتے ہیں اور اپنے لیے غذا اور کئی استعمال کی اشیاء بناتے ہیں۔ آگ کس نے پیدا کی ہے اور اس میں تاثیر کس نے رکھی ہے؟ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی قدرتیں اور نعمتیں بے شمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی تسبیح و تحمید اور ہر وقت اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۵ تا ۷۶

عظمتِ قرآن کے لیے عظیم گواہی

پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے ڈوبنے کی جگہوں کی۔	فَلَا أُقْسِمُ بِسَوَاقِعِ النُّجُومِ ﴿۷۵﴾
اور بے شک وہ یقیناً ایسی قسم ہے اگر تم جان لو تو بہت بڑی ہے۔	وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لِّوَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ﴿۷۶﴾

ان آیات میں ستاروں کے ڈوبنے کی جگہ اور وقت کی قسم کھا کر قرآن کریم کی عظمت بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بے شمار ستارے بنائے، ان کی گردش کا ایک مربوط اور منظم نظام بنایا اور پھر ان کے غروب ہونے یا غائب ہونے کا ایک ضابطہ بنایا۔ بلاشبہ یہ ایک بہت بڑی قدرت ہے جسے عظمتِ قرآن کے لیے گواہ کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ بعض حضرات نے اس سے مراد Black Holes لیے ہیں۔ بڑی بڑی کہکشائیں ڈوب کر یعنی سمٹ کر ایک سیاہ نقطے کی صورت اختیار کر لیتی ہیں اور قریب آنے والی ہر شے کو جذب کر لیتی ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی یہ حیرت انگیز قدرت اس پر شاہد ہے کہ قرآن کریم ایک عظیم کلام ہے۔

آیات ۷۷ تا ۸۲

عظمتِ قرآن کریم

بے شک یہ یقیناً بڑی عزت والا قرآن ہے۔	إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ﴿۷۷﴾
ایک پوشیدہ کتاب میں ہے۔	فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ﴿۷۸﴾
نہیں چھوتے اُسے مگر وہی جو پاکیزہ ہیں۔	لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ﴿۷۹﴾
نازل کیا گیا ہے تمام جہانوں کے رب کی طرف سے	تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۸۰﴾
پھر کیا اس کلام سے تم بے توجہی کرنے والے ہو؟	أَفَبِهَذَا الْحَدِيثِ أَنْتُمْ مُدْهِنُونَ ﴿۸۱﴾

اور بناتے ہو اپنا حصہ یہ کہ تم جھٹلاتے ہو۔

وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنْكُمْ تُكذِّبُونَ ﴿۱۶﴾

قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کے کرم کا بہت بڑا مظہر ہے۔ اصل میں یہ لوح محفوظ میں ہے یعنی ایک ایسا مقام جو انسانوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔ اس قرآن کو لکھنے اور چھونے والے فرشتے بڑے پاکیزہ ہیں۔ اسی قرآن کو اللہ تعالیٰ نے زبان عربی میں نازل کیا ہے تاکہ ہم اُسے سمجھ سکیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ اس عظیم کتاب کے حقوق کی ادائیگی سے اکثر انسان غفلت برتتے ہیں۔ اکثر اُس کی قولی یا عملی تکذیب کا جرم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس محرومی سے محفوظ فرمائے۔ قرآن کریم سے محبت کرنے اور اس کے مندرجہ ذیل حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے:

- i. ایمان و تعظیم یعنی دل کی گہرائیوں سے ماننا کہ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔
- ii. تلاوت یعنی آداب کے ساتھ روزانہ قرآن حکیم پڑھنا۔
- iii. تفہیم یعنی قرآن حکیم کو سمجھنا اور اس پر غور و فکر کرنا۔
- iv. عمل یعنی قرآن حکیم کے احکامات پر انفرادی زندگی میں عمل کرنا اور اجتماعی زندگی میں ان کے نفاذ کے لیے کوشش کرنا۔
- v. تبلیغ یعنی قرآن حکیم کی تعلیمات دوسروں تک پہنچانا۔

آیات ۸۳ تا ۸۷

موت کا منظر

پھر کیوں نہیں جب پہنچ جاتی ہے (جان) حلق کو۔	فَلَوْ لَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلُقُومَ ﴿۱۷﴾
اور تم اُس وقت دیکھ رہے ہوتے ہو۔	وَأَنْتُمْ حِينِيذٍ تَنْظُرُونَ ﴿۱۸﴾
اور ہم زیادہ قریب ہوتے ہیں اُس کے تم سے	وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ
اور لیکن تم نہیں دیکھتے۔	وَالَكِنْ لَا تُبْصِرُونَ ﴿۱۹﴾
پھر کیوں نہیں (ایسا ہوتا) کہ اگر تم کسی کے اختیار میں نہیں ہو۔	فَلَوْ لَا إِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ ﴿۲۰﴾

تَم لَوْ ثَلَاثَةٌ أَسَے	تَرْجِعُونَهَا
اگر تم سچے ہو۔	إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۸۷﴾

جب ایک انسان پر موت کا وقت آتا ہے تو اُس کی جان حلق کے قریب آکر پھنس جاتی ہے۔ مرنے والا تڑپ رہا ہوتا ہے اور عزیز و اقارب قریب کھڑے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سے بھی زیادہ مرنے والے کے قریب ہوتا ہے۔ اب ذرا غور کریں کہ اگر ہم بڑے ہی باختیار ہیں تو مرنے والے کی جان کو اُس کے جسم میں دوبارہ لوٹا دیا کریں۔ لیکن ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ ہم مجبور ہیں اور ہماری زندگی اور موت کا کل اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اسی طرح مرنے کے بعد بھی ہم اللہ تعالیٰ کی گرفت سے آزاد نہیں ہو سکتے۔ وہ جب چاہے گا ہمیں زندہ کرے گا اور جیسا چاہے گا ہمارے بارے میں بخشش یا پکڑ کا فیصلہ فرمائے گا۔ اے اللہ! ہم پر رحم فرما اور ہمیں بخشش و جنت عطا فرما۔ آمین!

آیات ۸۸ تا ۹۱

نیک لوگوں کی موت

پھر اگر وہ ہو اُن میں سے جو قریب کیے گئے ہیں۔	فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿۸۸﴾
تو (اُس کے لیے) راحت ہے اور خوشبو ہے اور نعمتوں والی جنت ہے۔	فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ ﴿۸۹﴾ وَجَنَّتْ نَعِيمٍ ﴿۸۹﴾
اور اگر وہ ہو ادا نین ہاتھ والوں میں سے۔	وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ أَصْحَابِ الْبِئْسَيْنِ ﴿۹۰﴾
تو (کہا جائے گا) سلامتی ہے تمہارے لیے کہ تم دائیں ہاتھ والوں میں سے ہو	فَسَلَّمَ لَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْبِئْسَيْنِ ﴿۹۱﴾

جب موت کا وقت مقربین پر آتا ہے تو فرشتے خوشبوؤں کے ساتھ جان نکالنے آتے ہیں اور انہیں نعمتوں والی جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ اگر مرنے والا اصحاب البئسین میں سے ہوتا ہے تو فرشتے اُسے سلامتی کی خوشخبری سناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر بھی موت کی سختیاں آسان فرمائے اور راحت کے ساتھ اس مرحلے سے گزرنے کی کیفیت عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۹۲ تا ۹۶

برے لوگوں کی موت

اور اگر مرنے والا ہوا جھٹلانے والے گمراہوں میں سے۔	وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُكْذِبِينَ ۙ ﴿۹۲﴾
تو اُس کی مہمانی کھولتے ہوئے پانی سے ہوگی۔	فَنُزِّلُ مِنْ حَيْمٍ ۙ ﴿۹۳﴾
اور داخل کیا جانا ہے جہنم میں۔	وَتَصْلِيَةٌ جَعِيمٍ ۙ ﴿۹۴﴾
بے شک یہی یقیناً یقینی حق ہے۔	إِنَّ هَذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِينِ ۚ ﴿۹۵﴾
سو تسبیح کرو اپنے اُس رب کے نام کی جو بڑی عظمت والا ہے۔	فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۙ ﴿۹۶﴾

جب جان کنی کا وقت حق کو جھٹلانے والوں اور گمراہوں پر آتا ہے تو انھیں جہنم میں جانے کی وعید سنائی جاتی ہے۔ اُن کی قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بن جاتی ہے۔ پھر انھوں نے ایسی جہنم میں جانا ہے جہاں اُن کے لیے کھولتا ہوا پانی اور بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی۔ یہ ساری خبریں بالکل سچی اور یقینی ہیں۔ بہت بڑا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہلے ہی ان شدید خطرات سے آگاہ کر دیا ہے۔ پس ہمیں ہر وقت اُس کی تسبیح اور حمد کرتے رہنا چاہیے۔

سورة الحرید

دینی تقاضوں کا جامع بیان

اس سورہ مبارکہ میں ایک مسلمان پر عائد کردہ دینی تقاضوں کا بیان بڑی جامعیت کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۶ تا ۱۱ ذات و صفاتِ باری تعالیٰ
- آیات ۱۱ تا ۱۵ دینِ اسلام کے تقاضے
- آیات ۱۵ تا ۱۹ دین کے تقاضے اور انجامِ آخرت
- آیات ۱۹ تا ۲۴ قربِ الہی کے حصول کا راستہ
- آیات ۲۴ تا ۲۵ حیاتِ دنیا اور اس کے حوادث
- آیت ۲۵ قیامِ نظامِ عدل تمام رسولوں کا مشن
- آیات ۲۶ تا ۲۹ رہبانیتِ دین کے تقاضوں سے فرار کی راہ

آیات ۱ تا ۲

کائنات اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تسبیح کی اللہ تعالیٰ کی ہر اُس شے نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے	سَبِّحْ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ
اور وہی زبردست، کمالِ حکمت والا ہے۔	وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۱
اُسی کے لیے بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین کی	لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ

وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے	يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ
اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔	وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۷۰﴾

کائنات کی ہر شے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی رہتی ہے۔ وہ اپنے حال اور اپنے بیان دونوں سے پکار رہی ہے کہ اُس کا خالق ہر عیب، کمی، کمزوری اور محتاجی سے پاک ہے۔ ہر شے پر اُسی کی حکومت اور اختیار ہے۔ ہر جاندار کی زندگی اور موت اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جو چاہے سو کرتا ہے۔ زبردست قوت والا ہے لیکن اُس کے ہر فیصلے میں حکمت ہوتی ہے۔

آیت ۳

کائنات میں اللہ ہی اللہ ہے

وہی (اللہ تعالیٰ) سب سے پہلے ہے اور سب سے آخر ہے	هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ
اور ظاہر ہے اور چھپا ہوا ہے	وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ
اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔	وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۷۱﴾

کائنات کا اول بھی اللہ تعالیٰ ہے اور آخر بھی وہی ہے۔ وہ کائنات میں ظاہر بھی ہے اور پوشیدہ بھی ہے۔ بظاہر یہ صفات ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ الاول ضد ہے الآخر کی اور الظاہر ضد ہے الباطن کی۔ اس آیت میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ بیک وقت ان متضاد صفات کا حامل ہے۔ اسی لیے یہ آیت فہم قرآن کے اعتبار سے مشکلات القرآن میں سے ہے۔ البتہ نبی اکرم ﷺ نے اس آیت کے فہم کو اپنی ایک مناجات میں ان الفاظ کے ذریعے آسان فرمادیا:

أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ (مسلم)

”اے اللہ! تو ہی پہلا ہے، کوئی تجھ سے پہلے نہیں، تو ہی آخر ہے، کوئی تیرے بعد نہیں، تو ہی ظاہر ہے کوئی تجھ سے اوپر نہیں اور تو ہی باطن ہے، کوئی تجھ سے مخفی تر نہیں۔“

یعنی جب کچھ نہ تھا تو اللہ تعالیٰ ہی تھا۔ جب کچھ نہیں ہو گا تب بھی وہی ہو گا۔ وہ سب ظاہروں سے بڑھ کر ظاہر ہے کیونکہ دنیا میں جو کچھ بھی ظہور ہے اسی کی صفات اور افعال کا ظہور ہے۔ وہ ہر مخفی سے بڑھ کر مخفی ہے کیونکہ حواس سے تو درکنار عقل و فکر سے بھی اُس کی ذات کا ادراک نہیں ہو سکتا۔

آیات ۶ تا ۱۲

اللہ تعالیٰ کا کائنات سے تعلق

وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں	هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ
پھر مستوی ہوا عرش پر جو اس کی شان کے لائق ہے	ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ ط
وہ جانتا ہے جو کچھ داخل ہوتا ہے زمین میں	يَعْلَمُ مَا يَلْجُ فِي الْأَرْضِ
اور جو کچھ نکلتا ہے اُس سے	وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا
اور جو کچھ نازل ہوتا ہے آسمان سے	وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ
اور جو کچھ چڑھتا ہے اُس میں	وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ط
اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو	وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ ط
اور اللہ تعالیٰ اُسے جو تم کرتے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔	وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝
اُسی کے لیے بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین کی	لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط
اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تمام	وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝

معاملات۔	
وہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں	يُؤَلِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ
اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں	وَيُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ط
اور وہ خوب جاننے والا ہے سینوں کی بات کو۔	وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ٥١

اللہ تعالیٰ ہی اس کائنات کا خالق ہے اور وہی کائنات کا پورا نظام چلا رہا ہے۔ زمین میں داخل ہونے والی ہر شے اور اُس سے نکلنے والی ہر شے اُس کے علم میں ہوتی ہے۔ اسی طرح آسمان پر چڑھنے والی ہر شے اور آسمان سے نازل ہونے والی ہر شے کو بھی وہ جانتا ہے۔ ہم جہاں کہیں ہوتے ہیں وہ ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ ہمارے ہر عمل کو ہر وقت دیکھ رہا ہے۔ کائنات کی ہر شے پر اُسی کی حکومت ہے۔ رات اور دن کا نظام خود بخود نہیں چل رہا بلکہ اُسے وہی چلا رہا ہے۔ دنیا میں انجام دیے جانے والے تمام اعمال فیصلے کے لیے اُس کی عدالت میں پیش کیے جائیں گے۔ وہ روزِ قیامت حق کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا کیونکہ وہ اعمال کے پیچھے کار فرمائیتوں سے بھی واقف ہے۔ اے اللہ! روزِ قیامت ہمیں ناکامی اور رسوائی سے محفوظ فرما۔ آمین!

سورہ حدید کی ابتدائی چھ آیات میں یہ حقیقت دو بار بیان کی گئی کہ کائنات کا بادشاہ اللہ ہی ہے۔ اس حقیقت پر زور دینے کی وجہ یہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کو خالق اور رازق مانتی ہے لیکن بادشاہ مان کر اُس کے احکامات نافذ کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

آیت ۷

دینِ اسلام کے دو تقاضے ... ایمان اور انفاق

ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ پر	اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
اور خرچ کرو اُس میں سے اُس نے بنایا ہے تمہیں ناسب جس میں	وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلِفِيْنَ فِيْهِ ط

پھر وہ لوگ جو ایمان لائے تم میں سے اور خرچ کیا	فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا
اُن کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔	لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿۷﴾

اس آیہ مبارکہ میں مسلمانوں کو دین کے دو تقاضے ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ پہلا تقاضا یہ ہے کہ ایمان حقیقی اپنے دلوں میں پیدا کرو۔ ایسا ایمان جو تمہارے کردار میں نظر آئے اور تمہارا حال بن جائے۔ دوسرا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دنیا میں جس شے پر عارضی اختیار عطا کر رکھا ہے اُسے اُس کی راہ میں لگاؤ۔ جان، مال، اولاد، گھر غرض ہر شے کو اُس کی خوشنودی اور اُس کے دین کی خدمت میں صرف کر دو۔ یہاں خطاب غیر مسلموں سے نہیں بلکہ مسلمانوں سے ہے۔ اگر غیر مسلموں سے خطاب ہوتا تو ایمان کی دعوت کے بعد اُن کے سامنے ایمان کے ابتدائی تقاضے رکھے جاتے۔ یہاں تو ایمان کے انتہائی تقاضے یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ لگا دینے کی تلقین کی جا رہی ہے۔ آخر میں خوشخبری دی گئی کہ جو لوگ ایمان لائیں گے اور انفاق کے تقاضے کو پورا کریں گے، اُن کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

آیات ۸ تا ۹

تم دل سے ایمان کیوں نہیں لاتے؟

اور کیا ہے تمہیں! تم ایمان نہیں لاتے اللہ تعالیٰ پر	وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
جبکہ رسول دعوت دے رہے ہیں تمہیں کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر	وَالرَّسُولِ يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ
اور یقیناً وہ لے چکے ہیں تم سے عہد	وَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ
اگر تم مومن ہو۔	إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۸﴾
وہی (اللہ) ہے جو نازل فرماتا ہے اپنے بندے پر واضح آیات	هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَى عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ
تاکہ وہ نکالیں تمہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف	لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ﴿۹﴾

اور بے شک اللہ تعالیٰ تم پر یقیناً بہت نرمی کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ①
--	---

یہ آیات مسلمانوں کو جھنجھوڑ رہی ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ پر دل سے ایمان کیوں نہیں لاتے؟ تمہارے ایمان کی جھلک تمہاری سیرت و کردار میں نظر کیوں نہیں آتی؟ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے تمہیں کسی غیر نہیں ایسی ہستی پر ایمان لانے کی دعوت دی ہے جو تمہارا رب اور محسن حقیقی ہے۔ کلمہ پڑھ کر تم اُس سے عہد کر چکے ہو کہ تمہارا مال اور تمہاری جان اب اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ تم ان دونوں کو اب اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگا دو گے، کھپا دو گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا ہے کہ تمہارے دل میں ایمان پیدا کرنے کے لیے اپنی واضح آیات نازل کر دی ہیں۔ ان آیات پر غور و فکر تمہارے دل پر سے تاریکی کے پردے ہٹا دے گا اور اُس سے ایمان کے نور سے منور کر دے گا، بقول مولانا ظفر علی خان۔

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآن کے سپاروں میں

آیت ۱۰

تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیوں نہیں کرتے؟

اور کیا ہے تمہیں! تم خرچ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کی راہ میں	وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
جبکہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی میراث	وَاللَّهُ مِيرَاثُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ
برابر نہیں ہے تم میں سے وہ جس نے خرچ کیا فتح سے پہلے اور جنگ کی	لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَّنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قَاتَلَ ۗ
یہ لوگ بہت بڑے ہیں درجے میں ان سے جنھوں نے خرچ کیا بعد میں اور جنگ کی	أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۗ

اور ہر ایک سے وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے بہت اچھا	وَ كَلَّا وَعَدَّ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ط
اور اللہ تعالیٰ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔	وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ع

اس آئیہ مبارکہ میں جھنجھوڑا گیا کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال کیوں نہیں خرچ کرتے؟ اگر مال جمع کر کے ڈھیر لگاتے رہو گے تو یہیں چھوڑ جاؤ گے۔ بہتر ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگا کر توشہ آخرت بنا لو۔ مال کا اصل مالک اور وارث اللہ تعالیٰ ہے۔ تم امین ہو۔ امانت کو اصل مالک کے حوالے کر دو یعنی اُس کی راہ میں لگا دو۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے :

يَقُولُ ابْنُ اَدَمَ مَا لِي مَا لِي وَهَلْ لَكَ يَا ابْنَ اَدَمَ مِنْ مَالِكَ اِلَّا مَا اَكَلْتَ فَاَفْنَيْتَ اَوْ لَبَسْتَ فَاَبْلَيْتَ اَوْ تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَيْتَ (مسلم)

”انسان کہتا ہے میرا مال، میرا مال حالانکہ اے انسان! تیرا مال (ایک تو وہ ہے) جو تو نے کھا کر ختم کر دیا، یا (دوسرا) پہن کر بوسیدہ کر دیا، یا (تیسرا) صدقہ کر کے (آخرت کے لیے) آگے بھیج دیا۔“

آگاہ کیا گیا کہ جو لوگ دین کی مغلوبیت کے دور میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال لگاتے اور محنت کرتے ہیں اُن کے درجے بلند ہیں اُن سے جو فتح کے بعد یہ سعادت حاصل کرتے ہیں۔ آج بھی دین اسلام مغلوب ہے بقول الطاف حسین حالی۔

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ بھی کہ مد ہے ہر جذر کے بعد
دریا کا ہمارے جو اترنا دیکھے

اور

اے خاصہ خاصانِ رُسلِ وقتِ دعا ہے
اُمت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دیں کہ بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی مغلوبیت کے اس دور میں زیادہ سے زیادہ مال اور توانائیاں اپنی راہ میں لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۱

کون اللہ تعالیٰ کو قرض دے گا؟

کون ہے جو قرض دے اللہ تعالیٰ کو بہترین قرض	مَنْ ذَا الَّذِي يُقرضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا
تو بڑھا دے اللہ تعالیٰ اس قرض کو اُس کے لیے	فِيضِعْفَهُ لَهُ
اور اُس کے لیے عزت والا بدلہ ہو۔	وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ ۝۱۱

حلال کمائی میں سے جو مال خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ اور غلبے کے لیے خرچ کیا جائے، اُسے وہ اپنے ذمے قرض قرار دیتا ہے۔ اس آیت میں لکارنے کے انداز میں پوچھا گیا کہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دے؟ جس نے ایسا کیا، اللہ تعالیٰ اُس کے انفاق کو کئی گنا بڑھا کر لوٹائے گا اور اُسے اپنی طرف سے عزت افزائی والا اجر بھی عطا فرمائے گا۔ ابن ابی حاتم میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی گئی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سیدنا ابوالدرداء انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض چاہتا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا ہاں۔ انھوں نے کہا ذرا اپنا ہاتھ مجھے دکھائیے۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اُن کی طرف بڑھا دیا۔ انھوں نے آپ ﷺ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا میں نے اپنے رب کو اپنا باغ قرض میں دے دیا۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس باغ میں کھجور کے چھ سو درخت تھے۔ اسی میں ان کا گھر تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے یہ بات کر کے وہ سیدھے گھر پہنچے اور بیوی کو پکار کر کہا درداء کی ماں، نکل آ، میں نے یہ باغ اپنے رب کو قرض دے دیا ہے۔ وہ بولیں تم نے نفع کا سودا کیا ہے درداء کے باپ۔ پھر اسی وقت اپنا سامان اور اپنے بچے لے کر باغ سے نکل گئیں۔

آیت ۱۲

دین کے تقاضے ادا کرنے والوں کے لیے انعام

جس دن تم دیکھو گے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو	يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
دوڑتا ہوا گاؤں کا نور اُن کے سامنے اور اُن کی دائیں طرف	يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ

(کہا جائے گا) بشارت ہے تمہیں آج کے دن اُن باغات کی بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں	بُشْرَاكُمْ اَيُّوْمَ جَنَّتْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ
ہمیشہ رہنے والے ہو اُن میں	خُلْدِيْنَ فِيْهَا
یہی ہے شاندار کامیابی۔	ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾

اس آیت میں روزِ قیامت پل صراط پر سے گزرنے کے مرحلے کا ذکر ہے۔ یہ پل جہنم کے اوپر سے گزر کر جنت میں جانے کے لیے ایک تاریک راستہ ہے۔ اس راستے سے بحفاظت گزرنے کے لیے نور یعنی روشنی درکار ہے۔ جن اہل ایمان مردوں اور عورتوں نے دین کے تقاضے ادا کیے وہ ایسا نور رکھتے ہوں گے جو اُن کے لیے پل صراط سے گزرنے میں معاون ہوگا۔ ایمان حقیقی کا نور اُن کے سامنے اور انفاقِ مال و جان کا نور اُن کے دائیں طرف ہوگا۔ انھیں بشارت دی جائے گی کہ اب ہمیشہ ہمیش کے لیے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمت عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۳

دین کے تقاضے ادا نہ کرنے والوں کا انجام

جس دن کہیں گے منافق مرد اور منافق عورتیں	اَيُّوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ
اُن لوگوں سے جو ایمان لائے	لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
انتظار کرو ہمارا تاکہ ہم کچھ حصہ حاصل کریں تمہارے نور سے	اَنْظُرُوْا نَقْتَسِبُ مِنْ نُّوْرِكُمْ
کہا جائے گا لوٹ جاؤ اپنے پیچھے	قِيْلَ اَرْجِعُوْا وِرَآءَكُمْ
پس تلاش کرو نور	فَاَلْتَبَسُوْا نُوْرًا
پھر کھڑی کر دی جائے گی اُن کے درمیان ایک دیوار	فَضْرَبَ بَيْنَهُمْ سُوْرًا لِّهٖ بَابٌ

جس میں ہوگا دروازہ	
جو اُس کی اندرونی جانب ہے، اُس میں ہوگی رحمت	بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ
اور جو اُس کی بیرونی جانب ہے، اُس کی طرف سے ہوگا عذاب۔	وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝

دین کے تقاضے ادا نہ کرنے والے روزِ قیامت منافقین قرار پائیں گے۔ وہ پل صراط کے تاریک مرحلے پر نور سے محروم ہوں گے۔ وہ چیخ چیخ کر اہل ایمان سے التجا کریں گے کہ ٹھہر و تاکہ ہم بھی تمہارے نور کی روشنی میں پل صراط سے گزر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کا منادی اُنھیں جواب دے گا کہ جاؤ اور دنیا میں جا کر دین کے تقاضے ادا کر کے نور حاصل کر لو۔ ظاہر بات ہے کہ اب ایسا ممکن نہ ہوگا۔ اب وہ جہنم میں ٹھوکریں کھا کر گر جائیں گے۔ البتہ جہنم سے نکلنے کے لیے ایک دروازہ ہوگا۔ اس دروازے سے ایسے لوگ جہنم سے نکال لیے جائیں گے جن کے دل میں ایمان کی کوئی رمت تھی لیکن انھوں نے گناہوں کی انتہا کر دی تھی۔ وہ گناہوں کا وبال پا کر آخر کار جہنم سے نکال دیے جائیں گے۔ البتہ جہنم کے بارے میں سورہ فرقان آیت ۶۶ میں ارشاد ہوا اِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمَقَامًا (بے شک جہنم بری جگہ ہے مستقل رہنے کے اعتبار سے بھی اور عارضی رہنے کے اعتبار سے بھی)۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم کی ہوا سے بھی محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۴

نفاق کی علامات

منافقین پکاریں گے مومنوں کو کیا ہم نہیں تھے تمہارے ساتھ؟	يَنَادُونَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ ۝
مومن کہیں گے کیوں نہیں! اور لیکن تم نے فتنے میں ڈالا اپنے آپ کو	قَالُوا بَلَىٰ وَلَكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ ۝
اور تم انتظار کرتے رہے	وَتَرَبَّصْتُمْ ۝

اور تم نے شک کیا	وَأَرْبَبْتُمْ
اور دھوکے میں ڈالا تمہیں باطل امیدوں نے	وَعَزَّتْكُمْ الْأَمَانِيُّ
یہاں تک کہ آگیا اللہ تعالیٰ کا حکم	حَتَّىٰ جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ
اور دھوکے میں ڈالا تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایک بہت بڑے دغا باز نے۔	وَعَزَّتْكُمْ بِاللَّهِ الْغُرُورُ ﴿۱۳﴾

دیوار حائل ہونے کے بعد منافقین پکار کر مومنوں سے کہیں گے کہ کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہ تھے۔ وہ کہیں گے کہ ہاں لیکن تم نے ایمان کی دولت کو لٹا کر منافقت اختیار کر لی تھی۔ یہ محرومی اس طرح آئی کہ:

- i. تم نے اپنے آپ کو مال و اولاد کے فتنے میں مبتلا کیا۔
- ii. دین کے تقاضے ادا کرنے کے حوالے سے گولگو کا شکار ہو گئے۔
- iii. تمہارے ذہن میں شکوک و شبہات نے گھر کر لیا۔
- iv. تم نے خود ساختہ خوش کن خواہشات اور جھوٹی امیدوں کے دھوکے میں آ کر دین کے تقاضوں سے غفلت برتی۔ پھر شیطان نے تمہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا آسرا دے کر اُس کے بارے میں دھوکے میں ڈال دیا اور تم اُس کی رحمت کی امید پر گناہ پر گناہ کرتے چلے گئے، یہاں تک کہ تمہاری موت واقع ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو نفاق کی بیماری سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۵

روزِ قیامت منافقین کافروں کے ساتھ ہوں گے

سو (اے منافقو!) آج نہیں لیا جائے گا تم سے کوئی فدیہ	فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ
اور نہ ہی اُن سے جنھوں نے کفر کیا	وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا

مَا وَكُمُ النَّارُ ط	تمہارا ٹھکانہ آگ ہے
هِيَ مَوْلَكُمْ ط	وہی تمہاری دوست ہے
وَبِئْسَ الْبَصِيرُ ﴿۱۵﴾	اور وہ بہت بری ہے لوٹنے کی جگہ۔

دنیا میں منافقین مسلمانوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اگر وہ موت سے پہلے منافقانہ روش سے باز نہ آئے تو روزِ قیامت اُن کا انجام کافروں کے ساتھ ہوگا۔ اُن سے گناہوں کی تلافی کے لیے کوئی فدیہ قبول نہ کیا جائے گا۔ اُن سے کہا جائے گا کہ جہنم میں اب آگ ہی تمہاری ساتھی اور رفیق ہے۔ جو بھی فریاد کرنی ہے اسی سے کرو۔

آیت ۱۶

کیا اب بھی نادم ہونے کا وقت نہیں آیا؟

اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا	کیا وقت نہیں آیا اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لائے
اَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ	کہ جھک جائیں اُن کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد کے لیے
وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ط	اور اُس کے لیے جو نازل ہوا ہے حق
وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ اَوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ	اور نہ ہو جائیں اہل ایمان اُن کی طرح جنہیں دی گئی تھی کتاب اس سے پہلے
فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ	پھر طویل ہو گئی اُن پر مدت
فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ط	تو سخت ہو گئے اُن کے دل
وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَسِقُونَ ﴿۱۶﴾	اور بہت سے اُن میں سے نافرمان ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں جھنجھوڑا گیا کہ تمہارے سامنے دین کے تقاضے بیان کر دیے گئے۔ ان تقاضوں سے گریز کرنے والوں کا بھیانک انجام تمہارے سامنے آگیا۔ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ تمہارے دلوں پر رقت طاری ہو اور تم اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُس

کی فرمانبرداری کی طرف مائل ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ اگر تم نے غفلت میں ایک مدت گزار دی تو تمہارے دل بھی اسی طرح سخت ہو جائیں جیسے تم سے پہلے اہل کتاب کے دل سخت ہو گئے تھے۔ اُن کی بڑی تعداد اللہ تعالیٰ کی باغی اور نافرمان بن گئی تھی۔ ڈرو کہیں تم بھی بد سختی اور محرومی کی اس سطح پر نہ پہنچ جاؤ۔

آیات ۱۹ تا ۱۷

دل کی سختی دور کرنے کا قرآنی راستہ

جان لو اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے زمین کو اُس کی موت کے بعد	اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۗ
یقیناً ہم نے واضح کر دی ہیں تمہارے لیے آیات تاکہ تم سمجھو۔	قَدْ بَيَّنَّا لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۱۷﴾
بے شک صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں	إِنَّ الْبُصِّدِ قَيْنَ وَالْبُصِّدِ قَاتِ
اور جنہوں نے قرض دیا اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض	وَاقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا
وہ بڑھایا جائے گا اُن کے لیے	يُضْعَفُ لَهُمْ
اور اُن کے لیے عزت والا بدلہ ہے۔	وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴿۱۸﴾
اور وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں پر	وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ
یہی لوگ ہیں صدیق اور شہید اپنے رب کے پاس	أُولَئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ ۗ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ
ان ہی کے لیے ان کا اجر اور ان کا نور ہے	لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ ۗ

اور جنھوں نے کفر کیا	وَالَّذِينَ كَفَرُوا
اور جھٹلایا ہماری آیات کو	وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
یہ لوگ جہنم والے ہیں۔	أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١٩﴾

ان آیات میں امید دلائی گئی کہ جس طرح مردہ زمین بارش سے زندہ ہو جاتی ہے اسی طرح دل کی سختی بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے ختم ہو جاتی ہے۔ نفاق، مال کی محبت سے دل میں آتا ہے۔ اس کا علاج انفاق ہے۔ جو مال مستحقین کی مدد کے لیے خرچ کرو گے وہ صدقہ ہے اور جو مال دین کی خدمت کے لیے لگاؤ گے وہ قرضِ حسنہ ہے۔ انفاقِ مال تمہارے دل سے مال کی محبت نکالے گا۔ اب تمہارا دل نورِ ایمان سے منور ہو گا۔

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی

اب تو آ جا اب تو خلوت ہو گئی

اللہ تعالیٰ دل میں اسی وقت آئے گا جب دل میں دنیا کی محبت باقی نہ رہے۔ اب ایسے لوگ دین کے لیے مال و جان کی مزید قربانیاں دے کر اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں میں سے صدیق اور شہید کے مراتب پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی قربت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۰

انسانی زندگی کے پانچ ادوار

جان لو کہ دنیا کی زندگی تو بس کھیل ہے	إِذْ عَلِمُوا أَنبَاءَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لَعِبٌ
اور تماشہ ہے	وَلَهُمْ
اور بناؤ سنگھار ہے	وَزِينَةٌ
اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا ہے	وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ

اور ایک دوسرے پر کثرت حاصل کرنا ہے مال اور اولاد میں	وَتَكَثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ط
اُس بارش کی طرح خوش کر دیا کسان کو جس سے اگنے والی کھیتی نے	كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ
پھر وہ پک کر تیار ہو جاتی ہے	ثُمَّ يَهْبِجُ
پھر تم دیکھتے ہو اُسے زرد پڑی ہوئی	فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ط
پھر وہ ہو جاتی ہے چورا	ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ط
اور آخرت میں سخت عذاب ہے	وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ ط
اور بخشش ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور خوشنودی	وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ط
اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر دھوکے کا سامان۔	وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْعُرُودِ ۝

اس آئیہ مبارکہ میں دنیا کی زندگی کو محض کھیل اور تماشاً قرار دیا گیا اور اُس کی حقیقت واضح کرنے کے لیے اُس کے پانچ ادوار بیان کیے گئے۔ ہر دور کا ذکر اُس دلچسپی کے ذریعے کیا گیا جو انسان کو اپنے اندر جذب کر کے اُسے دینی ذمے داریوں سے غافل کر دیتی ہے۔ پانچ ادوار زندگی یہ ہیں:

- i. زندگی کے بالکل ابتدائی دور بچپن کو یہاں ”لعب“ یعنی کھیل کہا گیا۔ بلاشبہ یہ دور صرف معصومانہ کھیل سے عبارت ہوتا ہے۔
- ii. لڑکپن جسے ”لہو“ یعنی تماشے سے موسوم کیا گیا۔ یہ زندگی کا وہ دور ہے جس میں انسان کھیل میں ایک لذت محسوس کرتا ہے۔
- iii. جوانی جس کے لیے ”زینة“ کے الفاظ آئے۔ اس دور میں انسان کی توجہ زیب و زینت اور بناؤ سنگھار کی طرف ہوتی ہے۔

iv. ادھیڑ عمر جسے یہاں ”تَفَاخُرُ بَيْنَكُمْ“ یعنی ”باہم ایک دوسرے پر برتری کی خواہش“ سے تعبیر کیا گیا۔ مال، جائیداد، کاروبار، حیثیت، قابلیت، علم، عزت، وقار، شہرت وغیرہ کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مقابلے اور آگے نکلنے کی کوشش۔

v. بڑھاپے کا دور جس میں ”تَكَثُرُ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ“، یعنی ”مال اور اولاد کی کثرت کی ہوس“ بڑھ جاتی ہے۔ جب انسان کمانے کے قابل نہیں رہتا تو اب سمیٹ سمیٹ کر رکھنے کی خواہش زیادہ ہو جاتی ہے۔

دنیا کی یہ زندگی کھیتی کی طرح ہے۔ جس طرح کھیتی پیدا ہوتی ہے، عروج حاصل کرتی ہے، پھر سوکھ کر چوراچورا ہو جاتی ہے اور خاک میں مل جاتی ہے۔ یہی معاملہ ہماری زندگی کا بھی ہے۔ البتہ کھیتی ختم ہو گئی تو اب کوئی حساب کتاب نہیں۔ ہمیں آخرت میں جا کر دنیا کی زندگی میں کیے گئے اعمال کی جواب دہی کرنی ہے۔ اُس روز فرمانبرداروں کو بخشش اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی اور نافرمانوں کے لیے شدید عذاب ہوگا۔ یہ وہ بد نصیب ہوں گے جو دنیا کی زندگی کے دھوکے میں آگئے۔ بلاشبہ دنیا کی زندگی ہے ہی دھوکے کا سامان اگر انسان اسی کو مطلوب و مقصود بنا لے۔

آیت ۲۱

مقابلے کا اصل میدان

اور ایک دوسرے سے آگے بڑھوانے کی طرف سے بخشش کی طرف	سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ
اور اُس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کی چوڑائی کی طرح ہے	وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ
وہ تیار کی گئی ہے اُن کے لیے جو ایمان لائے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں پر	أَعَدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۗ
یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے	ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ

یُوْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ط	وہ دیتا ہے اسے جسے چاہتا ہے
وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿۲۱﴾	اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے۔

یہ آیت مبارکہ ہمیں ترغیب دے رہی ہے کہ ہم دنیا کے عارضی مال و اسباب کی خاطر ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کے بجائے، آخرت کی ابدی نعمتوں کے حصول کے لیے مقابلہ کریں۔ زیادہ سے زیادہ اچھے اعمال کر کے اللہ تعالیٰ کی بخشش اور ایسی جنت کے حصول کے لیے کوشش کریں جس کی وسعت آسمانوں اور زمین جتنی ہے۔ یہ سعادتیں ملنا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ فضل ہمیں بھی عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۲ تا ۲۴

حوادثِ دنیا کی حقیقت

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ	نہیں اُڑتی کوئی مصیبت زمین میں
وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ	اور نہ ہی تمہاری جانوں پر
إِلَّا فِي كِتَابٍ	مگر وہ ایک کتاب (لوح محفوظ) میں ہے
مِّن قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا ط	اس سے پہلے کہ ہم ظاہر کریں اُسے
إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿۲۲﴾	بے شک یہ اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے۔
لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ	تاکہ تم افسوس نہ کرو اُس پر جو جاتا رہے تمہارے ہاتھ سے
وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ ط	اور نہ ہی اتراؤ اُس پر جو اللہ تعالیٰ عطا کرے تمہیں
وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿۲۳﴾	اور اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا ہر خود پسند، بڑائی کرنے والے کو۔

وَالَّذِينَ يَبْخُلُونَ	وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں
وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ط	اور تلقین کرتے ہیں لوگوں کو بھی بخل کی
وَمَنْ يَتَوَلَّ	اور جس نے رخ پھیر لیا
فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿۳۷﴾	تو بے شک اللہ تعالیٰ ہی بے نیاز، ہر تعریف کے لائق ہے۔

انسان پر کوئی تکلیف یا زمین پر کوئی آفت اللہ تعالیٰ ہی کے اذن سے آتی ہے۔ یہ اُس کی طرف سے ایک آزمائش ہوتی ہے۔ آزمائش میں کامیاب وہ ہوتا ہے جو اُس کے ہر فیصلے پر راضی ہو۔ مصائب آئیں تو واویلا یا شور شرابہ کرنے کے بجائے صبر کرے۔ اگر کوئی نعمت ملے تو اترانے کی بجائے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ اترانے والوں اور بڑائیاں کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال و جان لگانے سے گریز کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اسی کا مشورہ دیتے ہیں۔ حق سامنے آنے کے بعد بھی اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر خلوص، فرمانبرداری اور ایثار و قربانی کی روش اختیار نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اُس کی کوئی حاجت بندوں کی اطاعت سے اٹکی ہوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر ناپسندیدہ طرزِ عمل سے محفوظ فرمائے اور حوادث کا زیادہ اثر لینے کے بجائے ہر حال میں اپنے دین کے تقاضے ادا کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۵

تمام رسولوں کا مشن... قیامِ نظامِ عدل

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ	یقیناً ہم نے بھیجا اپنے رسولوں کو واضح نشانیوں کے ساتھ
وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ	اور ہم نے نازل کی ان کے ساتھ کتاب اور ترازو
لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ج	تاکہ قائم ہوں لوگ عدل پر
وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ	اور ہم نے نازل کیا لوہا

اُس میں ہے سخت لڑائی (کا سامان) اور بہت سے فائدے لوگوں کے لیے	فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعٌ لِلنَّاسِ
اور تاکہ ظاہر کر دے اللہ تعالیٰ کہ کون مدد کرتا ہے اُس کی اور اُس کے رسولوں کی بن دیکھے	وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ ط
بے شک اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا، زبردست ہے۔	إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝۱۵

ع
۱۹

اس آیہ مبارکہ میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو کتابیں، معجزات اور عادلانہ شریعت دی تاکہ وہ دنیا میں شریعت نافذ کر کے عدل کا نظام قائم کریں۔ البتہ یہ حقیقت ہے کہ معاشرے کے مفاد پرست عناصر اپنی لوٹ کھسوٹ جاری رکھنا چاہیں گے اور عدل کے قیام میں ہر ممکن رکاوٹ ڈالیں گے۔ ایسے لوگوں کے علاج کے لیے اللہ تعالیٰ نے لوہا عطا فرمایا ہے جس میں عسکری خوبیاں ہیں۔ ہر دور میں ہتھیار بنانے میں لوہے کو بنیادی اہمیت حاصل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ کون سے سرفروش بندے لوہے کی طاقت ہاتھ میں لے کر انبیاء کے مشن میں شریک ہوتے ہیں اور ظالموں کو نیست و نابود کر کے عادلانہ نظام قائم کرنے میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں کی مدد کرتے ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا میں عادلانہ نظام کا قیام کبھی بھی محض وعظ و نصیحت یا کسی پُر امن طریقے سے عمل میں نہ آئے گا۔ تصادم کا مرحلہ آکر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مرحلے کے لیے تیاری کرنے اور اس میں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۶ تا ۲۷

رہبانیت ... دین کے تقاضوں سے فرار کی راہ

اور یقیناً ہم نے بھیجا نوحؑ اور ابراہیمؑ کو	وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ
اور ہم نے رکھ دی اُن دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب	وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ
پھر اُن میں سے کچھ ہدایت پانے والے تھے	فَبَيْنَهُمْ مُهْتَدٍ
اور بہت سے اُن میں سے نافرمان تھے۔	وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَسِقُونَ ﴿۲۶﴾
اور ہم نے پیچھے بھیجا انھی کے نقوشِ قدم پر اپنے رسولوں کو	ثُمَّ تَقَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِرُسُلِنَا
اور پیچھے بھیجا عیسیٰ ابن مریمؑ کو	وَقَقَّيْنَا بَعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ
اور دی انھیں انجیل	وَأَتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ
اور ہم نے رکھ دی اُن لوگوں کے دلوں میں جنھوں نے اُن کی پیروی کی نرمی اور رحمت	وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً ۗ
اور رہبانیت، اُن لوگوں نے خود ہی ایجاد کر لیا اُسے	وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا
ہم نے نہیں فرض کیا تھا اُسے اُن پر	مَا كَتَبْنَا عَلَيْهَا
مگر (انھوں نے یہ کیا) حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا	إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ
پھر وہ نباہ نہ سکے اُسے جیسے اُس کے نباہنے کا حق تھا	فَبَارَعُوهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۗ

فَاْتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ	تو ہم نے دے دیا ان لوگوں کو جو ایمان لائے ان میں سے ان کا اجر
وَ كَثِيْرٌ مِنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۷﴾	اور بہت سے ان میں سے نافرمان ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوح علیہ السلام، سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور کئی رسولوں کو دنیا میں قیامِ عدل کے مشن کے ساتھ بھیجا۔ پھر بنی اسرائیل میں آخری آنے والے رسول تھے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام۔ ان کے پیروکاروں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ترکِ دنیا کی بدعت شروع کر دی۔ آبادیوں سے دور جا کر اللہ تعالیٰ سے لو لگانے لگے اور آبادیوں کو شیطانی قوتوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ گویا ظلم و استحصال کا خاتمہ کر کے عادلانہ نظام کے قیام کے مشن سے راہ فرار اختیار کر لی۔ بعد ازاں ان میں سے اکثر نے رہبانیت کے پردے میں نذرانوں کی وصولی سے دنیا داری کی انتہا کر دی اور نہ صرف بدکاریاں کیں بلکہ ناجائز بچوں کو قتل کر دینے کا جرم بھی کرتے رہے۔ فطرت کے تقاضوں کو حدود میں ادا کرنے کی بجائے انھیں کچلنے کی کوشش کی اور بری طرح شکست کھا گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا داری کے فتنے سے محفوظ فرمائے اور ترکِ دنیا کی بدعت سے بھی بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم دنیا میں رہیں اور باطل قوتوں کے خلاف جہاد کر کے امن و امان اور عدل و انصاف کا بول بالا کرنے کی کوشش کریں۔ آمین!

آیات ۲۸ تا ۲۹

عیسائیوں کے لیے حصولِ سعادت کا موقع

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	تو اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اتَّقُوا اللّٰهَ	بچو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے
وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهِ	اور ایمان لاؤ اُس کے رسول پر
يُوْتِيْكُمْ كِفٰلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ	اللہ تعالیٰ دے گا تمہیں دو حصے اپنی رحمت میں سے
وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ	اور پیدا کر دے گا تمہارے لیے وہ نور تم چلتے رہو گے

جس کے ساتھ	وَيَغْفِرْ لَكُمْ ط
اور بخش دے گا تمہیں	وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٧﴾
اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	لَعَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ
تاکہ نہ جانیں اہل کتاب ⁽¹⁾	أَلَّا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللَّهِ
کہ وہ اختیار نہیں رکھتے کچھ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل پر	وَأَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ
اور بے شک فضل تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے	يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ط
وہ دیتا ہے اُسے جسے چاہتا ہے	وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٢٨﴾
اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے۔	

﴿٢٨﴾

ان آیات میں عیسائیوں کو دعوت دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخری رسول ﷺ آچکے ہیں، اُن کی دعوت پر لبیک کہو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو اور ان آخری رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری بخشش فرمادے گا، تمہیں پل صراط کے تاریک مرحلے سے گزرنے کے لیے نور عطا فرمائے گا اور دہرا اجر عطا فرمائے گا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهِ وَاَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ فَاَمَنَ بِهِ وَاَتَّبَعَهُ وَصَدَّقَهُ، فَكَهٗ اَجْرَانِ (مسلم)

”اہل کتاب میں سے جو شخص اپنے نبی پر ایمان رکھتا تھا اور اُس نے پایا نبی اکرم ﷺ کا زمانہ (جو اب قیامت تک کے لیے ہے) تو وہ آپ ﷺ پر ایمان لے آیا اور آپ ﷺ کی پیروی کی اور آپ ﷺ کی تصدیق کی تو اُس کے لیے دوہرا اجر ہے۔“

آخری آیت میں اہل کتاب کو خوشخبری دی گئی⁽¹⁾ کہ وہ اب بھی اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ آخری نبی ﷺ پر ایمان لے آئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل پر کسی کی اجارہ داری نہیں۔ اُس کا فضل اُس کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ وہ اپنا فضل جسے چاہے گا عطا فرمائے گا۔ اُس کی فرمانبرداری کرو وہ تمہیں بھی اپنے فضل سے مالا مال کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کے بعد فرماتے ہیں:

”حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کی تفسیر اسی طرح کی ہے۔ لیکن اکثر سلف سے یہ منقول ہے کہ یہاں ”لَعَلَّا يَعْلَمَ“ بمعنی ”لَعَلَّكَ يَعْلَمَ“ کے ہے۔ یعنی تاکہ جان لیں اہل کتاب (جو ایمان نہیں لائے) کہ وہ دسترس نہیں رکھتے اللہ کے فضل پر، اور فضل صرف اللہ کے ہاتھ ہے جس پر چاہے کر دے۔ چنانچہ اہل کتاب میں سے جو خاتم الانبیاء پر ایمان لائے ان پر یہ فضل کر دیا کہ ان کو دو گنا اجر ملتا ہے اور گزشتہ خطاؤں کی معافی اور روشنی مرحمت ہوتی ہے۔ اور جو ایمان نہیں لائے وہ ان انعامات سے محروم ہیں“ (تفسیر عثمانی)۔



ترجمہ برائے تکریم الکریم

قرآن حکیم

قَدْ سَبَّحَ اللَّهُ

پارہ نمبر ۲۸

سورة المجادلہ

حزب اللہ اور حزب الشیطان کے کردار کی وضاحت

اس سورہ مبارکہ میں حزب اللہ تعالیٰ اور حزب الشیطان کے کردار کو بڑی وضاحت کے ساتھ نمایاں کیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیت ۱ حزب اللہ کا کردار
- آیات ۲ تا ۴ ظہار کا کفارہ
- آیات ۵ تا ۶ ظاہری حزب الشیطان کا انجام
- آیات ۷ تا ۱۹ مخفی حزب الشیطان کا کردار اور انجام
- آیات ۲۰ تا ۲۱ غلبہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے
- آیت ۲۲ حزب اللہ کا کردار

آیت ۱

حزب اللہ کا کردار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اے نبی! یقیناً سن لی اللہ تعالیٰ نے بات اُس عورت کی جو تکرار کر رہی ہے آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں	قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا
اور فریاد کر رہی ہے اللہ تعالیٰ سے	وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ
اور اللہ تعالیٰ سن رہا ہے آپ دونوں کی باہم گفتگو	وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا
بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔	إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ①

اس آیت میں حزب اللہ کا یہ وصف بیان کیا گیا کہ اس میں شامل ہر فرد اختلاف رائے کا اظہار درست فورم پر کرتا ہے یعنی وہ فورم جسے اختلافات حل کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ کسی دوسری سطح پر اختلاف کا بیان اجتماعیت میں انتشار پیدا کرتا ہے۔ ایک خاتون حضرت خولہ بنت ثعلبہ کے شوہر سیدنا اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے ان سے ظہار کر لیا۔ ظہار کا مفہوم یہ ہے کہ قسم کھا کر کہا تم میرے لیے ماں کی طرح محترم ہو۔ دور جاہلیت میں اظہار کرنے سے ایک شخص کی بیوی اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی تھی۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ میرے شوہر بوڑھے اور بچے ابھی چھوٹے ہیں۔ پورا خاندان مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا۔ آپ اس مسئلے میں کوئی رعایت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی شریعت میں اس مسئلے کے بارے میں ہدایت نہیں آئی۔ فی الحال اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار کر لو۔ اس خاتون نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام کا پورا لحاظ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ گفتگو کے دوران ان کی آواز اتنی دھیمی تھی کہ میں نہ سن سکی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی فریاد سن لی۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب سننے والا اور سب دیکھنے والا ہے۔ اس نے اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل فرمائی اور ظہار کے حوالے سے شریعت کی ہدایات عطا فرمائیں۔

آیات ۲ تا ۴

ظہار کی حقیقت اور کفارہ

وہ لوگ جو ظہار کرتے ہیں تم میں سے اپنی بیویوں سے	الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ
وہ ان کی مائیں نہیں ہیں	مَا هُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ ۗ
ان کی مائیں نہیں ہیں مگر وہی جنہوں نے جنم دیا ہے انہیں	إِنَّ أُمَّهَاتِهِمْ إِلَّا الْآلِيَٰ وَكَذٰنِهِمْ ۗ
اور بے شک وہ یقیناً کہتے ہیں بری بات اور جھوٹ	وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا ۗ
اور بے شک اللہ تعالیٰ یقیناً بہت معاف کرنے والا، بہت بخشنے والا ہے۔	وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوفٌ غَفُورٌ ۝

وَالَّذِينَ يُظْهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ	وہ لوگ جو ظہار کرتے ہیں اپنی بیویوں سے
ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا	پھر رجوع کر لیتے ہیں اُس سے جو انہوں نے کہا ہے
فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّ	تو آزاد کرنا ہے ایک غلام اس سے پہلے کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں
ذَلِكَمُ تَوْعُّونَ بِهِ	یہ ہے وہ (کفارہ) تمہیں نصیحت کی جاتی ہے جس کی
وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ	اور اللہ تعالیٰ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔
فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ	پھر جو نہ پائے (آزاد کرنے کے لیے غلام) تو روزہ رکھنا ہے دو مہینے لگاتار
مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّ	اس سے پہلے کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں
فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ	پھر جو اس کی طاقت نہ رکھے
فِإِطْعَامُ سِتِّينَ مَسْكِينًا	تو پھر کھانا کھلانا ہے ساٹھ مسکینوں کو
ذَلِكَ لِيُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ	یہ اس لیے تاکہ تم ایمان رکھو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول پر
وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ	یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں
وَاللَّكْفِيرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ	اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ظہار کرنے سے کوئی عورت کسی کی ماں نہیں بن جاتی۔ ایسی بات جھوٹ ہے اور ظہار کرنے والے گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ البتہ سچے دل سے توبہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا۔ ظہار کرنے کے بعد بیوی سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔ البتہ رجوع کرنے سے پہلے کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ ظہار کا کفارہ یہ ہے کہ :

i. ایک غلام یا کنیز کو خرید کر آزاد کیا جائے۔

- ii. جو غلام یا کنیز کو آزاد کرنے کی مالی استطاعت نہیں رکھتا وہ دو مہینے مسلسل روزے رکھے۔
- iii. جو دو مہینے مسلسل روزے رکھنے کی قوت نہیں رکھتا وہ ساٹھ ساٹھ مساکین کو دو وقت کا کھانا کھلائے۔

آیات ۶ تا ۵

ظاہری حزب الشیطان کا انجام

بے شک وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی	إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وہ ذلیل کیے جائیں گے	كِبْتًا
جیسے ذلیل کیے گئے تھے وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے	كَمَا كُتِبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
اور یقیناً ہم نے نازل کر دی ہیں واضح آیات	وَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ
اور کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔	وَاللَّكْفِيرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ
جس دن اٹھائے گا انھیں اللہ تعالیٰ سب کے سب کو	يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا
پھر بتائے گا انھیں جو انھوں نے کیا	فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا
محفوظ رکھا تھا اُسے اللہ تعالیٰ نے اور وہ بھول گئے تھے اُسے	أَخْصَهُ اللَّهُ وَنَسُوهُ
اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔	وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی کھلم کھلا مخالفت کرنے والے یا شرعی قوانین و حدود کو جان بوجھ کر پس پشت ڈالنے والے کھلم کھلا شیطان کی جماعت ہیں اور وہ دنیا میں رسوائی اور ناکامی سے دوچار ہوں گے۔ اس کے علاوہ روز قیامت اُن کے لیے ذلت آمیز عذاب ہے۔ وہ جرائم کر کے بھول جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا ایک ایک جرم محفوظ کر رکھا ہے۔ اُس نے لکھ رکھا ہے

کہ کس شخص نے، کب، کہاں، کیا حرکت کی؟ اس حرکت کے بعد اُس کا اپنا رد عمل کیا تھا؟ اس حرکت کے کیا نتائج، کہاں کہاں کس کس شکل میں برآمد ہوئے۔ جلد ہی مجرموں کو ان کے تمام جرائم کی بدترین سزا مل کر رہے گی۔

آیات ۷ تا ۸

مخفی حزب الشیطان کی گھٹیا حرکتیں

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے	أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ
نہیں ہوتی تین کی سرگوشی مگر وہ ان کا چوتھا ہوتا ہے	مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ
اور نہ ہی پانچ کی مگر وہ ان کا چھٹا ہوتا ہے	وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ
اور نہ اس سے کم ہوتے ہیں اور نہ زیادہ	وَلَا آدُنِي مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْثَرَ
مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے	إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ
جہاں کہیں وہ ہوتے ہیں	أَيْنَ مَا كَانُوا ۗ
پھر وہ بتائے گا انھیں جو انھوں نے کیا قیامت کے دن	ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ
بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔	إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۷﴾
کیا تم نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جنہیں روکا گیا تھا سرگوشی سے	أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوَى
پھر وہ وہی کر رہے ہیں انھیں روکا گیا تھا جس سے	ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا نُهُوا عَنْهُ
اور وہ باہم سرگوشی کرتے ہیں گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کے لیے	وَيَتَنَجَّوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّجْوَى وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ ۗ

اور اے نبی! جب وہ آتے ہیں آپ کے پاس	وَإِذَا جَاءُوكَ
سلام کہتے ہیں آپ کو اُن الفاظ سے نہیں سلام کہا آپ کو جن سے اللہ تعالیٰ نے	حَيُّوْكَ بِمَا لَمْ يَحِيْبَكَ بِهٖ اللّٰهُ
اور کہتے ہیں اپنے جیوں میں	وَيَقُوْلُوْنَ فِيْ اَنْفُسِهِمْ
کیوں نہیں سزا دیتا ہمیں اللہ تعالیٰ اُس پر جو ہم کہتے ہیں	لَوْ لَا يَعْدِبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ
کافی ہے اُن کے لیے جہنم	حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ
وہ داخل ہوں گے اُس میں	يَصْلُوْنَهَا
پس وہ بہت بری ہے لوٹنے کی جگہ۔	فِيْ سِسِّ الصِّیْرِ ۝۱

مخفی حزب الشیطان یعنی منافقین اپنے اختلافات کو باختیار فورم پر بیان کرنے کے بجائے دیگر لوگوں میں بیان کرتے ہیں۔ نبویؐ یعنی خفیہ سرگوشیوں کے ذریعے اُن کا مقصد جماعت میں بے چینی اور انتشار پیدا کرنا ہوتا ہے۔ ان سرگوشیوں کے ذریعے وہ دوسروں کو گناہ، زیادتی اور قیادت کے احکامات کی خلاف ورزی کا مشورہ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس حرکت سے منع کیا ہے لیکن وہ باز نہیں آتے۔ کیا وہ جانتے نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی ہر سرگوشی سے واقف ہے۔ اُن کی خباثت کا یہ عالم ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو السلام علیک (آپ پر سلامتی ہو) کہنے کے بجائے السام علیک (آپ پر تباہی آئے، معاذ اللہ) کہنے کی گستاخی کرتے ہیں۔ جی ہی جی میں خوش ہوتے ہیں کہ ہمیں گستاخی کی سزا نہیں ملی جو اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت محمد ﷺ سے نبی نہیں ہیں۔ گو یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی مہلت کا وہ غلط نتیجہ نکال رہے ہیں۔ ایسے بد بختوں کے لیے جہنم میں بدترین عذاب ہے۔

آیات ۱۰ تا ۹

اچھے اور برے نجومی کا فرق

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
جب تم باہم سرگوشی کرو	إِذَا تَنَاجَيْتُمْ
تو سرگوشی نہ کرو گناہ اور زیادتی اور رسولؐ کی نافرمانی کے لیے	فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْأَلْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَةِ الرَّسُولِ
اور سرگوشی کرو نیکی اور تقویٰ کے لیے	وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ط
اور بچو اُس اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے جس کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے۔	وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ①
بے شک سرگوشی تو شیطان ہی کی طرف سے ہے	إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ
تاکہ وہ غمگین کرے انھیں جو ایمان لائے	لِيَحْزَنَ الَّذِينَ آمَنُوا
اور وہ نہیں ہے نقصان پہنچانے والا انھیں کچھ بھی مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے	وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ط
اور اللہ تعالیٰ ہی پر پھر بھروسہ کرنا چاہیے مومنوں کو۔	وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ②

اگر تنہائی میں جا کر کسی کو نیکی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچنے کی تلقین کی جائے تو ایسا نجومی پسندیدہ ہے۔ اس کے برعکس اگر تنہائی میں کسی کو گناہ، زیادتی اور قیادت کی نافرمانی پر اکسایا جائے تو ایسا نجومی برا اور شیطان کا سکھایا ہوا ہے۔ شیطان اس کے ذریعے حزب اللہ کو کمزور کرنا چاہتا ہے اور جماعت کے مخلص ساتھیوں کو دکھ دینا چاہتا ہے۔ البتہ اصل نتائج اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اور اُس کے اذن کے بغیر کوئی کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ لہذا جماعت کے مخلص ساتھیوں کو جتھا بنا کر سازشیں کرنے والوں کی حرکتوں کا دلوں پر اثر نہیں لینا چاہیے اور نہ ہی ردِ عمل میں کوئی زیادتی کرنی چاہیے۔ انھیں ہر صورت اللہ تعالیٰ

کی اطاعت کرنی چاہیے اور اسی کی ذات پر مکمل بھروسہ اور توکل کرنا چاہیے۔

آیت ۱۱

حزب الشیطان کا اجتماعات میں طرزِ عمل

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
جب کہا جائے تم سے کھل جاؤ مجلسوں میں تو کھل جایا کرو	إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا
کشادگی دے گا تمہیں اللہ تعالیٰ	يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ ^ج
اور جب کہا جائے کھڑے ہو جاؤ تو کھڑے ہو جایا کرو	وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا فَانْشُزُوا
بلند کر دے گا اللہ تعالیٰ اُن کو جو ایمان لائے تم میں سے	يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ ^د
اور اُن کو جنہیں علم دیا گیا ہے درجوں میں	وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ^ط
اور اللہ تعالیٰ اُس سے جو تم کرتے ہو خوب باخبر ہے۔	وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ^ث

حزب الشیطان میں شامل افراد جتھا بنا کر دینی اجتماع کے دوران ساتھ ساتھ بیٹھتے ہیں۔ اشاروں سے اور ایک دوسرے کو کمنیاں مار کر اجتماع کی کارروائی پر طنز کرتے ہیں۔ بے الفاظ میں نازیبا کلمات ادا کر کے کارروائی کے اثرات کو زائل کرنا چاہتے ہیں۔ اجتماع ختم ہونے کے بعد بیٹھے رہتے ہیں تاکہ اگر کسی ساتھی پر اجتماع کی کارروائی کا اثر ہو تو اُسے زائل کر کے جائیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کے مخلص ساتھیوں کو ہدایت دی کہ جب حکم دیا جائے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھو تو ایسا کر لیا کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کشادگی پیدا کرے گا۔ جب مجلس برخواست ہو تو فوراً اٹھ جایا کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے درجات بلند فرمادے گا۔ عمومی طور پر اس آیت سے مجلس کے آداب کے حوالے سے بھی رہنمائی ملتی ہے۔ امیر مجلس اگر ہدایت دے کہ بعد میں آنے والے ساتھیوں کے لیے گنجائش پیدا کرو تو ایسا کرنا چاہیے۔ اسی طرح مجلس برخواست ہونے کے اعلان کے ساتھ ہی اٹھ جایا جائے اور غیر ضروری طور پر رک کر امیر مجلس کے وقت کو ضائع نہ کیا جائے۔

آیات ۱۲ تا ۱۳

منافقین کی ایک شرارت کا سدِ باب

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
جب تم سرگوشی کرو رسول سے	إِذَا نَادَىٰكُمُ الرَّسُولُ
تو پیش کرو اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ	فَقَدْ مَوَّابَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةٌ ط
یہ تمہارے لیے زیادہ اچھا اور زیادہ پاکیزہ ہے	ذَلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرٌ ط
پھر اگر تم نہ پاؤ (صدقے کے لیے کچھ) تو بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲﴾
کیا تم ڈر گئے کہ پیش کرو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقے	ءَأَشْفَقْتُمْ أَنْ تُفَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ ط
سو جب تم نے ایسا نہیں کیا	فَإِذْ لَمْ تَفْعَلُوا
اور نظرِ کرم کی اللہ تعالیٰ نے تم پر	وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ
تو قائم کرو نماز اور دوز کو	فَاقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ
اور اطاعت کرو اللہ اور اُس کے رسول کی	وَاطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ط
اور اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے اُس سے جو تم کر رہے ہو۔	وَاللَّهُ خَبِيرٌ ﴿۱۳﴾ بِمَا تَعْمَلُونَ ع

منافقین علیحدگی میں یا مجلس میں آپ ﷺ کے قریب آکر سرگوشی کرتے۔ اُن کا مقصد اپنی ذات کو نمایاں کرنا، اپنی بڑائی ظاہر کرنا اور لوگوں پر یہ تاثر دینا ہوتا تھا کہ اُن کے آپ ﷺ سے قریبی روابط ہیں۔ اُن کی اس حرکت سے آپ ﷺ کا وقت ضائع ہوتا تھا اور آپ ﷺ کو ذہنی کوفت ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی شرارت کے سدِ باب کے لیے حکم دیا کہ جو شخص بھی

آپ ﷺ سے تنہائی میں مشورہ یا خفیہ سرگوشی کرنا چاہے وہ پہلے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ دے۔ یہ صدقہ دینا منافقین کے لیے بھاری ثابت ہو اور وہ اپنی مذموم حرکت سے باز آگئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے صدقہ دینے کا یہ حکم منسوخ فرمادیا۔

آیات ۱۴ تا ۱۷

حق کے دشمنوں سے دوستی... منافقانہ طرزِ عمل

کیا تم نے نہیں دیکھا اُن کو جو دوستی کرتے ہیں ایسے لوگوں سے غضب نازل کیا اللہ تعالیٰ نے جن پر	اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۗ
نہیں ہیں وہ تم میں سے اور نہ ہی اُن میں سے	مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۗ
وہ قسمیں کھاتے ہیں جھوٹ پر جبکہ وہ جانتے ہیں۔	وَيَحْلِفُوْنَ عَلٰى الْكُذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۗ ﴿۱۴﴾
تیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے بہت سخت عذاب	اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۗ
بے شک وہ لوگ، برا ہے جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں۔	اِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾
انھوں نے بنا لیا ہے اپنی قسموں کو ڈھال	اِتَّخَذُوْا اٰيٰتِنَا حُجَّةً ۗ
پس انھوں نے روکا اللہ تعالیٰ کی راہ سے	فَصَدُّوْا عَن سَبِيْلِ اللّٰهِ
سو اُن کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔	فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿۱۶﴾
ہر گز کام نہ آئیں گے اُن کے، اُن کے مال اور اُن کی اولاد اللہ تعالیٰ کے سامنے کچھ بھی	لَنْ نُّغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَا اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۗ
یہ لوگ آگ والے ہیں	اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ ۗ
وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔	هُمُ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾

منافقین شامل تو مسلمانوں کی صفوں میں ہوتے ہیں لیکن حق کے منافقین سے بھی دوستی رکھتے ہیں تاکہ اگر مسلمانوں پر کوئی آزمائش آئے تو یہ اُن سے رعایت یا مسلمانوں سے بے وفائی کا انعام حاصل کر سکیں۔ البتہ یہ منافقین، نہ اہل حق سے مخلص ہوتے ہیں اور نہ ہی دشمنانِ حق سے۔ اُن کی اولین ترجیح اپنے مال، جان اور اولاد کی حفاظت ہوتی ہے۔ جب اُن سے باز پرس کی جاتی ہے کہ منافقین حق سے کیوں دوستی رکھتے ہو تو قسم کھا کر کوئی عذر پیش کر دیتے ہیں۔ گویا قسم کو ڈھال بنا کر غلط کام کی سزا سے خود کو بچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان بد بختوں کے لیے سخت عذاب کی سزا طے کر دی ہے۔ روزِ قیامت اُن کے مال اور اُن کی اولاد انھیں عذاب سے بچانہ سکیں گے۔ وہ جہنم کی آگ میں ذلت والے دائمی عذاب سے یقیناً دوچار ہوں گے۔

آیات ۱۸ تا ۱۹

شیطان نے منافقین کو گھیر لیا ہے

یَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَبِيحًا	جس دن اٹھائے گا انھیں اللہ تعالیٰ سب کے سب کو
فِي حَلْفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ	تو وہ قسمیں کھائیں گے اُس کے سامنے جیسے وہ قسمیں کھاتے ہیں تمہارے سامنے
وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ ۗ	اور وہ گمان کریں گے کہ وہ ہیں کسی بنیاد پر
أَلَّا إِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُونَ ﴿۱۸﴾	سن لو! بے شک وہی جھوٹے ہیں۔
اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ	غالب آ گیا ہے اُن پر شیطان
فَاَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۗ	سو اُس نے بھلا دی ہے انھیں اللہ تعالیٰ کی یاد
اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۗ	یہ ہے شیطان کی جماعت
اَلَّا اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿۱۹﴾	سن لو! بے شک شیطان کی جماعت ہی وہ لوگ ہیں جو خسارے میں جانے والے ہیں۔

منافقین اس معنی میں حزب الشیطان ہیں کہ شیطان نے پوری طرح سے انھیں گھیر لیا ہے۔ اُس نے انھیں اللہ تعالیٰ کی یاد اور اُس کی اطاعت سے غافل کر دیا ہے۔ وہ اپنی بے عملی کے لیے من گھڑت جواز پیش کرنے کے اس قدر عادی ہو چکے ہیں کہ روز قیامت بھی جھوٹے بہانے پیش کرنے کی روش جاری رکھیں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے کی ناکام کوشش کریں گے اور آخر کار ہمیشہ ہمیش کے خسارے سے دوچار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ شیطان کے حملوں اور حزب الشیطان کے شر سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۰ تا ۲۱

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ہی غالب ہوں گے

بے شک وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی	إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وہی سب سے زیادہ ذلیل ہونے والوں میں سے ہیں۔	أُولَئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ﴿۲۰﴾
لکھ دیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ ضرور غالب ہو کر رہوں گا میں اور میرے رسول	كَتَبَ اللَّهُ لَأَعْلَبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ط
بے شک اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا، زبردست ہے۔	إِنَّ اللَّهَ قَوْمِي عَزِيزٌ ﴿۲۱﴾

ان آیات میں ایک بار پھر ظاہری حزب الشیطان کا کردار رکھنے والوں کو وعید سنائی گئی ہے کہ وہ ذلیل ہو کر رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے طے فرمادیا ہے کہ آخر کار غلبہ اُس کا اور اُس کے رسولوں کا ہوگا۔ تاریخ شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر رسول کو اُن کے اہل ایمان ساتھیوں کے ساتھ محفوظ رکھا اور اُن کے دشمنوں کو مختلف عذابوں کے ذریعے ہلاکت و بربادی سے دوچار کیا۔

آیت ۲۲

حزب اللہ کا کردار

اے نبی! آپ نہیں پائیں گے ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر	لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
کہ وہ دوستی کریں اُن لوگوں سے جنہوں نے مخالفت کی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی	يُؤَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
خواہ وہ ہوں اُن کے باپ	وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ
یا اُن کے بیٹے	أَوْ أَبْنَاءَهُمْ
یا اُن کے بھائی	أَوْ إِخْوَانَهُمْ
یا اُن کے رشتہ دار	أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ^ط
یہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نقش کر دیا ہے اُن کے دلوں میں ایمان	أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ
اور تقویت بخشی ہے انہیں ایک روح کے ساتھ اپنی طرف سے	وَآيَدَهُمْ بَرُوحٌ مِّنْهُ ^ط
اور وہ داخل کرے گا انہیں ایسے باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں	وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں	خَالِدِينَ فِيهَا ^ط
راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ اُن سے	رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

اور وہ راضی ہو گئے اُس سے	وَرَضُوا عَنْهُ ط
یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہیں	أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ط
سن لو! اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔	إِلَّا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ع

سورہ مجادلہ کی اس آخری آیت میں حزب اللہ میں شامل سعادت مندوں کا طرزِ عمل یہ بتایا گیا کہ وہ ایسے لوگوں کے بارے میں کوئی نرم گوشہ نہیں رکھتے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے دشمن ہیں، خواہ وہ اُن کے باپ، بیٹے، بھائی یا کوئی اور رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ حق کے دشمنوں کے بارے میں یہ سختی اس حقیقت کا مظہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کی حقانیت اُن کے دلوں میں ثبت کر دی ہے اور قرآن کے فیض سے اس ایمان کو اور تقویت دی ہے۔ اُن کے لیے سدا قائم و دائم رہنے والے جنت کے باغات ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی عنایات پر راضی ہیں۔ بلاشبہ اصل کامیابی حزب اللہ ہی کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حزب اللہ کے اوصاف اور انعامات سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

سورة الحشر

باطل کی ذلت اور حق کی عظمت کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں یہود اور منافقین کی ذلت و رسوائی اور ذاتِ حق یعنی اللہ تعالیٰ اور اہل حق یعنی مومنین کی عظمت جلالی اسلوب میں بیان کی گئی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۵ تا ۱
 - آیات ۶ تا ۷
 - آیات ۸ تا ۱۰
 - آیات ۱۱ تا ۱۷
 - آیات ۱۸ تا ۲۰
 - آیت ۲۱
 - آیات ۲۲ تا ۲۴
- غزوہ بنو نضیر کا بیان
مالِ فے کا حکم
مومنین کی عظمت
منافقین و یہود کی ذلت
عظمتِ انسان
عظمتِ قرآن
عظمتِ رحمن

آیات ۲ تا ۲

غزوہ بنو نضیر میں یہود کی عبرتناک شکست

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تسبیح کی اللہ تعالیٰ کی ہر اُس شے نے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے	سَبِّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ
اور وہی زبردست، کمالِ حکمت والا ہے۔	وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

وہی ہے جس نے نکالا اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب میں سے	هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ
اُن کے گھروں سے پہلے ہی ہلے میں	مِنْ ديارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ
اے مسلمانو! تم نے گمان نہیں کیا تھا کہ وہ نکلیں گے	مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا
اور انہوں نے گمان کیا تھا کہ وہ ہیں جن کو بچانے والے ہیں	وَظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ
اُن کے قلعے اللہ تعالیٰ کے انتقام سے	حُصُونَهُمْ مِنَ اللَّهِ
تو آیا اُن پر اللہ تعالیٰ وہاں سے جہاں سے انہوں نے گمان تک نہ کیا تھا	فَأَنزَلْنَا اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا
اور اُس نے ڈال دیا اُن کے دلوں میں رعب	وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ
وہ اجاڑ رہے تھے اپنے گھر اپنے ہاتھوں سے اور مومنوں کے ہاتھوں سے	يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ
تو عبرت حاصل کرو اے آنکھیں رکھنے والو۔	فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ

وقف
النبی
ﷺ

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کے بیان کے بعد اُس کے اُس جلال و رعب کا ذکر ہے جس نے بنو نضیر کے یہود کو خود فرودہ کر دیا۔ انہوں نے بغیر کسی جنگ کے ہتھیار ڈال دیے۔ اُن کا تصور یہ تھا کہ انہوں نے غزوہ احد کے موقع پر یتھاقِ مدینہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مشرکین مکہ کو تعاون کا پیغام بھیجا۔ نبی اکرم ﷺ نے عہد کی خلاف ورزی اور اُن کے بعض دیگر جرائم پر انہیں سزا دینے کے لیے اُن کے قلعوں کا گھیراؤ کر لیا۔ بظاہر محسوس ہوتا تھا کہ وہ اپنے مضبوط قلعوں میں محصور ہو کر دیر تک مقابلہ کریں گے لیکن انہوں نے فوراً ہی ہتھیار ڈال دیے اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا اختیار دے دیا۔ آپ ﷺ نے انہیں شہر مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا۔ وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے اجاڑ کر قیمتی اشیاء نکال رہے تھے۔

صحابہ کرام اجاڑنے کے اس عمل میں اُن کا ساتھ دے رہے تھے تاکہ وہ جلد شہرِ مدینہ سے نکل جائیں۔ بلاشبہ یہ صورتِ حال انتہائی عبرتناک تھی۔

آیات ۳ تا ۴

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ سے دشمنی کا انجام

اور اگر یہ نہ ہوتا کہ لکھ دیا ہوتا اللہ تعالیٰ نے اُن پر جلا وطن ہونا	وَلَوْلَا اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ
تو یقیناً وہ سزا دیتا انھیں دنیا میں	لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا
اور اُن کے لیے آخرت میں آگ کا عذاب ہے۔	وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ①
یہ اس وجہ سے ہے کہ انھوں نے مخالفت کی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کی	ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاقُّوْا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ②
اور جو مخالفت کرے گا اللہ تعالیٰ کی	وَمَنْ يُشَاقِقِ اللّٰهَ
تو بے شک اللہ تعالیٰ بہت سخت عذاب دینے والا ہے۔	فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ③

بنو نضیر کے یہودیوں کو دنیا میں ذلت کے ساتھ جلا وطن ہونا پڑا۔ اگر اُن کے لیے جلا وطنی مقدر نہ ہوتی تو اُن کو دنیا میں وہ سزا ملتی جو بعد میں یہودی قبیلے بنو قریظہ کو وعدہ خلافی پر ملی۔ اُن کے مرد قتل کر دیے گئے اور اُن کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا گیا۔ بنو نضیر دنیا میں سزا سے بچ گئے لیکن آخرت میں وہ جہنم کے شدید عذاب سے دوچار ہوں گے۔ یہ سزا ہے اُن کے اس جرم کی کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ سے دشمنی اور محاذ آرائی کی۔ جو بھی اس مجرمانہ روش پر چلے گا وہ کان کھول کر سن لے کہ اللہ تعالیٰ اُسے شدید عذاب دینے والا ہے اور اُس کا وہی حشر ہو گا جو بنو نضیر کے یہودیوں کا ہوا۔

آیت ۵

قرآن کے علاوہ وحی کا نزول

مَا قَطَعْتُمْ مِّن لِّينَةٍ	جو بھی تم نے کاٹا کھجور کا درخت
أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا	یا چھوڑ دیا اُسے کھڑا اُس کی جڑوں پر
فَبِإِذْنِ اللَّهِ	تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا
وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝	تاکہ وہ رسوا کرے فاسقوں کو۔

نبی اکرم ﷺ پر قرآن کے علاوہ بھی وحی نازل ہوتی تھی جسے وحیِ خفی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غزوہ بنو نضیر کے دوران وحیِ خفی کے ذریعے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ بنو نضیر کے باغات کے چند درخت کاٹ دیے جائیں تاکہ اُن پر رعب طاری ہو اور ایسا کرنا اُن کی رسوائی کا سبب بنے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ درختوں کو کاٹنے کا حکم ہم نے دیا تھا۔ قرآن میں یہ حکم موجود نہیں لیکن اس حکم کی توثیق قرآن میں نازل کر دی گئی۔ اس سے اُس گمراہی کا ازالہ ہو گیا کہ ہدایت کے لیے صرف قرآن ہی کافی ہے۔ نہیں! قرآن کے ساتھ ساتھ وحیِ خفی کے ذریعے ملنے والے احکامات بھی ہدایت کا ذریعہ ہیں۔ وحیِ خفی کے ذریعے ملنے والے احکامات ارشاداتِ نبوی ﷺ کے ذریعے ہم تک پہنچتے ہیں۔ گویا ہدایت کی تکمیل قرآن کے ساتھ ساتھ احادیثِ مبارکہ کے ذریعے ملنے والی رہنمائی سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انکارِ حدیث کے فتنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۶ تا ۷

مالِ فے کا حکم

وَمَا آفَاءُ اللَّهِ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْهُمْ	اور جو بھی دلوا یا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اُن (بنو نضیر) سے
فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ	تو تم نے نہیں دوڑائے اُس پر گھوڑے اور نہ ہی اونٹ

لیکن اللہ تعالیٰ غالب کر دیتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے	وَلَكِنَّ اللَّهَ يُسَيِّطُ رُسُلَهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ط
اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔	وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ①
اور جو بھی دلویا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بستنیوں والوں سے	مَا آفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ
تو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے	فَلِلَّهِ
اور رسول کے لیے ہے	وَلِلرَّسُولِ
اور رسول کے قرابت داروں کے لیے ہے	وَلِذِي الْقُرْبَىٰ
اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے لیے ہے	وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۗ
تاکہ مال نہ ہو گردش کرنے والا تمہارے مال داروں ہی کے درمیان	كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ ط
اور جو کچھ دیں تمہیں رسول	وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ
تو لے لو اسے	فَاْخُذُوْهُ ۗ
اور وہ منع کریں تمہیں جس سے تورک جاؤ (اُس سے)	وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۗ
اور بچو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے	وَاتَّقُوا اللَّهَ ط
بے شک اللہ تعالیٰ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔	إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ②

وقف لازم

یہ آیات مالِ فے کا حکم بیان کر رہی ہیں۔ اگر کسی معرکے میں مسلمانوں کو بغیر جنگ کے دشمن پر فتح حاصل ہو جائے تو دشمن سے حاصل ہونے والے مال پر غنیمت کا نہیں بلکہ فے کا اطلاق ہوگا۔ مالِ فے مجاہدین میں تقسیم نہیں ہوگا بلکہ کل کا کل بیت المال میں

جمع ہوگا۔ حکومت اسے ریاست کے اجتماعی مفاد اور مستحقین کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کرے گی۔ دورِ نبوی ﷺ میں اس مال کا ایک مصرف نبی اکرم ﷺ اور ان کے قرابت داروں کی ضروریات پوری کرنا بھی تھا۔ مالِ فے کا حکم دینے کے بعد دو اہم ہدایات ان آیات میں وارد ہوئیں :

i. مالِ فے کل کا کل مستحقین کے لیے اس لیے مختص کیا گیا ہے تاکہ دولت کی گردش صرف امراء کے درمیان نہ ہو بلکہ اسے محرومین تک بھی پہنچایا جائے۔ اسلام کے نظامِ معیشت کا یہ ایک اہم وصف ہے۔ اس سے مال کی بنیاد پر طبقاتی تقسیم کا سدباب ہوتا ہے۔

ii. رسول ﷺ جو دیں اُسے لے لیا جائے اور جس شے کو روک لیں یا جس سے منع فرمائیں اُس سے بخوشی رک جایا جائے۔ اس اصول کا اطلاق صرف مالِ فے پر نہیں بلکہ زندگی کے جملہ معاملات پر ہے۔ آپ ﷺ کا حکم بھی مسلمانوں کے لیے اسی طرح حجت ہے جس طرح قرآن میں نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے احکامات۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بھی امت کے لیے حلال و حرام ٹھہرانے کا اختیار عطا فرمایا ہے۔

آیت ۸

مہاجرین کی تحسین

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ	(مالِ فے) ان محتاج مہاجرین کے لیے ہے جو نکال باہر کیے گئے اپنے گھروں اور مال سے
يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا	وہ طلب کرتے ہیں فضل اللہ تعالیٰ کا اور (اُس کی) رضا
وَيُضَرُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ	اور مدد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی
أُولَئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ	اور یہی لوگ سچے ہیں۔

یہ آیت آگاہ کر رہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ مالِ فے کے ذریعے اُن مہاجرین کی امداد کریں گے جنہوں نے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مکہ میں اپنے مال، جائیدادیں اور گھر چھوڑ کر مدینہ ہجرت کی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کا حق ادا کر دیا اور اپنے ایثار و قربانی سے ثابت کر دیا کہ وہ دینِ حق کے سچے اور مخلص حامی و مددگار ہیں۔ اُن پر محتاجی دین کی نصرت کی وجہ سے آئی ہے لہذا اب مالِ فے کے ذریعے اُن کی نصرت کی جائے گی۔

آیت ۹

النصارِ مدینہ کی تحسین

اور (مالِ فے اُن کے لیے ہے) جو لوگ آباد کر رہے تھے گھر (مدینہ میں) اور ایمان (دلوں میں) اُن (مہاجرین) سے پہلے	وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ
وہ محبت کرتے ہیں اُن سے جنہوں نے ہجرت کی اُن کی طرف	يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ
اور وہ نہیں پاتے اپنے سینوں میں کوئی طلب اُس چیز کی جو دیا جائے مہاجرین کو	وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا
اور وہ ترجیح دیتے ہیں (انہیں) اپنے آپ پر	وَيُؤْتُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ
اگرچہ انہیں خود شدید فاقہ ہی ہو	وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ
اور جو کوئی بچا لیا گیا اپنے جی کے لالچ سے	وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ
تو یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔	فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٩﴾

النصارِ مدینہ نے مکہ سے آنے والے مہاجرین کی بھرپور نصرت کی اور اپنے مال و املاک میں سے انہیں اتنا کچھ تحفتاً دیا کہ ایثار و قربانی کی اعلیٰ مثال قائم کر دی۔ پھر غزوہ بنو نضیر میں فتح سے جو کثیر مقدار میں مال حاصل ہوا، اُس میں سے کچھ بھی لینے سے انکار کر دیا

اور نبی اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ یہ مال مہاجرین ہی میں تقسیم کر دیا جائے۔ بعض انصار نے خود تنگدست ہونے کے باوجود مہاجرین کی امداد کو ترجیح دینا پسند کیا۔ گویا انصار نے ثابت کیا کہ وہ نفس کی ترغیبات پر قابو پا کر اللہ تعالیٰ کی رضا کو مطلوب و مقصود بنا چکے ہیں۔ بلاشبہ ایسے ہی لوگ حقیقت میں کامیاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی نفس کی تمام کمزوریوں پر قابو پانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۰

مومنوں سے محبت کرنے والوں کی تحسین

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ	اور (مالِ فِي اُنْ كَيْ لِيَهِيَ) جو لوگ آئے اُن کے بعد
يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا	کہتے ہیں اے ہمارے رب! بخش دے ہمیں
وَاِخْوَانَنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْاِيْمَانِ	اور ہمارے اُن بھائیوں کو جنہوں نے پہل کی ہم سے ایمان لانے میں
وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ اٰمَنُوْا	اور نہ رہنے دے ہمارے دلوں میں کوئی کینہ اُن کے لیے جو ایمان لائے
رَبَّنَا اِنَّكَ رَعُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾	اے ہمارے رب! بے شک تو بہت نرمی کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

پہنچ

اس آیت میں اُن مسلمانوں کی تحسین کی گئی جو انصار و مہاجرین کے بعد حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ وہ تمام مومنوں سے محبت کرتے ہیں خواہ وہ حیات ہوں یا وفات پا چکے ہوں۔ وہ اپنے لیے، سلفِ صالحین کے لیے اور دیگر تمام اہل ایمان کے لیے بخشش کی دعائیں کرتے ہیں۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں اس سے کہ کہیں شیطان اُن کے دلوں میں اہل ایمان کے حوالے سے کوئی سوء ظن، رنجش یا کدورت نہ پیدا کر دے۔ اس آیت کی رو سے صحابہ کرام سے محبت ایمان کا تقاضا اور ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام اہل ایمان، سلفِ صالحین اور خاص طور پر صحابہ کرام سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اس آیت کو دلیل بنا کر سیدنا عمر نے یہ قانون جاری فرمایا کہ مفتوحہ علاقوں میں صرف وہ مال غنیمت کے طور پر فاتحین میں تقسیم ہوگا جو وہ میدان جنگ میں دشمنوں سے حاصل کریں گے۔ مفتوحہ علاقوں کی اراضی مالِ فے کے طور پر بیت المال کی ملکیت ہوگی تاکہ اُس کی آمدنی سے تمام مسلمان فائدہ اٹھائیں۔ مفتی محمد شفیع صاحب تفسیر قرطبی کا حوالہ دیتے ہوئے اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”اس آیت کے مفہوم میں صحابہ کرام مہاجرین و انصار کے بعد پیدا ہونے والے قیامت تک کے مسلمان شامل ہیں اور اس آیت نے اُن سب کو مالِ فے میں حقدار قرار دیا ہے، یہی سبب تھا کہ سیدنا فاروق اعظم نے دنیا کے بڑے ممالک عراق، شام، مصر وغیرہ فتح کیے، تو اُن کی زمینوں کو غانمیں میں تقسیم نہیں فرمایا بلکہ اُن کو اگلی آنے والی نسلوں کے لیے وقف عام رکھا کہ اُن کی آمدنی اسلامی بیت المال میں آتی رہے اور اُس سے قیامت تک آنے والے مسلمان فائدہ اٹھا سکیں۔“

آیات ۱ تا ۱۳

منافقین کی ذلت و رسوائی

کیا تم نے نہیں دیکھا اُن لوگوں کو جنہوں نے منافقت کی	اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا
کہتے ہیں اپنے بھائیوں سے جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب میں سے	يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمْ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
اگر تمہیں نکالا گیا ہم ضرور نکلیں گے تمہارے ساتھ	لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ
اور ہم نہیں مانیں گے تمہارے بارے میں کسی کی بات کبھی بھی	وَلَا نَطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا
اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے	وَ اِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ط

اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ بے شک وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔	وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۱۱﴾
اگر وہ نکالے گئے تو یہ نہیں نکلیں گے ان کے ساتھ	لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ ﴿۱۲﴾
اور یقیناً اگر ان کے ساتھ جنگ کی گئی تو یہ مدد نہیں کریں گے ان کی	وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُوهُمْ ﴿۱۳﴾
اگر انہوں نے مدد کی ان کی تو ضرور پھیر دیں گے بیٹھیں	وَلَئِنْ تَصَرَّوهُمْ لِيُؤْتِنَ الْأَدْبَارَ ﴿۱۴﴾
پھر ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔	ثُمَّ لَا يَنْصُرُونَ ﴿۱۵﴾
اے مسلمانو! یقیناً تم زیادہ سخت ہو خوف کے اعتبار سے ان کے سینوں میں اللہ تعالیٰ سے	لَا أَنْتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِمْ مِنَ اللَّهِ ﴿۱۶﴾
یہ اس لیے کہ بے شک وہ ایسے لوگ ہیں جو نہیں سمجھتے۔	ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ﴿۱۷﴾

غزوہ بنو نضیر سے قبل منافقین نے بنو نضیر کے یہود کو پیغام بھیجا کہ ہماری ہمدردیاں تمہارے ساتھ ہیں۔ تمہارے بارے میں ہم حضرت محمد ﷺ کا کوئی حکم نہ مانیں گے۔ تمہارے ساتھ جنگ کی گئی تو ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔ اگر تمہیں مدینہ سے نکالا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تسلی دی کہ منافقین جھوٹے اور بزدل ہیں۔ جنگ کی صورت میں یہود کا ساتھ نہ دیں گے۔ وہ مال و دولت کے پجاری ہیں لہذا اپنے گھر بار چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بجائے تم سے زیادہ ڈرتے ہیں۔ تمہارے جذبہ جہاد اور شوق شہادت نے انہیں مرعوب کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں منافقت اور منافقانہ کمزوریوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۴ تا ۱۵

یہودیوں کی ذلت و رسوائی

اے مسلمانو! یہودی نہیں جنگ کریں گے تم سے مل کر	لَا يُقَاتِبُونَكُمْ جَمِيعًا
سوائے قلعہ بند بستیوں میں	إِلَّا فِي قَرْيٍ مُّحَصَّنَةٍ
یاد یواروں کے پیچھے سے	أَوْ مِنْ وَّرَاءِ جُدُرٍ ط
اُن کی لڑائی آپس میں بہت سخت ہے	بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ ط
اے نبی! آپ سمجھتے ہیں انھیں اکٹھا حالانکہ اُن کے دل جدا ہیں	نَحْسِبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّى ط
یہ اس لیے کہ بے شک وہ ایسے لوگ ہیں جو غور نہیں کرتے۔	ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ ج
اُن لوگوں کی طرح جو ان سے پہلے قریب ہی تھے	كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا
انھوں نے چکھ لی سزا اپنے کام کی	ذٰقُوْا وَاَبَالَ اَمْرِهِمْ ج
اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔	وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ج

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ یہودی بھی منافقین کی طرح انتہائی بزدل قوم ہیں۔ وہ سامنے آکر کھلے میدان میں مقابلے کی ہمت نہیں کر سکتے۔ اُن کے قبائل کے درمیان بڑی نفرتیں ہیں اور وہ ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لیے ہر گز تیار نہیں ہوتے۔ غزوہ بدر کے بعد بنو قینقاع کو مدینہ سے جلا وطن کیا گیا لیکن بنو نضیر یا بنو قریظہ اُن کی مدد کو نہ آئے۔ اب ایسی ہی جلا وطنی بنو نضیر کی ہو رہی ہے لیکن بنو قریظہ اُن کا ساتھ دینے کے لیے نہیں آئیں گے۔ جلا وطنی تو بڑی کم اور محض وقتی سزا ہے۔ ان بد نصیبوں کو اصل اور دائمی سزا جہنم میں دردناک عذاب کی صورت میں دی جائے گی۔

آیات ۱۶ تا ۱۷

مخالفین حق پر دو عذاب آئیں گے

کَمَثَلِ الشَّيْطَانِ	شیطان کی مثال کی طرح
إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ	جب اُس نے کہا انسان سے کفر کر
فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِحْتُ مِمَّنْكَ	جب اُس نے کفر کر لیا کہنے لگا بے شک میں بری الذمہ ہوں تجھ سے
إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۶﴾	بے شک میں ڈرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔
فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدِينَ فِيهَا	تو ہوا اُن دونوں کا انجام یہ کہ وہ دونوں آگ میں ہوں گے وہ دونوں ہمیشہ رہنے والے ہیں اُس میں
وَذَلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ﴿۱۷﴾	اور یہی ظالموں کا بدلہ ہے۔

منافقین، یہود کے ساتھ وہی کچھ کر رہے ہیں جو شیطان انسان کے ساتھ کرتا ہے۔ شیطان انسان کو آکساتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے۔ جب انسان یہ جرم کر بیٹھتا ہے تو شیطان اُس کے جرم سے اعلانِ براءت کرتا ہے۔ روزِ قیامت جرم کرنے والے اور جرم پر اُکسانے والے دونوں کا بدترین انجام ہوگا۔ منافقین یہود کو مسلمانوں کے خلاف محاذ آرائی کے لیے آکسارہے ہیں لیکن اُن کا ساتھ نہ دیں گے۔ آخرت میں دونوں ہی شدید عذاب کا سامنا کریں گے۔

آیات ۱۹ تا ۲۰

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت کی سزا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ	اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ
---	---

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّامَتْ لِعَدِيٍّ	اس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے
وَاتَّقُوا اللَّهَ	اللہ کی نافرمانی سے بچو۔
إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۸﴾	یقین رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔
وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ	اور نہ ہو جاؤ ان کی طرح جو بھول گئے اللہ تعالیٰ کو
فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ ط	تو اللہ نے غافل کر دیا انھیں اپنے آپ سے
أُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿۱۹﴾	یہی لوگ نافرمان ہیں۔
لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ ط	برابر نہیں ہیں آگ والے اور جنت والے
أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿۲۰﴾	جنت والے ہی منزلِ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

انسان کی عظمت دراصل اُس روحِ ربانی کی وجہ سے ہے جو انسان کے جسمانی وجود میں ڈال دی گئی ہے۔ یہ روح انسان کو حیوانات سے جدا کرتی ہے۔ اُس روح کی غذا اور تسکین اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ جو بد نصیب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہوتے ہیں وہ اپنی روح کو مجروح کر کے خاکی وجود میں دفن کر دیتے ہیں۔ اب وہ اپنی عظمت سے غافل ہو کر انسان نہیں رہتے، حیوان بن جاتے ہیں۔ گویا اپنی اصل عظمت کھو کر انتہائی پستی میں چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین! اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

اس پیکرِ خاکی میں اک شے ہے سو وہ تیری
میرے لیے مشکل ہے اُس شے کی نگہبانی

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت انسان کو دنیا میں فاسق بنا دیتی ہے اور آخرت میں جہنم والوں میں شامل کر دیتی ہے۔ جہنم والے بدترین مخلوق ہیں۔ اس کے برعکس جنت والے بہترین لوگ اور فوز و فلاح کی بلند منزلوں کو پانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان ہی خوش نصیبوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۱

عظمت و تاثیر کلام ربّانی

اگر ہم نازل کرتے اس قرآن کو کسی پہاڑ پر	لَوْ اَنْزَلْنَاهَا الْقُرْآنَ عَلٰی جَبَلٍ
تو یقیناً تم دیکھتے اُسے دب جانے والا۔ پھٹ کر پاش پاش ہونے والا اللہ تعالیٰ کے خوف سے	لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ط
یہ مثالیں ہیں، ہم بیان کرتے ہیں لوگوں کے لیے	وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ
تاکہ وہ غور و فکر کریں۔	لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۲۱﴾

اس آیت میں قرآن مجید کی عظمت بڑی اونچی شان کے ساتھ بیان ہوئی۔ ارشاد ہوا کہ اگر قرآن مجید کو کسی پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو وہ پہاڑ نزول قرآن کا بار نہ اٹھا سکتا بلکہ جھک جاتا اور پھر اللہ تعالیٰ کے رعب اور دبدبے سے پھٹ کر ذرات کی صورت میں بکھر جاتا۔ سورہ اعراف آیت میں یہی تاثیر اللہ سبحانہ تعالیٰ کی تجلی کی بیان کی گئی ہے کہ:

فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا۔ ”پھر جب تجلی ڈالی اُن (موسیٰ) کے رب نے پہاڑ پر تو کر دیا اُسے ریزہ ریزہ“۔

گو یا کلام ربّانی کی وہی تاثیر ہے جو تجلی ذات ربّانی کی ہے۔ یہ ہے وہ پُر جلال مثال جو انسان پر کلام ربّانی کی عظمت کا ایک نقش قائم کر رہی ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں مولانا شبیر احمد عثمانی نے اپنے والدِ محترم کے حسب ذیل تین اشعار تحریر فرمائے ہیں۔

سنتے سنتے نغمہ ہائے محفلِ بدعات کو

کان بہرے ہو گئے، دل بد مزہ ہونے کو ہے

آؤ سنوائیں تمہیں وہ نغمہ مشروع بھی

پارہ جس کے لحن سے طورِ ہدیٰ ہونے کو ہے
حیف گرتا تیرا اس کی تیرے دل پر کچھ نہ ہو
کوہ جس سے خاشعاً متصدعاً ہونے کو ہے

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو بھی اپنے کلام کی عظمت اور تاثیر سے معمور فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۲ تا ۲۴

عظمت و جلالِ ذاتِ باری تعالیٰ

وہ اللہ تعالیٰ ایسی ہستی ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے	هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ
وہ جاننے والا ہے ہر چھپی اور ظاہر چیز کا	عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ
وہ بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ﴿۲۳﴾
وہ اللہ تعالیٰ ایسی ہستی ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے	هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ
وہ بادشاہ ہے	الْمَلِكُ
نہایت پاک ہے (ہر عیب سے)	الْقُدُّوسُ
سلامتی دینے والا ہے	السَّلَامُ
امن دینے والا ہے	الْمُؤْمِنُ
حفاظت فرمانے والا ہے	الْمُهَيَّبُ
زبردست ہے	الْعَزِيزُ

بہت زور آور ہے (صاحب جبروت و عظمت)	الْجَبَّارُ
بے حد بڑائی والا ہے	الْمُنْتَكِبُ ط
پاک ہے اللہ تعالیٰ اُس سے جو وہ شریک بناتے ہیں۔	سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۳۳﴾
وہ اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرنے والا ہے	هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ
ظاہر کرنے والا ہے	الْبَارِئُ
صورت گری کرنے والا ہے	الْمُصَوِّرُ
اُسی کے لیے ہیں سارے خوبصورت نام	لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى ط
تسبیح کرتی ہے اُس کی ہر وہ شے جو آسمانوں اور زمین میں ہے (حالاً و قلاً)	يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ج
اور وہی زبردست، کمالِ حکمت والا ہے۔	وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۳۴﴾

پس ان آیات میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کی پندرہ شانیں بیان کی گئی ہیں:

- i. وہ ظاہر و پوشیدہ کا جاننے والا ہے۔
- ii. اُس کی رحمت میں جوش ہے۔
- iii. اُس کی رحمت مسلسل ہے۔
- iv. وہی بادشاہِ حقیقی ہے۔
- v. انتہائی پاکیزہ ہستی ہے۔
- vi. دوسروں کو سلامتی دینے والا ہے۔
- vii. سکون بخشنے والا ہے۔
- viii. حفاظت کرنے والا ہے۔

- .ix. زبردست ہے۔
- .x. سرکشی کو قوت سے کچلنے والا ہے۔
- .xi. ہر بڑائی کا حق دار ہے۔
- .xii. ہر شے کا بنانے والا ہے۔
- .xiii. اشیاء کو ظاہر کرتا ہے۔
- .xiv. ہر شے کے وجود کو حسن عطا کرنے والا ہے۔
- .xv. حکمت و دانائی کا سرچشمہ ہے۔
- کائنات کی ہر شے اپنے قول اور حال سے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہی ہے۔ اے اللہ! ہمارے دلوں کو اپنی معرفت کے نور سے منور فرمادے۔ آمین!

سورة الممتحنة

حق کے دشمنوں سے سخت رویہ اختیار کرنے کی تلقین

اس سورہ مبارکہ میں اہل ایمان کو تلقین کی گئی کہ وہ حق کے دشمنوں کے لیے کوئی نرم گوشہ نہ رکھیں بلکہ اُن کے ساتھ شدید سختی کا رویہ رکھیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۳ تا ۳
 - آیات ۶ تا ۴
 - آیات ۷ تا ۹
 - آیات ۱۰ تا ۱۱
 - آیت ۱۲
 - آیت ۱۳
- مشرکین مکہ کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنے کا حکم
سیدنا ابراہیمؑ اور اُن کے ساتھیوں کی باطل دشمنی
کافروں سے تعلق کے بارے میں احکامات
مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان نکاح کی ممانعت
خواتین کی بیعت
اہل باطل سے دوستی نہ کرنے کا حکم

آیت ۱

اہل باطل سے ہمدردی حق کی راہ سے دور کر دے گی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو!	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
نہ بناؤ میرے دشمن کو اور اپنے دشمن کو دوست	لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ
تم بھیجتے ہو اُن کی طرف دوستی کا پیغام	تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ
جبکہ وہ تو کفر کر چکے ہیں اُس کا جو آیا ہے تمہارے پاس حق	وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ

وہ نکالتے ہیں رسول کو اور تمہیں بھی اس بات پر کہ تم ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ پر جو تمہارا رب ہے	يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ ۝
اگر تم نکلتے ہو جہاد کے لیے میری راہ میں	إِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي
اور طلب کرنے کے لیے میری رضا	وَأَبْتِغَاءَ مَرْضَاتِي
تم چھپا کر بھیجتے ہو ان کی طرف دوستی کا پیغام	تُسْرُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمُؤَدَّةِ ۝
حالانکہ میں زیادہ جاننے والا ہوں اُسے جو تم نے چھپایا اور جو تم نے ظاہر کیا	وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ ۝
اور جس نے کیا ایسا تم میں سے	وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ
تو یقیناً اُس نے کھو دیا سیدھا راستہ۔	فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝

یہ آیت ایک خاص واقعے کے پس منظر میں نازل ہوئی۔ سن ھ میں نبی اکرم ﷺ نے مشرکین مکہ سے صلح حدیبیہ کی تھی۔ سن ھ میں مشرکین نے صلح کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اُسے توڑ دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے مشرکین کے اس جرم کا بدلہ لینے کے لیے ان پر حملے کا منصوبہ بنایا۔ آپ ﷺ چاہتے تھے کہ یہ منصوبہ خفیہ رہے۔ مسلمان اچانک مکہ پہنچ جائیں، اہل مکہ کو مقابلہ کی تیاری کا موقع نہ ملے اور بغیر خونریزی کے مکہ فتح ہو جائے۔ ایک بدری صحابی سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ کے اہل خانہ مکہ میں تھے۔ آپ نے چاہا کہ اہل مکہ پر ایک احسان کر دیں تاکہ وہ ان کے اہل خانہ کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔ انھوں نے مکہ جانے والی ایک عورت کو سردارانِ قریش کے نام ایک خط دیا۔ اس خط میں مکہ کی طرف مسلمانوں کے لشکر کی آمد کی اطلاع دی گئی تھی۔ آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کے اس فعل کی اطلاع ہو گئی اور آپ ﷺ نے اُس عورت سے خط واپس لے لیا۔ اس آیت میں سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کو متوجہ کیا گیا کہ حق کے دشمنوں سے نرمی اور محبت انسان کو حق کی راہ سے دور کر دے گی۔ آئندہ ہر گز ایسا طرز عمل اختیار نہ کیا جائے۔

آیات ۲ تا ۳

کافر مسلمانوں سے نفرت کرتے ہیں

اگر وہ قابو پالیں تم پر تو ہوں گے تمہارے دشمن	إِنْ يَنْتَفِعُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً
اور بڑھائیں گے تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ	وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَالسُّوءَ
اور وہ چاہیں گے کاش! تم کفر کرو۔	وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ۝۲
ہر گز فائدہ نہ دیں گی تمہیں تمہاری رشتے داریاں اور تمہاری اولادیں	كُنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامَكُمْ وَلَا أَوْلَادَكُمْ ۝۳
قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا تمہارے درمیان	يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۝۴ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۝
اور اللہ تعالیٰ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔	وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝۵

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے آگاہ کیا کہ کافر مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں۔ انہیں جب بھی موقع ملتا ہے اپنے ہاتھوں اور زبان سے مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اُن کی انتہائی کوشش ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو دوبارہ کافر بنا دیں۔ ایسے کافر خواہ خونریز رشتے دار ہی کیوں نہ ہوں، اُن سے ہر گز کوئی ہمدردی یا محبت نہ رکھی جائے۔ روزِ قیامت یہ رشتے داریاں ہر گز کام نہ آئیں گی۔ اس روز فیصلہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوگا۔ خیر اسی میں ہے کہ اُس کی ہدایات کے مطابق طرزِ عمل اختیار کیا جائے۔ رشتے داروں کی محبت میں کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جو اسلام یا مسلمانوں کے مجموعی مفاد کے لیے نقصان دہ ہو۔

آیات ۶ تا ۱۲

اہل باطل سے بغض و عداوت ... شیوہ ابراہیمؑ

یقیناً تمہارے لیے ہے بہترین نمونہ ابراہیمؑ میں	قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ
اور اُن لوگوں میں جو اُن کے ساتھ تھے	وَالَّذِينَ مَعَهُ
جب انہوں نے کہا اپنی قوم سے	إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ
بے شک ہم بیزار ہیں تم سے اور اُن سے جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا	إِنَّا بَرَاءٌ لِّمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ
ہم انکار کرتے ہیں تمہارا	كَفَرْنَا بِكُمْ
ظاہر ہو چکی ہے ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان دشمنی اور بغض ہمیشہ کے لیے	وَبَدَأَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ أَبَدًا
یہاں تک کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر اُس کی توحید کے ساتھ	حَتَّىٰ تُوْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدَاهُ
مگر یہ کہنا ابراہیمؑ کا اپنے والد سے	إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ
میں ضرور بخشش مانگوں گا آپ کے لیے	لَا اسْتُغْفِرَنَّ لَكَ
اور میں اختیار نہیں رکھتا آپ کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے کچھ بھی	وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ
اے ہمارے رب! تجھ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا	رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا
اور تیری ہی طرف ہم نے رُخ کیا	وَإِلَيْكَ أُنَبِّئُكَ

اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے	وَإِلَيْكَ الْحَصِيرُ ۝
اے ہمارے رب! نہ بنا ہمیں آزمائش اُن کے لیے جنہوں نے کفر کیا	رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا
اور بخش دے ہمیں اے ہمارے رب!	وَاعْفِرْ لَنَا رَبَّنَا
بے شک تو ہی زبردست ہے، کمال حکمت والا۔	إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝
یقیناً تمہارے لیے ہے اُن میں بہترین نمونہ	لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
اُس کے لیے جو طلب گار ہو اللہ تعالیٰ کا	لِّسُنِّ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ
اور آخرت کے دن کا	وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۝
اور جس نے رخ پھیر لیا	وَمَنْ يَتَوَلَّ
تو بے شک اللہ تعالیٰ ہی بے نیاز، ہر تعریف کے لائق ہے۔	فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝

سیدنا براہیم علیہ السلام اور اُن کے ساتھ اہل ایمان نے حق کے ساتھ وفاداری کی اعلیٰ ترین مثال قائم کرتے ہوئے اپنے رشتے داروں اور قوم سے صاف صاف کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان ایک مستقل بغض و عداوت پیدا ہو چکا ہے۔ ہم تم سے اُس وقت تک کے لیے اعلان بیزاری کرتے ہیں جب تک تم اللہ تعالیٰ پر خالص توحید کے ساتھ ایمان نہیں لاتے۔ مومنوں کی اس روش کو اللہ تعالیٰ نے رہتی دنیا تک مسلمانوں کے لیے لائق اتباع اسوہ قرار دیا۔ اہل باطل سے اعلان براءت کے ساتھ ساتھ اس پسندیدہ روش کا دوسرا پہلو سب سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ جڑنا تھا۔ مومنوں نے اللہ تعالیٰ سے گناہوں پر بخشش مانگی اور دعا کی کہ انہیں کافروں کے لیے ذریعہ آزمائش نہ بنایا جائے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں اور آخرت کے طلب گاروں کے لیے یہ روش بہترین نمونہ ہے۔ آخر میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو ایسے ایمان لانے والوں کی کوئی حاجت نہیں ہے جو اُس کے دین کو ماننے کا دعویٰ بھی کریں اور پھر اُس کے دشمنوں سے دوستی بھی رکھیں۔

آیت ۷

اہل مکہ کے حوالے سے بشارت

امید ہے اللہ تعالیٰ سے کہ وہ پیدا کر دے تمہارے درمیان	عَسَى اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ
اور اُن کے درمیان	وَبَيْنَ الَّذِينَ
تم دشمنی رکھتے ہو جن سے	عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ
محبت	مَوَدَّةً ط
اور اللہ تعالیٰ قدرت رکھنے والا ہے	وَاللَّهُ قَدِيرٌ ط
اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ٥

اپنے ماں باپ، بھائی بہنوں اور قریب ترین عزیزوں سے تعلق توڑ لینا آسان کام نہیں ہے۔ مہاجرین اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے بڑے صبر کے ساتھ ایسا کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ جانتا تھا ایسا کرتے ہوئے اُن کے دلوں پر کیا کچھ بیت رہی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں بشارت دی کہ وہ وقت دور نہیں ہے جب تمہارے رشتے دار مسلمان ہو جائیں گے۔ آج کی دشمنی کل محبت میں بدل جائے گی۔ جب یہ بات فرمائی گئی تھی اُس وقت سمجھنا مشکل تھا کہ یہ نتیجہ کیسے رونما ہوگا؟ مگر ان آیات کے نزول پر چند ہی ہفتے گزرے تھے کہ قرآن حکیم کی یہ بشارت سچ ثابت ہو گئی۔ مکہ فتح ہو گیا اور قریش کے لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے۔ مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ جس چیز کی انہیں امید دلائی گئی تھی وہ کیسے پوری ہوئی۔

آیت ۸

بے ضرر کافروں کے ساتھ رویہ

نہیں منع کرتا تمہیں اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے جنہوں نے جنگ نہیں کی تم سے دین کے معاملے میں	لَا يَنْهٰكُمْ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ
---	--

اور نہیں نکالا تمہیں تمہارے گھروں سے	وَلَمْ يُخْرِجْكُمْ مِّن دِيَارِكُمْ
کہ تم نیک سلوک کرو ان کے ساتھ	أَنْ تَبْرُوهُمْ
اور عدل کرو ان کے ساتھ	وَتُقْسُطُوا إِلَيْهِمْ ط
بے شک اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے عدل کرنے والوں کو۔	إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝۸

ایسے کافر جو اسلام یا مسلمانوں کے خلاف کسی سازش یا مہم میں شریک نہ ہوں اور نہ ہی اسلام کے غلبے کی راہ میں رکاوٹ ڈالیں، ان سے حسن سلوک اور برابری کی بنیاد پر تعلقات برقرار رکھے جاسکتے ہیں۔ محض کفر لڑائی کا سبب نہیں بن سکتا۔ البتہ دلی دوستی صرف اور صرف مسلمانوں سے رکھی جاسکتی ہے یعنی ان سے جو تمام انبیاء اور بالخصوص آخری نبی جناب سیدنا محمد ﷺ پر صدق دل سے ایمان رکھتے ہوں، بقول اقبال ے

یہ زائرانِ حریمِ مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے ناآشنا ہے ہیں

آیت ۹

کن کافروں سے دوستی منع ہے؟

بے شک منع کرتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ انھی لوگوں سے جنہوں نے جنگ کی تم سے دین کے معاملے میں	إِنَّمَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ
اور نکالا تمہیں تمہارے گھروں سے	وَ أَخْرَجَكُمْ مِّن دِيَارِكُمْ
اور ایک دوسرے کی مدد کی تمہارے نکالنے میں	وَ ظَهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ
کہ تم دوستی کرو ان سے	أَنْ تَوَلَّوهُمْ ج
اور جو دوستی کرے گا ان سے	وَ مَنْ يَتَوَلَّهُمْ

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٩﴾

تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ایسے کافروں سے ہر گز دوستی نہ کی جائے جو اسلام یا مسلمانوں کے خلاف سازشوں اور مہمات میں شریک ہوتے ہیں یا غلبہٴ اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان ایسے حق کے دشمن ظالموں سے دوستی کرے گا تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی عدالت میں ظالم کے طور پر پیش کیا جائے گا۔

آیات ۱۰ تا ۱۱

مشرکین کے ساتھ نکاح کی ممانعت

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
جب آئیں تمہارے پاس ہجرت کرنے والی مومن عورتیں	إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ
تو جانچ کر لیا کرو ان کی	فَأَمْتَحِنُوهُنَّ ۗ
اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے ان کے ایمان کو	اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ ۚ
پھر اگر تم جان لو کہ یہ مومن ہیں	فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ
تو نہ واپس کرو انہیں کفار کی طرف	فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۗ
نہیں ہیں یہ حلال ان کے لیے	لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ
اور نہ وہ حلال ہیں ان کے لیے	وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۗ
اور دے دو انہیں جو انہوں نے خرچ کیا ہے (مہر)	وَأْتُوهُم مَّا أَنْفَقُوا ۗ
اور کوئی گناہ نہیں ہے تم پر کہ تم نکاح کر لو ان سے	وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ

جب دے دو انھیں اُن کے مہر	إِذَا تَيْتَمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ط
اور نہ قائم رکھو کافر عورتوں کے نکاح کے بندھن	وَلَا تَسْكُوا بِعِصْمِ الْكُوفِرِ
اور مانگ لو (کافروں سے) جو تم نے خرچ کیا ہے (مہر)	وَسَأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ
اور کافر مانگ لیں جو انھوں نے خرچ کیا ہے (مہر)	وَلَيْسَ لَكُمْ أَنْفِقُوا ط
یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے	ذِكْمُ حُكْمِ اللَّهِ ط
وہ فیصلہ کرتا ہے تمہارے درمیان	يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ط
اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔	وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝۱۰
اور اگر چلی جائے کوئی تمہاری بیویوں میں سے کافروں کی طرف	وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ
پھر تم بدلہ حاصل کرو	فَعَاقِبْتُمْ
تو دے دو انھیں چلی گئی ہیں جن کی بیویاں	فَاتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُمْ
اتنا ہی جتنا انھوں نے خرچ کیا ہے (مہر)	مِثْلَ مَا أَنْفَقُوا ط
اور بچو اُس اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے تم جس پر ایمان رکھنے والے ہو۔	وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝۱۱

مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان نکاح کا معاملہ جائز نہیں۔ ان آیات میں حکم دیا گیا کہ اگر کسی مشرک شخص کی بیوی مسلمان ہو کر مکہ سے مدینہ آجائے تو اُسے مکہ نہیں لوٹایا جائے گا۔ مسلمان ہونے کے بعد اُس کا مشرک شوہر سے نکاح ٹوٹ گیا۔ البتہ مشرک شوہر کو اُس کا ادا کردہ مہر واپس کرنا ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی مسلمان کی بیوی مشرک ہے تو وہ اُسے آزاد کر دے اور اُس عورت کے رشتہ داروں سے ادا کردہ مہر طلب کرے۔ اگر وہ واپس نہ کریں تو ایسی نو مسلم خاتون کے مہر سے اتنی ہی رقم منہا کر کے متاثرہ

فریق کو دی جائے، جس کے مشرک شوہر کو اُس خاتون کا مہر واپس کرنا ہے۔ اگر یہ رقم ناکافی ہو اور مسلمان بھائی کو اُس کا ادا کردہ پورا مہر نہ ملے تو مالِ غنیمت سے کمی کو پورا کر دیا جائے گا۔ البتہ کسی کا حق مار کر زیادتی نہ کی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو زیادتی کرنے والے ناپسند ہیں۔

آیت ۱۲

خواتین کی بیعت

اے نبی! جب آپ کے پاس مومن عورتیں	يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ
بیعت کریں آپ سے اس پر کہ وہ شریک نہیں کریں گی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو	يُبَايِعُنَكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكَنَّ بِاللَّهِ شَيْئًا
اور چوری نہیں کریں گی	وَلَا يَسْرِقَنَّ
اور زنا نہیں کریں گی	وَلَا يَزْنِينَ
اور قتل نہیں کریں گی اپنی اولادوں کو	وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ
اور نہیں لائیں گی کوئی بہتان	وَلَا يَأْتِينَنَّ بِبُهْتَانٍ
وہ گھڑ رہی ہوں جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان	يَفْتَرِينَ بَيْنَ يَدَيْهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ
اور نافرمانی نہیں کریں گی آپ کی کسی بھلی بات میں	وَلَا يَعصِيَنَّكَ فِي مَعْرُوفٍ
تو بیعت لے لیجئے اُن سے	فَبَايِعُهُنَّ
اور بخشش مانگیے اُن کے لیے اللہ تعالیٰ سے	وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهُ ۗ
بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۲﴾

نبی اکرم ﷺ نے مردوں اور خواتین دونوں سے بیعت لی تاکہ امت کے لیے جماعت سازی کے حوالے سے ایک مسنون اساس فراہم کی جاسکے۔ خواتین سے بیعت لیتے ہوئے آپ ﷺ اُن سے عہد لیتے تھے کہ وہ شرک، چوری اور زنا نہیں کریں گی، اپنی اولادوں کو قتل نہیں کریں گی، کسی پر بدکاری کی تہمت نہ لگائیں گی اور کسی بھی معروف معاملے میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہ کریں گی۔ آپ ﷺ خواتین سے بیعت لینے کے بعد اُن کے حق میں دعائے استغفار کرتے تاکہ اگر بیعت کے حوالے سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اُس سے درگزر فرمادے۔ تیسرا قرآن میں مولانا عبد الرحمن کیلانی صاحب اس آیت کی وضاحت میں تحریر فرماتے ہیں:

”بیعت کا سلسلہ چونکہ نبی ﷺ کی ذات تک محدود نہیں ہے، بلکہ امت کا امیر اور دوسرے بزرگ حضرات بھی بیعت لے سکتے ہیں، لہذا اللہ تعالیٰ نے اطاعت کے ساتھ معروف کی شرط بھی لگا دی۔ حالانکہ آپ ﷺ سے یہ ناممکن تھا کہ آپ کسی غیر معروف یا معصیت کے کام پر بیعت لیں۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ نے ایک واضح قانون ان الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ (متفق علیہ) یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا کام ہو تو کسی کی بھی اطاعت ضروری نہیں۔ اطاعت صرف بھلائی کے کاموں میں ہوتی ہے۔“

عورتوں سے بیعت لینے کے مختلف طریقے روایات میں نقل ہوئے ہیں۔ اس حوالے سے مولانا مفتی محمد شفیع صاحب اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں یہ نکتہ بیان فرماتے ہیں کہ:

”صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ نے اس بیعت نساء کے متعلق فرمایا کہ عورتوں کی یہ بیعت صرف گفتگو اور کلام کے ذریعے ہوئی، مردوں کی بیعت میں جو ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کا دستور ہے، عورتوں کی بیعت میں ایسا نہیں کیا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک نے کبھی کسی غیر محرم کے ہاتھ کو نہیں چھوا،“ (مظہری)۔

مولانا مودودی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”اس آیت میں پانچ منفی احکام دینے کے بعد مثبت حکم صرف ایک ہی دیا گیا ہے اور وہ یہ کہ تمام نیک کاموں میں نبی ﷺ کے احکام کی اطاعت کی جائے گی۔ جہاں تک برائیوں کا تعلق ہے، وہ بڑی بڑی برائیاں گنوا دی گئیں جن میں زمانہ جاہلیت کی عورتیں مبتلا تھیں اور اُن سے باز رہنے کا عہد لے لیا گیا، مگر جہاں تک بھلائیوں کا تعلق ہے اُن کی کوئی فہرست دے کر عہد نہیں لیا گیا کہ تم

فلاں فلاں اعمال کرو گی بلکہ صرف یہ عہد لیا گیا کہ جس نیک کام کا حضور ﷺ حکم دیں گے اُس کی پیروی تمہیں کرنی ہو گی۔ اب یہ ظاہر ہے کہ اگر وہ نیک اعمال صرف وہی ہوں جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دیا ہے تو عہد ان الفاظ میں لیا جانا چاہیے تھا کہ ”تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو گی“ یا یہ کہ ”تم قرآن کے احکام کی نافرمانی نہ کرو گی“۔ لیکن جب عہد ان الفاظ میں لیا گیا کہ ”جس نیک کام کا حکم بھی رسول اللہ ﷺ دیں گے تم اُس کی خلاف ورزی نہ کرو گی“ تو اس سے خود بخود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ معاشرے کی اصلاح کے لیے حضور ﷺ کو وسیع ترین اختیارات دیے گئے ہیں اور آپ ﷺ کے تمام احکام واجب الطاعت ہیں خواہ وہ قرآن میں موجود ہوں یا نہ ہوں۔“

آیت ۱۳

اُن سے دوستی نہ کرو جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
دوستی نہ کرو ایسے لوگوں سے غضب نازل کیا اللہ تعالیٰ نے جن پر	لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
یقیناً وہ مایوس ہو چکے ہیں آخرت سے	قَدْ يَيْسُوا مِنَ الْآخِرَةِ
جیسے مایوس ہو چکے ہیں وہ کافر جو قبروں میں ہیں۔	كَمَا يَيْسُ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ۝

ع

سورہ ممتحنہ کی اس آخری آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ ہر گز ایسے مجرموں سے دوستی نہ کریں جو اپنے جرائم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں۔ وہ بد نصیب جان چکے ہیں کہ آخرت میں اُن کے لیے کوئی خیر نہیں۔ ان میں سے جو بد نصیب مر کر قبروں میں جا چکے ہیں وہ تو اور زیادہ مایوس کا شکار ہیں کیونکہ اب اُن کے لیے جرائم کی تلافی اور سعادت حاصل کرنے کا کوئی امکان ہی نہیں۔

سورة الصف

جہاد و قتال فی سبیل اللہ کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبے کو نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت قرار دیا گیا ہے اور اسی مقصد کے لیے جہاد اور قتال کی دعوت بڑے زوردار اسلوب میں دی گئی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۲ تا ۴ غلبہ دین کی جدوجہد کے لیے لکار
- آیات ۵ تا ۸ غلبہ دین کی جدوجہد... تاریخ سے عبرت
- آیت ۹ غلبہ دین حق... نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت
- آیات ۱۰ تا ۱۳ غلبہ دین کی جدوجہد کے لیے ترغیب
- آیت ۱۴ غلبہ دین کی جدوجہد کرنے والوں کا اعزاز

آیات ۲ تا ۴

کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تسبیح کی اللہ تعالیٰ کی ہر اُس شے نے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے	سَبِّحْ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ
اور وہی زبردست، کمالِ حکمت والا ہے۔	وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ①
اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے۔	لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ②

بڑی بیزاری کی بات ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک	كَبْرًا مَّقْتًا عِنْدَ اللَّهِ
کہ تم وہ کہو جو کرتے نہیں ہو۔	أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴿۲۰﴾
بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اُن سے جو جنگ کرتے ہیں اُس کی راہ میں	إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ
صف باندھے ہوئے گویا وہ ہوں سیسہ پلائی ہوئی دیوار۔	صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُومٌ ﴿۲۱﴾

ان آیات میں اہل ایمان کو جھنجھوڑا گیا کہ تم کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ یہ روش منافقانہ اور اللہ تعالیٰ کو بیزار کرنے والی ہے۔ تمہارا یہ دعویٰ تمہیں کافروں سے جدا کرتا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت محمد ﷺ تو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دین کو غالب کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں اور اس کے لیے جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر و اذکار میں مشغول ہیں وہیں شدید ذہنی اور جسمانی تکالیف برداشت کر رہے ہیں۔ دوسری طرف تم اُن کے ساتھی ہونے کا دعویٰ کرتے ہو لیکن محض تسبیح و تحمید ہی پر اکتفا کیے ہوئے ہو۔ تسبیح و تحمید تو کائنات کا ہر ذرہ کر رہا ہے، بقول اقبال۔

یا وسعتِ افلاک میں تکبیرِ مسلسل

یا خاک کی آغوش میں تسبیح و مناجات

وہ مذہبِ مردانِ خود آگاہ و خدامست

یہ مذہبِ ملا و جمادات و نباتات

مسلمانوں سے تو اللہ تعالیٰ کو یہ مطلوب ہے کہ وہ اُس کے دین کے غلبے کے لیے سب کچھ لگا دیں۔ منظم ہو کر، پامردی کے ساتھ ڈٹ کر اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جان دینے کے جذبے کے ساتھ دین کے دشمنوں سے دیوانہ وار ٹکرائیں، بقول اقبال۔

مقامِ بندگی دیگر مقامِ عاشقی دیگر

زِ نوری سجدہ می خواہی، زِ خاکی بیش ازاں خواہی

چناں خود را نگہ داری کہ بایں بے نیازی ہا

شہادت بر وجودِ خود زِ خونِ دوستاں خواہی

”عاشقی کا تقاضا، بندگی کے تقاضے سے مختلف ہے۔ فرشتوں سے اللہ تعالیٰ کو صرف بندگی اور سجدہ کروانا مطلوب ہے۔ انسان سے اللہ تعالیٰ کچھ اور ہی چاہتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ بہت ہی بے نیاز ہے لیکن چاہتا ہے کہ اُس کے عاشق اُس کی توحید کی گواہی اپنا خون دے کر پیش کریں۔“

آیات ۸ تا ۵

غلبہ دین کی جدوجہد... تاریخ سے عبرت

وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ	اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے
يَقَوْمِ لِمَ تُوذُّونَنِي	اے میری قوم! کیوں اذیت دیتے ہو مجھے
وَقَدْ تَعْلَمُونَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ ط	حالانکہ یقیناً تم جانتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تمہاری طرف
فَلَمَّا زَاغُوا	پھر جب وہ ٹیڑھے ہوئے
أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ ط	ٹیڑھے کر دیے اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل
وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝	اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا فاسق قوم کو۔
وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ	اور جب کہا عیسیٰ ابن مریم نے
يَبَنِيَّ إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ	اے بنی اسرائیل! بے شک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تمہاری طرف
إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ	تصدیق کرنے والا ہوں اُس کی جو میرے سامنے ہے تورات میں سے
وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ	اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی

وہ آئیں گے میرے بعد	يَأْتِي مِنْ بَعْدِي
اُن کا نام ہوگا احمد	اسْمُهُ أَحْمَدٌ ط
پھر جب وہ آئے اُن کے پاس واضح نشانیوں کے ساتھ	فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ
اُن لوگوں نے کہا یہ کھلا جادو ہے۔	قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ①
اور کون زیادہ ظالم ہے اُس سے جو منسوب کرے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جھوٹ	وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ
جبکہ اُسے بلایا جا رہا ہو اسلام کی طرف	وَهُوَ يُدْعَى إِلَى الْإِسْلَامِ ط
اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔	وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ②
وہ چاہتے ہیں کہ بجا دیں اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے مومنوں سے	يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ ط
اور اللہ تعالیٰ پورا کرنے والا ہے اپنے نور کو	وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ
اور اگرچہ ناپسند کریں کافر۔	وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ ③

غلبہ دین کی جدوجہد کی ذمہ داری مسلمانوں سے قبل بنی اسرائیل پر عائد کی گئی تھی۔ انھوں نے اس جدوجہد سے اعراض کیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں نشانِ عبرت بنا دیا۔ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اُن سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کے لیے نکلنے کا مطالبہ کیا تو انھوں نے یہ کہہ کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اذیت پہنچائی کہ آپ اور آپ کا رب جا کر جنگ کریں ہم تو ساتھ نہیں دیں گے۔ پھر جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے انھیں حق قبول کرنے اور اُس کا ساتھ دینے کا حکم دیا تو اُن کے پیش کردہ معجزات کو جادو قرار دے کر اُن کی تکذیب کی۔ اب جب نبی اکرم ﷺ انھیں اسلام کی طرف دعوت دے رہے تھے تو کہنے لگے۔۔۔ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى بَشَرٍ مِّن شَيْءٍ... اللہ تعالیٰ نے آج تک کسی انسان پر کوئی کتاب نازل نہیں کی (الانعام آیت ۹۱)۔ دعوت اسلام کو نہ صرف جھوٹ بول کر جھٹلاتے رہے

ہیں بلکہ سازشوں کے ذریعے غلبہ دین کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے ناپاک عزائم خاک میں ملا دے گا، بقول مولانا ظفر علی خان ۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

آیت ۹

غلبہ دینِ حق... نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت

ہو الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ	وہی ہے اللہ جس نے بھیجا اپنے رسول کو
بِالْهُدَى	کامل ہدایت کے ساتھ
وَدِينِ الْحَقِّ	اور برحق دین کے ساتھ
لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ	تاکہ وہ غالب کر دیں اُسے تمام دینوں پر
وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ﴿٩﴾	اور اگرچہ ناپسند کریں مشرک۔

نبی اکرم ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت بن کر آئے۔ آپ ﷺ کی رحمت کا ایک مظہر یہ تھا کہ آپ ﷺ ظالم بادشاہوں اور نام نہاد سنگدل مذہبی رہنماؤں کے جبر و استحصال سے انسانوں کو آزاد کرنے کا مشن لے کر دنیا میں آئے۔ آپ ﷺ نے محض ۲۱ برس کے عرصے میں جزیرہ نمائے عرب میں اس مشن کی تکمیل کی اور پھر غزوہ تبوک کے ذریعے بیرون ملک عرب اس کی توسیع کا آغاز کر دیا۔ اس اعلیٰ مشن کی تکمیل کے لیے ایک مضبوط جماعت کی ضرورت تھی۔ اس جماعت کو فراہم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس سورہ مبارکہ میں ترغیب، جھنجھوڑنے اور تاریخ سے عبرت حاصل کرنے کے اسالیب میں اہل ایمان کو غلبہ دین کے مبارک مشن کے لیے نبی اکرم ﷺ کا ساتھ دینے کی دعوت دی۔ یہ

مشن آج بھی زندہ ہے اور اسے پورے عالم میں شرمندہ تعبیر کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے لیے مال و جان کی قربانیاں دینے کی توفیق عطا فرمائے، بقول اقبال۔

وقتِ فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے

نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

آیات ۱۰ تا ۱۲

جہنم کے دردناک عذاب سے بچنے کا راستہ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
کیا میں رہنمائی کروں تمہاری ایسی تجارت کی طرف	هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ
جو بچالے تمہیں دردناک عذاب سے؟	تُنَجِّبِكُمْ مِّنْ عَذَابِ آلِيمٍ ۝۱۰
ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول پر	تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
اور جہاد کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں	وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ	بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ۝۱۱
یہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم جانتے ہو۔	ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝۱۲
اللہ تعالیٰ بخش دے گا تمہارے لیے تمہارے گناہ	يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
اور داخل کرے گا تمہیں اُن باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں	وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
اور پاکیزہ گھروں میں بسنے والے باغات میں	وَمَسْكِنٍ طَيِّبَةٍ فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ ۝۱۳

ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۱۳﴾

اور یہی شاندار کامیابی ہے۔

ہر انسان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے آخرت میں جہنم کے دردناک عذاب سے بچنا۔ ان آیات میں رہنمائی دی گئی کہ آخرت میں دردناک عذاب سے بچنے کے لیے دو تقاضے پورے کرنا ہوں گے :

i. اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ پر دل کی گہرائیوں سے ایمان لانا۔

ii. اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبے کے لیے مال اور جان سے جہاد کرنا۔

جہاد کی پہلی منزل ہے اپنے وجود پر اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبے کے لیے نفس کے خلاف جہاد کرنا۔ پھر خارج میں دین کے غلبے کے لیے دعوت کے ذریعے ایک مضبوط افرادی قوت فراہم کرنے کے لیے تبلیغ کا جہاد کرنا۔ جب یہ مضبوط افرادی قوت ایک حزب اللہ کی صورت میں تیار ہو جائے تو اسے نظام باطل سے ٹکرا کر اسے شکست دے کر دین حق کو غالب کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو لوگ مذکورہ بالا دو تقاضے پورے کریں گے، اُن کی تمام خطائیں معاف کر دی جائیں گی اور انھیں روزِ قیامت جنت کے باغات میں پاکیزہ محل عطا کیے جائیں گے۔ بلاشبہ اصل کامیابی جنت کا حصول ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمت عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۳

غلبہ دین کی بشارت

اور ایک اور نعمت ہے تم پسند کرتے ہو جسے	وَأُخْرَىٰ تَحِبُّونَهَا
مدد اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور جلد آنے والی فتح	نَصْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ط
اے نبی! بشارت دیجیے مومنوں کو	وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۳﴾

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ وہ خلوص سے غلبہ دین کی جدوجہد کرنے والوں کی کاوشوں کو دنیا میں بھی بار آور بنائے گا اور غلبہ دین کی منزل حاصل ہوگی۔ دورِ نبوی ﷺ میں یہ بشارت سن ۸ھ میں پوری ہوئی اور دین حق غالب ہو گیا۔ ان شاء اللہ قیامت سے پہلے پہلے یہ بشارت پورے کرے اور رضی پر پوری ہوگی۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

عَنِ الْمَقْدَادِ إِنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا يَبْقَى عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ بَيْتٌ مَدَارٍ وَلَا وَبَرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ كَلِمَةَ الْإِسْلَامِ مَرَّعَةً
عَزِيَّةً أَوْ ذُلًّا ذَلِيلًا إِمَّا يُعِزُّهُمُ اللَّهُ فَيَجْعَلُهُمْ مِنْ أَهْلِهَا أَوْ يُذِلُّهُمْ فَيَذِلُّهُمْ لَهَا قُلْتُ فَيَكُونُ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ (مسند احمد)

”سیدنا مقداد سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ روئے زمین پر نہ کوئی ایسا گارے کا بنا ہو اگھر رہ جائے گا اور نہ اونٹ کے بالوں کا بنا ہو اخیمہ جس میں اللہ کلمہ اسلام کو داخل نہ کر دے خواہ کسی سعادت مند کو عزت دے کر اور خواہ کسی بد بخت کی مغلوبیت کے ذریعے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جن کو عزت عطا فرمائے گا انھیں کلمہ اسلام کا قائل بنا دے گا اور جن کو ذلیل فرمائے گا انھیں اس کے تابع فرما دے گا۔ سیدنا مقداد فرماتے ہیں کہ اس پر میں نے (دل میں) کہا پھر تو یقیناً دین کل کا کل اللہ ہی کے لیے ہو جائے گا۔“

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی
پھر دلوں کو یاد آجائے گا پیغام سجود
پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی
آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمہ توحید سے

آیت ۱۴

غلبہ دین کے لیے جدوجہد کرنے والوں کا اعزاز

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
بن جاؤ اللہ تعالیٰ کے مددگار	كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ

جس طرح کہا تھا عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے	كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِحَوَارِيْنَهٗ
کون ہے میرا مددگار اللہ تعالیٰ کے لیے؟	مَنْ اَنْصَارِيَّ اِلَى اللّٰهِ ط
کہا حواریوں نے ہم ہیں اللہ تعالیٰ کے مددگار	قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ
تو ایمان لے آیا ایک گروہ بنی اسرائیل میں سے	فَاٰمَنَتْ طَّائِفَةٌ مِّنْ بَنِيْ اِسْرٰٓءِیْلَ
اور کفر کیا ایک گروہ نے	وَ كَفَرَتْ طَّائِفَةٌ ؕ
پھر ہم نے مدد کی اُن کی جو ایمان لائے تھے اُن کے دشمن کے خلاف	فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّهِمْ
تو وہ ہو گئے غالب۔	فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝۱۷

جو سعادت مند اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے جدوجہد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اپنا مددگار قرار دیتا ہے۔ بلاشبہ یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔ جن جواں مردوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پکار پر لبیک کہا، اللہ تعالیٰ نے اُن کا ذکر بڑے تحسین آمیز اسلوب میں قیامت تک کے لیے قرآن میں محفوظ فرمادیا۔ اُس نے انہیں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں یعنی یہودیوں کے مقابلے میں اپنی نصرت خاص سے نوازا۔ یہ سعادت ہمیں بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے لیے ہمیں اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبے کے لیے نڈالگانے والے کسی داعی کی پکار پر لبیک کہنا ہوگا اور پھر بھرپور فعالیت کے ساتھ اُس داعی کا ساتھ دینا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے ایسا کرنا آسان فرمادے۔ آمین!

سورة الجمعة

حکمت و احکامات جمعہ

اس سورہ مبارکہ کے پہلے رکوع میں اجتماع جمعہ کی یہ حکمت بیان کی گئی کہ لوگوں کو قرآن حکیم کے ذریعے آخرت کی تیاری کے لیے اپنی ذمے داریاں ادا کرنے کی یاد دہانی کروائی جائے۔ دوسرے رکوع میں اجتماع جمعہ سے متعلق احکامات بیان کیے گئے ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۴ غلبہ دین کی جدوجہد کے لیے افرادی قوت کی تیاری بذریعہ قرآن
- آیات ۵ تا ۸ بنی اسرائیل کا تورات کے حقوق ادا کرنے سے گریز
- آیات ۹ تا ۱۱ احکامات جمعہ

آیات ۱ تا ۴

غلبہ دین کی جدوجہد کے لیے افرادی قوت کی تیاری بذریعہ قرآن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تسبیح کرتی ہے اللہ تعالیٰ کی ہر وہ شے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے	يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
جو بادشاہ، بہت پاک، زبردست، کمال حکمت والا ہے۔	الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ①
وہی ہے جس نے بھیجا ان پڑھ لوگوں میں ایک رسول اُنھی میں سے	هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمَمِينَ رَسُولًا مِنْهُمْ
جو تلاوت کرتے ہیں اُن پر اللہ تعالیٰ کی آیات	يَتْلُو عَلَيْهِنَّ آيَاتِهِ
اور تزکیہ کرتے ہیں اُن کا	وَيُزَكِّيهِمْ

اور سکھاتے ہیں انھیں احکامات اور حکمت	وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۝
اور بے شک وہ لوگ تھے اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں۔	وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝
اور کچھ اور لوگ ہیں انھی میں سے (جن کی طرف آپؐ کو بھیجا)	وَأَخْرَيْنَ مِنْهُمْ
جو ابھی تک نہیں ملے ان سے	لَهَا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۝
اور وہی زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔	وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝
یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے	ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ
وہ دیتا ہے اسے جسے چاہتا ہے	يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۝
اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے۔	وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی چار شانیں اور انھی کی مطابقت سے نبی اکرم ﷺ کے چار وظائف بیان کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ بادشاہِ حقیقی ہے اور نبی اکرم ﷺ اُس کے فرامین آیات کی صورت میں لوگوں کو سناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہستی ہے اور آپ ﷺ قرآن کے ذریعے لوگوں کا تزکیہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ زبردست ہے اور آپ ﷺ اُس کے احکامات لوگوں تک پہنچا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حکمت والا ہے اور آپ ﷺ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ دین کی حکمت سکھاتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے مذکورہ بالا چاروں وظائف قرآن کے ذریعے ادا کیے۔ تلاوتِ آیات سے لوگوں کو متوجہ کیا، جو متوجہ ہوئے ان کے دلوں میں قرآن اتار کر ان کا تزکیہ کیا۔ اب جب ان میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور فکرِ آخرت پیدا ہوئی تو انھیں اللہ تعالیٰ کے احکامات سکھائے۔ بعد ازاں احکامات کی حکمت سکھا کر انھیں دین کے لیے ہر قربانی دینے کی خاطر ثابت قدم کر دیا۔ اس طریقہ کار سے وہ حزب اللہ تیار ہوئی جس نے آپ ﷺ کا ساتھ دے کر محض برس کے عرصے میں دینِ حق کو غالب کر دیا۔ آج بھی ہمیں غلبہ دینِ حق کے لیے اسی طریقہ کار کو اختیار کرنا ہوگا۔ اجتماعِ جمعہ اسی سلسلے کا ایک تربیتی اجتماع ہے جس میں قرآن سنا کر لوگوں کی ذہنی

و فکری تربیت کی کوشش کی جاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے بنفس نفیس اُمین یعنی عربوں میں غلبہ دین کی جدوجہد کی۔ البتہ آپ ﷺ تمام آخرین یعنی غیر عربوں کی طرف بھی رسول ہیں۔ اب امت کو ان دونوں طبقات میں دین کی تبلیغ اور غلبے کے لیے جدوجہد کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۵

یہودیوں کا تورات کے حقوق ادا کرنے سے گریز

مثال اُن لوگوں کی جن پر بوجھ ڈالا گیا تورات (کی ذمے داری) کا	مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَةَ
پھر انھوں نے نہیں اٹھایا اسے (اس پر عمل نہیں کیا)	ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا
گدھے کی مثال کی طرح ہے جو اٹھائے ہوئے ہے کتابوں کا بوجھ	كَمَثَلِ الْجَمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا
بری ہے مثال اُن لوگوں کی جنھوں نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی آیات کو	بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ
اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔	وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿۵﴾

اللہ تعالیٰ نے یہود کو تورات عطا فرمائی اور اُن پر لازم کیا کہ وہ اُس کی تعلیمات پر عمل، اُس کے احکامات کے نفاذ اور تبلیغ کی ذمے داریاں ادا کریں گے۔ یہود نے دنیا داری کو ترجیح دی اور تورات کے حوالے سے ذمے داریوں کو پس پشت ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُن کی مثال اُس گدھے کی سی ہے جس پر کتابوں کا بوجھ لدا ہوا ہو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حقوق ادا نہ کرنے والے ظالم ہیں اور اُن کی مثال گدھے سے بھی بدتر ہے۔ بد قسمتی سے آج یہی جرم ہم مسلمانوں کا قرآن حکیم کے حوالے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی کتاب پر صدق دل سے ایمان لانے، اُس کی روزانہ تلاوت کرنے، اُسے سمجھنے، اُس کے احکامات کو ہر سطح پر نافذ کرنے اور اُسے دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۸ تا ۶

بگڑی ہوئی امت کی خوش کن خواہشات

اے نبی! فرمائیے اے وہ لوگو جو یہودی ہوئے!	قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا
اگر تمہارا دعویٰ یہ ہے کہ	إِنْ زَعَمْتُمْ
سارے لوگوں کو چھوڑ کر تم ہی اللہ کے دوست ہو	أَنْتُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ
تو تمنا کرو موت کی	فَتَنْتَبِئُوا الْمَوْتَ
اگر تم سچے ہو	إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ①
اور وہ تمنا نہ کریں گے اس کی کبھی بھی ان (بد اعمالیوں) کی وجہ سے جو آگے بھیجی ہیں ان کے ہاتھوں نے	وَلَا يَتَمَنَّوْنَهَا أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ط
اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے ظالموں کو۔	وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ②
فرمائیے بے شک وہ موت تم بھاگتے ہو جس سے	قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ
سو بے شک وہ ملنے والی ہے تم سے	فَأِنَّهُ مُلْقِيكُمْ
پھر تم لوٹائے جاؤ گے چھپی اور ظاہری باتیں جاننے والے کی طرف	ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو۔	فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ③

جو امت اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حوالے سے اپنی ذمے داریاں ادا نہ کرے، وہ آخرت میں اپنے اس جرم کی سزا سے بچنے کے لیے خوش کن خواہشات کا سہارا لیتی ہے۔ یہودی دعویٰ یہ تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لاڈلے اور محبوب ہیں۔ وہ ہمیں ہر گز عذاب نہیں

دے گا۔ ان آیات میں انھیں گریبان میں جھانکنے کی دعوت دی گئی۔ کہا گیا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے اتنے ہی چہیتے ہو تو دنیا میں طویل زندگی کے خواہش مند کیوں ہو؟ موت کی آرزو کرو تا کہ جلد اپنے محبوب حقیقی سے جا ملو۔ آگاہ کیا گیا کہ یہودی موت کی آرزو کبھی نہیں کریں گے۔ وہ اندر سے جانتے ہیں کہ انھیں موت کے وقت اور بعد میں اپنے جرائم کی سزا کا سامنا کرنا ہوگا۔ وہ یہ جان لیں کہ موت سے کتنا ہی دور رہنا چاہیں، وہ اپنے وقت پر آکر رہے گی۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوں گے جو ان کے ظاہری و پوشیدہ اعمال سے واقف ہے۔ پھر لازماً انھیں اپنے اعمال کی جواب دہی کرنا ہوگی اور اپنے کیے کا خمیازہ بھگتنا ہوگا۔ آج امت مسلمہ کے ذہن میں بھی کافروں کے مقابلے میں برتر ہونے کا ایک احساس ہے۔ کاش ہم دنیا میں اپنی ذلت و رسوائی پر غور کر کے اس حقیقت کو جان لیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہے۔ آج ہم بھی یہود کی طرح و ہن کی بیماری کا شکار ہیں۔ ہمیں دنیا کی زندگی عزیز اور موت کا خوف ہے۔ دوسری قومیں ہمیں برباد کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

”يُوشِكُ الْأَمَمُ أَنْ تَدَاعِيَ عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكْلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا، فَفَقَالَ قَائِلٌ: وَمِنْ قَوْلِهِ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَال: بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ، وَلَكِنَّكُمْ غُنَاءٌ كَغُنَاءِ السَّيْلِ، وَلَيَنْزِعَنَّ اللَّهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمْ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ، وَلَيَقْذِفَنَّ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ، فَفَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ: حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ“ (ابوداؤد)

”اندیشہ ہے کہ دیگر اقوام تمہارے خلاف (اقدام کے لیے) ایک دوسرے کو ایسے دعوت دیں گی جیسے ایک کھلانے والی اپنے دسترخوان کی طرف بلاتی ہے۔“ پوچھا ایک پوچھنے والے نے ”کیا اُس روز ہم تعداد میں کم ہوں گے؟“۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”بلکہ تم اُس روز بڑی تعداد میں ہو گے لیکن تم اُس جھاگ کی مانند ہو گے جیسا جھاگ سیلاب کے پانی پر آجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا رعب نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں و ہن پیدا کر دے گا۔“ پوچھا ایک پوچھنے والے نے ”اے اللہ کے رسول ﷺ و ہن کیا ہے؟“۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دینے اور اس کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۰ تا ۹

جمعے کی پہلی اذان کے بعد کاروبار کرنے کی ممانعت

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
جب اذان دی جائے نماز کے لیے جمعے کے دن	إِذْ نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ
تو تیزی سے جاؤ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف	فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ
اور چھوڑ دو تجارت کو	وَذُرُوا الْبَيْعَ
یہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم جانتے ہو۔	ذَلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۹﴾
اور جب پوری کر لی جائے نماز	فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ
تو پھیل جاؤ زمین میں	فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ
اور تلاش کرو اللہ تعالیٰ کے فضل میں سے	وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ
اور ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا کثرت سے	وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا
تاکہ تم فلاح پاؤ۔	لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۰﴾

ان آیات میں حکم دیا گیا کہ جمعے کے دن جب اجتماع جمعہ کے لیے اذان دی جائے تو ہر قسم کا کاروبار روک دو اور تیزی کے ساتھ ذکر سننے کے لیے جامع مسجد کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ ذکر سے مراد وہ تعلیمات قرآن ہیں جن کی نماز سے پہلے خطبہ جمعہ میں یاد دہانی کروائی جاتی ہے۔ جید علماء کا فتویٰ ہے کہ جمعے کے روز پہلی اذان سے لے کر نماز جمعہ کے اختتام تک کاروبار کرنا حرام ہے۔ البتہ نماز جمعہ کے بعد کاروبار کرنے کی اجازت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پورے اہتمام اور مسنون آداب کے ساتھ اجتماع جمعہ میں شرکت اور خطبے میں دی جانے والی ہدایات قرآنی سے استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۱

اللہ تعالیٰ کے انعامات تجارت اور کھیل تماشے سے بہتر ہیں

وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا	اور جب انہوں نے دیکھی کوئی تجارت یا تماشہ
انْقَضُوا إِلَيْهَا	وہ اٹھ کر چل پڑے اُس کی طرف
وَتَرَكُوا قِالِبًا	اور اے نبی! انہوں نے چھوڑ دیا آپ کو کھڑا ہوا
قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهِوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ	فرمائیے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر ہے تماشے سے اور تجارت سے
وَاللَّهُ خَيْرٌ الرَّزِقِينَ ۝	اور اللہ تعالیٰ بہترین رزق دینے والا ہے۔

ع ۱۱

ابتدا میں عیدین کی طرح نماز جمعہ پہلے ادا کی جاتی تھی اور خطبہ بعد میں دیا جاتا تھا۔ ایک موقع پر کچھ لوگ نماز ادا کر کے فارغ ہوئے تو عین اُس وقت ایک تجارتی قافلے کی مدینے میں آمد کا اعلان ہوا۔ انہوں نے سوچا کہ نماز تو پڑھ لی ہے، اب خطبہ سننا فرض نہیں لہذا وہ تجارتی قافلے کی طرف چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر متوجہ فرمایا کہ خطبہ جمعہ کی اہمیت بھی وہی ہے جو نماز کی ہے۔ پورے آداب کے ساتھ خطبہ سننے کے جو انعامات عطا ہوں گے وہ تجارت اور دنیا کے کھیل تماشوں سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان انعامات کے حصول کے لیے خصوصی اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورة المنافقون

منافقت کی حقیقت کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں مرضِ نفاق کی حقیقت، اس کا سبب، حفاظتی تدبیر، مدارج (stages)، ہلاکت خیزی اور علاج کو واضح کیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۵ مرضِ نفاق کی حقیقت اور مدارج
- آیت ۶ مرضِ نفاق کی ہلاکت خیزی
- آیات ۷ تا ۸ مرضِ نفاق کی شدت
- آیت ۹ مرضِ نفاق کا سبب اور حفاظتی تدبیر
- آیات ۱۰ تا ۱۱ مرضِ نفاق کا علاج

آیات ۱ تا ۵

مرضِ نفاق کی حقیقت اور مدارج

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اے نبی! جب آتے ہیں آپ کے پاس منافقین	إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ
تو کہتے ہیں ہم (دل سے) گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں	قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ
اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بے شک آپ یقیناً اُس کے رسول ہیں	وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ
اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافقین یقیناً	وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ ﴿١﴾

جھوٹے ہیں۔	
انہوں نے بنا لیا ہے اپنی قسموں کو ڈھال	اِتَّخَذُوا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً
پس انہوں نے روکا اللہ تعالیٰ کی راہ سے	فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ط
بے شک وہ برا ہے جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں۔	اِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۲﴾
یہ اس لیے کہ وہ ایمان لائے تھے	ذٰلِكَ بِاِنَّهُمْ اٰمَنُوْا
پھر انہوں نے کفر کیا	ثُمَّ كَفَرُوْا
تو مہر کر دی گئی اُن کے دلوں پر	فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ
سو وہ سمجھتے نہیں ہیں۔	فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۳﴾
جب آپؐ دیکھیں گے انہیں	وَ اِذَا رَاٰیْتَهُمْ
بھلے لگیں گے آپؐ کو اُن کے جسم	تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ط
اور اگر وہ بات کریں گے	وَ اِنْ يَقُوْلُوْا
آپؐ غور سے سنیں گے اُن کی بات	تَسْمَعُ لِقَوْلِهِمْ ط
گویا وہ ٹیک لگائی ہوئی لکڑیاں ہیں	كَانَتْهُمْ خَشَبٌ مُّسْتَدَّةٌ ط
خیال کرتے ہیں ہر چیخ کو اپنے اوپر پڑنے والی	يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ط
وہی دشمن ہیں پس آپؐ ہو شیار رہیں اُن سے	هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرُوْهُمْ ط
ہلاک کرے انہیں اللہ تعالیٰ	فَاتَّكَمَهُمُ اللّٰهُ
کہاں سے وہ بہکائے جاتے ہیں؟	اَلَيْ يَوْمًا يَكُوْنُوْنَ ﴿۴﴾

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا	اور جب کہا جاتا ہے اُن سے آؤ
يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ	بخشش مانگیں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے رسولؐ
لَوَّارِعُ وَّوَسَّهُمْ	وہ جھٹکتے ہیں اپنے سر
وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ	اور آپؐ دیکھتے ہیں انہیں کہ وہ رکتے ہیں
وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ﴿٥﴾	اور وہ تکبر کرنے والے ہوتے ہیں۔

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ منافقین ایمان لانے کے بعد باطنی طور پر کفر یعنی مرضِ نفاق میں مبتلا ہو گئے۔ مرضِ نفاق کی حقیقت ہے دنیا کی محبت۔ اس محبت کی وجہ سے انسان جان اور مال کے تحفظ کو اولین ترجیح دیتا ہے۔ دین کے تقاضوں کو ایک بوجھ سمجھتا ہے۔ جان کی محبت میں بزدل ہو جاتا ہے اور دین کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے اور قربانی دینے سے گریز کرتا ہے۔ مال کی محبت میں بخیل بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ پھر اس مرضِ نفاق کے چار مدارج ان آیات میں بیان ہوئے:

i. اپنے اخلاص کو ظاہر کرنے اور کوتاہیوں کا جواز پیش کرنے کے لیے جھوٹ بولنا۔

ii. جھوٹ میں وزن پیدا کرنے اور باز پرس سے بچنے کے لیے جھوٹی قسمیں کھانا۔

iii. اپنی کمزوریوں کو چھپانے کے لیے دوسروں کو بھی مال و جان کی قربانی دینے سے روکنا۔

iv. دین کے لیے قربانیاں دینے والوں سے دشمنی اور نفرت کرنا۔

منافقین کو سب سے زیادہ دشمنی اور نفرت نبی اکرم ﷺ سے تھی۔ وہ محسوس کرتے تھے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات پر لبیک نہ کہنے کی وجہ سے ہماری بزدلی اور دنیا داری بے نقاب ہوئی ہے۔ اگر آپ ﷺ دینی تقاضے واضح نہ کرتے تو ہمارا بھرم قائم رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں آکر اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرنے کی دعوت کو بڑے تکبر اور حقارت سے رد کر دیتے تھے۔ افسوس! انھوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کیسا عظیم دورِ سعادت پایا لیکن ایمان لانے کے باوجود وقتی فوائد کی وجہ سے سعادتیں حاصل کرنے سے محروم رہے۔

آیت ۶

مرضِ نفاق کی ہلاکت خیزی

سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ	اے نبی! برابر ہے اُن پر
أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ	آیا آپ بخشش مانگیں اُن کے لیے
أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ	یا آپ بخشش نہ مانگیں اُن کے لیے
لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ	ہرگز نہیں بخشے گا اللہ تعالیٰ انہیں
إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ①	بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا فاسق لوگوں کو۔

مرضِ نفاق کی ہلاکت خیزی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ منافقین کے حق میں کسی کی شفاعت اور دعا قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ اگر نبی اکرم ﷺ بھی اُن کے لیے دعائے استغفار کریں تب بھی منافقین کی بخشش نہیں کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین !

اللَّهُمَّ طَهِّرْ قُلُوبَنَا مِنَ النِّفَاقِ "اے اللہ! پاک فرمادے ہمارے دلوں کو نفاق سے۔"

آیات ۷ تا ۸

مرضِ نفاق کی شدت

هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلَيَّ مِنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ	منافقین وہی ہیں جو کہتے ہیں مت خرچ کرو اُن پر جو رسول اللہ کے پاس ہوتے ہیں
حَتَّىٰ يَنْفَضُوا	یہاں تک کہ وہ منتشر ہو جائیں
وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کے

خزانے	وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ ۝
لیکن منافق سمجھتے نہیں ہیں۔	
کہتے ہیں یقیناً اگر ہم واپس گئے مدینہ	يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ
ضرور نکال دے گا زیادہ عزت والا اُس میں سے نہایت ذلت والے کو	لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ۝
حالانکہ عزت تو ہے ہی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اور مومنوں کے لیے	وَاللَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ
لیکن منافق جانتے نہیں ہیں۔	وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝

مرضِ نفاق کی شدت یہ ہے کہ حق کا آگے بڑھ کر ساتھ دینے والوں سے شدید دشمنی اور نفرت پیدا ہو جائے۔ منافقین کی اسی خباثت کا ذکر ان آیات میں ہے۔ پس منظر میں ایک واقعہ ہے۔ غزوہ بنو مصطلق سے واپسی پر ایک انصاری اور مہاجر کا آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے بذاتِ خود جا کر جھگڑا ختم کروا دیا۔ رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کواہق نے اٹھانے کا موقع مل گیا۔ اُس نے انصاری صحابہ کے سامنے اپنے ناپاک جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے مہاجرین کی مدینہ میں مالی امداد کی اور آج وہ ہم ہی سے لڑنے لگے۔ بہت ہو گیا اب ہم اُن کی کوئی مالی مدد نہیں کریں گے اور مدینہ جا کر ان گھٹیا (معاذ اللہ) لوگوں کو نکال دیں گے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اُس ملعون منافق کو آگاہ کیا کہ آسمان وزمین کے خزانے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ مہاجرین کی امداد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی۔ اسی طرح عزت والا اللہ تعالیٰ ہے، اُس کے رسول ﷺ ہیں اور مخلص اہل ایمان ہیں۔ ذلت و رسوائی منافقین ہی کے حصے میں آنے والی ہے۔

آیت ۹

منافقت کا سبب اور حفاظتی تدبیر

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
------------------------------	--------------------------------

غافل نہ کر دیں تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ تعالیٰ کی یاد سے	لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ج
اور جس نے کیا ایسا	وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ
تو وہی لوگ خسارے میں جانے والے ہیں۔	فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۹

انسان کے دل میں منافقت کا مرض دنیا کی محبت کی صورت میں پیدا ہوتا ہے۔ دنیا کی محبت کے سب سے نمایاں مظاہر مال اور اولاد کی محبتیں ہیں۔ اگر ان محبتوں کے زیر اثر انسان اتنا مشغول ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُس کے احکامات سے غافل ہو جائے تو یہی منافقت ہے۔ حفاظتی تدبیر ہے دوام ذکر الہی۔ انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ اور اُس کے احکامات کو یاد رکھتے ہوئے اپنا جائزہ لیتا رہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کمی تو نہیں آرہی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ تدبیر اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۰ تا ۱۱

منافقت کا علاج... انفاق

خرچ کرتے رہو اُس میں سے جو ہم نے دیا ہے تمہیں	وَ اَنْفِقُوا مِنْ مَّا رَزَقْنَاكُمْ
اس سے پہلے کہ آپہنچے تم میں سے کسی کی موت	مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَ اَحَدَكُمْ الْمَوْتُ
پھر وہ کہے کہ اے میرے رب! کیوں نہ مہلت دی مجھے ایک قریبی مدت تک	فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا اَخَّرْتَنِيْ اِلَىٰ اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ
تو میں صدقہ کرتا	فَاَصَّدَقَ
اور ہو جاتا نیک لوگوں میں سے۔	وَ اَكُنْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۰
اور ہر گز مہلت نہیں دے گا اللہ تعالیٰ کسی جان کو	وَ لَنْ يُؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا

ع
۱۳

اِذَا جَاءَ اَجَلُهَا	جب آجائے اُس کا وقت
وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝	اور اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے اُس سے جو تم کر رہے ہو۔

منافقت پیدا ہوتی ہے دنیا کی محبت کی وجہ سے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ دل سے دنیا کی محبت خارج کی جائے۔ دنیا کی محبت کا سب سے بڑا مظہر ہے مال کی محبت۔ لہذا منافقت کا علاج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں یعنی اُس کے دین کی تبلیغ و اقامت کے لیے اور دیگر خیر کے کاموں میں مال خرچ کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ انسان اس معاملے میں تاخیر کرے اور اچانک موت کافرشتہ سامنے آجائے۔ جب موت کافرشتہ آجائے گا تو مرنے والا التجا کرے گا کہ اے اللہ! مجھے تھوڑی سی مہلت عطا فرمادے تاکہ میں نیک بن جاؤں اور تیری راہ میں مال لگا کر اسے اپنے لیے توشہ آخرت بنا لوں۔ موت کا عالم طاری ہونے کے بعد ایسی التجا قبول نہ کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اس محرومی سے ہماری حفاظت فرمائے اور ہمیں نیکیوں کے حصول اور اپنی خوشنودی کے لیے مال خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورة التَّوْبَاتِ

ایمان کی حقیقت کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں ایمان اور اُس کے انسان کی فکر اور کردار پر اثرات کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۴ ایمان باللہ
- آیات ۵ تا ۶ ایمان بالرسالت
- آیت ۷ ایمان بانا آخرت
- آیات ۸ تا ۱۰ ایمان لانے کی دعوت
- آیات ۱۱ تا ۱۵ ایمان کے اثرات و ثمرات
- آیات ۱۶ تا ۱۸ ایمان لانے والوں کے لیے دعوتِ عمل

آیات ۱ تا ۴

ایمان باللہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تسبیح کرتی ہے اللہ تعالیٰ کی ہر وہ شے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے	يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ
اُسی کی بادشاہی ہے	لَهُ الْمُلْكُ
اور اُسی کے لیے ہے کل شکر	وَلَهُ الْحَمْدُ ۗ
اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔	وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہیں	هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ
پھر تم میں سے کوئی کافر ہے اور تم میں سے کوئی مومن	فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ط
اور اللہ تعالیٰ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔	وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝۲
اُس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو با مقصد	خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ
اور اُس نے صورتیں بنائیں تمہاری	وَصُورَكُمْ
پھر حسن دیا تمہاری صورتوں کو	فَأَحْسَنَ صُورَكُمْ ج
اور اُسی کی طرف لوٹنا ہے۔	وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝۳
وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے	يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو	وَيَعْلَمُ مَا تُسْرُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ط
اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے سینوں کی بات کو۔	وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۴

یہ آیات ایمان باللہ یعنی توحید باری تعالیٰ کے حسب ذیل پہلو بیان کر رہی ہیں:

i. کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہی ہے اور کرتی رہے گی۔

ii. کائنات کی ہر شے پر اُسی کی بادشاہت جاری و ساری ہے۔

iii. کائنات میں ہر طرف اُسی کی حمد و ثنا ہو رہی ہے۔

iv. وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

v. تمام انسانوں کو اُسی نے پیدا کیا لیکن کچھ مومن ہوئے اور کچھ کافر۔

vi. وہ مسلمانوں اور کافروں دونوں کے طرز عمل کو دیکھ رہا ہے۔

vii. اُس نے کائنات کی ہر شے کو با مقصد بنایا ہے۔

viii. انسان کو اُس نے بہت ہی عمدہ ساخت میں پیدا کیا اور اُسے تمام مخلوقات پر فضیلت دی۔

ix. اُس نے دنیا انسانوں کے استفادے کے لیے بنائی ہے اور انسانوں کو وہ آخرت میں جواب دہی کے لیے جمع فرمائے

گا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: فَإِنَّكُمْ خُلِقْتُمْ لِلْآخِرَةِ وَالْأُولَىٰ خُلِقَتْ لَكُمْ (بیہقی)

”پس بے شک تم بنائے گئے ہو آخرت کے لیے اور دنیا بنائی گئی ہے تمہارے لیے۔“

x. کائنات کی ہر شے اُس کے علم میں ہے۔ وہ جانتا ہے کہ انسان شعوری طور پر کیا ظاہر کرتا ہے اور کیا چھپاتا ہے۔ اُسے یہ بھی

معلوم ہے کہ انسان کے تحت الشعور میں کیا ارادے ہیں اور ہر ارادے کے پیچھے کیا نیت ہے۔

آیات ۶۳۵

سابقہ قومیں رسولوں پر ایمان کیوں نہ لائیں؟

کیا نہیں آئی تمہارے پاس خبر اُن لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا اس سے پہلے	أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبُؤُا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ
تو انہوں نے چکھی سزا اپنے کام کی	فَذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ
اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔	وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝
یہ اس لیے کہ آئے تھے اُن کے پاس اُن کے رسول واضح نشانیوں کے ساتھ	ذَٰلِكَ بِأَنَّهُ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ
تو انہوں نے کہا کیا انسان ہدایت دیں گے ہمیں؟	فَقَالُوا أَبَشَرٌ يَهْدِيهِمْ وَنَجَّاءُ
پس انہوں نے انکار کیا اور رُخ پھیر لیا	فَكَفَرُوا وَتَوَلَّوْا
اور بے نیازی کی اللہ تعالیٰ نے	وَاسْتَعْنَى اللّٰهُ
اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ہر تعریف کے لائق ہے۔	وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝

ان آیات میں سابقہ قوموں کی داستانوں کی طرف اشارہ ہے جن پر دنیا میں عذاب آئے اور آخرت میں بڑا عذاب اُن پر آنے والا ہے۔ اُن کے پاس اُن کے رسول واضح تعلیمات کے ساتھ آئے تھے۔ انھوں نے اعتراض کیا کہ رسول انسان ہیں اور ایک انسان کیسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر ہمیں ہدایت دے سکتا ہے؟ دوسری طرف انسانوں ہی کے کہنے پر لکڑی اور پتھر کے بتوں یا دیگر مخلوقات کو معبود مان لیا۔ جب انھوں نے رسولوں کی دعوت سے رخ پھیر لیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اُن کی طرف سے اپنی رحمت کا رخ موڑ دیا اور انھیں حق کو جھٹلانے کی عبرتناک سزا دی۔ ہر دور میں انسان بشریت اور رسالت کو ایک ساتھ قبول کرنے پر تیار نہیں ہوا۔ جنھوں نے بحیثیت بشر دیکھا انھوں نے رسول نہیں مانا اور بعد میں آنے والوں نے اگر رسول مان لیا تو پھر اُن کی بشریت کا انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر طرح کی گمراہی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۷

قیامت ضرور آئے گی

سمجھ لیا ہے اُن لوگوں نے جنھوں نے کفر کیا کہ وہ ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے	زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ لَنْ يُبْعَثُوا
اے نبی! فرمائیے کیوں نہیں! قسم ہے میرے رب کی	قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي
تم ضرور اٹھائے جاؤ گے	لَتُبْعَثُنَّ
پھر ضرور تمہیں بتایا جائے گا جو بھی تم نے کیا	ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ
اور یہ اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے۔ (بوجہ کمال قدرت کے)	وَذَلِكُمْ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝

اس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے رب کی قسم کھا کر اعلان کر دیں کہ تمام انسانوں کو ضرور روزِ قیامت زندہ کیا جائے گا اور اُن میں سے ہر ایک کو بتا دیا جائے گا کہ اُس نے دنیا میں کیا کچھ کیا ہے؟ جس خالق نے پہلی بار اتنی بڑی کائنات اور بے شمار مخلوقات بنائی ہیں اُس کے لیے انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنا اور اُن سے حساب لینا بالکل بھی مشکل نہیں۔ کافروں کے لیے نبی

اکرم ﷺ کا قسم کھا کر ایک حقیقت بیان کرنا حجت تھا کیونکہ وہ آپ ﷺ کو اصادق تسلیم کرتے تھے۔ ایک سچے انسان کا قسم کھا کر کوئی حقیقت بیان کرنا دلیلِ خطابی کہلاتا ہے۔

آیات ۸ تا ۱۰

ہار اور جیت کا اصل دن

سوا ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول پر	فَأْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
اور اُس نور (قرآن) پر جو ہم نے نازل کیا ہے	وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا
اور اللہ تعالیٰ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔	وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝۸
جس دن اللہ تعالیٰ جمع کرے گا تمہیں جمع ہونے کے دن میں	يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجُمُعِ
وہی ہار جیت کا دن ہے	ذَلِكَ يَوْمُ النَّجَابِ ۝
اور جو ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر	وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ
اور اُس نے عمل کیا اچھا	وَيَعْمَلْ صَالِحًا
اللہ تعالیٰ دور کر دے گا اُس سے اُس کی برائیاں	يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ
اور داخل کرے گا اُسے ایسے باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں	وَيُدْخِلُهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
وہ رہنے والے ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیش	خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۝
یہی بہت شاندار کامیابی ہے۔	ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝۱۰

وَالَّذِينَ كَفَرُوا	اور جن لوگوں نے کفر کیا
وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا	اور جھٹلایا ہماری آیات کو
أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ	وہی آگ والے ہیں
خَالِدِينَ فِيهَا ۗ	ہمیشہ رہنے والے ہیں اُس میں
وَبِئْسَ الْهَٰصِرُ ۗ	اور وہ بہت بری ہے لوٹنے کی جگہ۔

الغالبۃ
۵

ان آیات میں تمام انسانوں کو دعوت دی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ، اُس کے رسول ﷺ اور نورِ ہدایت یعنی قرآنِ حکیم پر ایمان لائیں۔ اس حقیقت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ دنیا کی کامیابی بھی عارضی ہے اور یہاں کی ناکامی بھی وقتی۔ زیادتی اور ظلم کرنے والا بظاہر دنیا میں نفع میں رہا لیکن جب روزِ قیامت اُس کی نیکیاں مظلوم کو دی جائیں گی یا مظلوم کے گناہ اُس کے کھاتے میں ڈالے جائیں گے تو وہ ظالم ابدی خسارے میں چلا جائے گا۔ گویا ہار اور جیت اور نفع و نقصان کا اصل دن روزِ قیامت ہے۔ ایمان لا کر اچھے عمل کرنے والے اُس روز کامیاب ہوں گے اور ہمیشہ ہمیش کی جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ اس کے برعکس ایمان نہ لانے والے اُس روز ناکام قرار پائیں گے اور ابدی جہنم کی سزا کا سامنا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی اور دائمی کامیابی عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۱ تا ۱۳

ایمان کے فکر و عمل پر اثرات

مَا أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ	نہیں پہنچتی کوئی مصیبت مگر اللہ تعالیٰ کے اذن سے
وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ	اور جو ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ پر
يَهْدِ قَلْبَهُ ۗ	وہ ہدایت دیتا ہے اُس کے دل کو
وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۱۱	اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول کی	وَ أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ ۚ
پس اگر تم پھر گئے	فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ
تو بے شک ہمارے رسول کے ذمے تو صاف صاف پہنچا دینا ہی ہے۔	فَأِنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلَّغُ الْمُبِينُ ﴿۱۲﴾
اللہ، نہیں کوئی معبود سوائے اُس کے	اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ
اور اللہ تعالیٰ ہی پر پھر بھروسہ کرنا چاہیے مومنوں کو۔	وَ عَلَىٰ اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۱۳﴾

جس خوش نصیب انسان کا دل نورِ ایمان سے منور ہو جائے اُس کے فکر اور طرزِ عمل میں ایمان کے حسب ذیل ثمرات ظاہر ہوتے ہیں :

- i. اُس پر جو حالات بھی وارد ہوں، وہ انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہے۔ کامیابی پر اترتا نہیں اور ناکامی پر اوایلا و فریاد نہیں کرتا۔ حدیث مبارکہ ہے: **عَجَبًا لِمَنْ يُؤْمِنُ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَ لَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرًّا أَوْ شَكْرًا فَكَانَ خَيْرًا لِلَّهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرًّا أَوْ صَبْرًا فَكَانَ خَيْرًا لِلَّهِ (مسلم)**
- ” مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اُس کے ہر معاملے میں خیر ہے اور یہ چیز مومن کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں، اگر اُسے نعمت ملے وہ شکر کرتا ہے تو یہ اُس کے لیے بہتر ہے اور اگر اُسے تکلیف پہنچے وہ صبر کرتا ہے تو یہ اُس کے لیے بہتر ہے۔“
- ii. اُس کے وجود سے صادر ہونے والے اعمال اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہوتے ہیں۔
- iii. اُس کا بھروسہ اپنی تدبیروں اور محنت پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و رحمت پر ہوتا ہے۔

آیات ۱۴ تا ۱۵

بندۂ مومن کا رشتے داروں اور مال سے تعلق

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
بے شک تمہاری بعض بیویاں اور تمہاری اولاد میں سے کچھ دشمن ہیں تمہارے	إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ
سو ان سے ہوشیار رہو	فَا حْذَرُوهُمْ ج
اور اگر تم معاف کرو	وَإِنْ تَعْفُوا
اور صرف نظر کرو	وَتَصْفَحُوا
اور بخشتے رہو	وَتَغْفِرُوا
تو اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۴
بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو محض آزمائش ہیں	إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ط
اور اللہ تعالیٰ، اُسی کے پاس ہے شاندار بدلہ۔	وَاللَّهُ عِنْدَكَ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۱۵

بندۂ مومن جانتا ہے کہ بیوی اور اولاد کی محبت اُس کے لیے مزین کر دی گئی ہے اور بڑی نزاکت کی حامل ہے۔ یہ محبت اگر حد سے بڑھ جائے تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی تک لے جاتی ہے۔ لہذا وہ بیوی اور اولاد کے تعلق سے انتہائی محتاط ہوتا ہے۔ خود کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچاتا ہے اور بیوی اور اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف لانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے لیے وہ سخت رویہ اختیار نہیں کرتا بلکہ عفو و درگزر کے ذریعے اُن کی دینی تربیت کے لیے ایک خوشگوار ماحول پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح وہ مال اور اولاد کو سرمایہ نہیں بلکہ ایک ایسی امانت سمجھتا ہے جس کے بارے میں اُسے اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہی کرنی ہے۔ ان کی خاطر ایسا کام

نہیں کرتا جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دے۔ وہ جانتا ہے کہ اعتماد مال اور اولاد پر نہیں اللہ تعالیٰ پر کرنا چاہیے۔ اُس کے در سے انسان کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ مال کسی بھی وقت ہاتھ سے جاسکتا ہے اور اولاد بھی بے وفائی کر سکتی ہے۔

آیات ۱۶ تا ۱۸

دعوتِ عمل

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ	تو بچو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے جہاں تک تم ایسا کر سکو
وَأَسْمِعُوا وَأَطِيعُوا	اور سنو اور اطاعت کرو
وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِّأَنْفُسِكُمْ ^ط	اور (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کرو، بہتر ہے تمہارے ہی لیے
وَمَنْ يُؤَقِّ شُحَّ نَفْسِهِ	اور جو کوئی بچالیا گیا اپنے جی کی لالچ سے
فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ^{١٦}	تو یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔
إِنْ تَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا	اور اگر تم قرض دو گے اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض
يُضَعِفُهُ لَكُمْ	وہ بڑھائے گا اُسے تمہارے لیے
وَيَغْفِرَ لَكُمْ ^ط	اور بخش دے گا تمہارے لیے
وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ^{١٧}	اور اللہ تعالیٰ بڑا قدر دان، بڑے تحمل والا ہے۔
عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ^{١٨}	جاننے والا ہے ہر چھپی اور ظاہر چیز کا، زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

ان آیات میں اہل ایمان کو عمل کے حوالے سے مندرجہ ذیل ہدایات دی گئی ہیں :

i. اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے امکانی حد تک بچو۔

- .ii صاحب امر کے ہر ایسے حکم کو سنو اور مانو جو شریعت کے خلاف نہ ہو۔
- .iii اپنی آخرت سنوارنے کے لیے بھلائی کے کاموں میں مال خرچ کرو۔
- .iv نفس کی ہر کمزوری اور خواہش سے بچنے کی کوشش کرو۔ ایسا کرنے والے ہی کامیاب ہوں گے۔
- .v اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ اور غلبے کے لیے مال خرچ کرو۔ یہ مال اللہ تعالیٰ کے ذمے قرض ہے جو وہ تمہیں بڑھا چڑھا کر لوٹائے گا اور تمہارے گناہوں کو بھی معاف فرمادے گا۔
- اللہ تعالیٰ ہمیں مذکورہ بالا ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورة الطلاق

طلاق کے حوالے سے ہدایات کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں طلاق کے حوالے سے کئی ہدایات بیان کی گئی ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۵ تا ۵
 - آیات ۶ تا ۷
 - آیات ۸ تا ۱۰
 - آیت ۱۱
 - آیت ۱۲
- عدت کے حوالے سے ہدایات
عدت کے دوران حسن سلوک کی تعلیم
نافرمانوں کا بدترین انجام
فرمانبرداروں کے لیے بہترین انعام
اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرت

آیات ۳ تا ۳

عدت شوہر کے گھر میں پوری کی جائے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے نبی! جب تم لوگ طلاق دو بیویوں کو	يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ
تو طلاق دو انہیں ان کی عدت کے لیے	فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ
اور شمار کرو عدت کو	وَ أَحْصُوا الْعِدَّةَ
اور بچو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے جو تمہارا رب ہے	وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ
نہ نکالو انہیں ان کے گھروں سے	لَا تَخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ
اور نہ ہی وہ نکلیں	وَلَا يَخْرُجْنَ

سوائے اس کے کہ وہ ارتکاب کریں کھلی بے حیائی کا	إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ ط
اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں	وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ط
اور جس نے تجاوز کیا اللہ کی حدود سے	وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ
تو یقیناً اُس نے ظلم کیا اپنے آپ پر	فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ط
تم نہیں جانتے شاید اللہ تعالیٰ پیدا کر دے اس کے بعد کوئی نئی صورت۔	لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهُ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا ۝
پھر جب وہ پہنچنے کو آئیں اپنی عدت کو	فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ
تو روک لو انھیں بھلائی کے ساتھ	فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ
یا جدا کر دو بھلائی کے ساتھ	أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ
اور گواہ بنا لو دو معتبر آدمیوں کو اپنے میں سے	وَ أَشْهَدُوا ذَوِي عَدْلٍ مِّنْكُمْ
اور قائم کرو گواہی اللہ تعالیٰ کے لیے	وَ أَقْبِبُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ط
یہ حکم ہے نصیحت کی جاتی ہے اس کی اُسے جو ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر	ذَلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ط
اور جو بچے گا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے	وَمَنْ يَتَّبِعِ اللَّهَ
وہ بنا دے گا اُس کے لیے (مشکل سے) نکلنے کا راستہ۔	يَجْعَلُ لَهُ مَخْرَجًا ط
اور وہ رزق دے گا اُسے وہاں سے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرتا	وَ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط

اور جو بھروسہ کرے گا اللہ تعالیٰ پر تو وہ کافی ہے اُس کے لیے	وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ط
بے شک اللہ تعالیٰ پورا کر لیتا ہے اپنا کام	إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ط
یقیناً مقرر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے ایک اندازہ۔	قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝

ان آیات میں حکم دیا گیا کہ طلاق دینے کے بعد عدت کی مدت کو پورا کیا جائے اور اس دوران طلاق یافتہ خاتون شوہر کے گھر میں قیام کرے۔ نہ وہ خود نکلے اور نہ اُسے نکالا جائے۔ ہاں اگر کوئی خاتون کھلی بے حیائی کی مرتکب ہو اور اُس سے گھر کا ماحول خراب ہو تو پھر اُسے نکالا جاسکتا ہے۔ عدت شوہر کے گھر میں گزارنے کی حکمت یہ ہے کہ بیوی سامنے ہو تو شاید شوہر کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے اور وہ رجوع کر لے یا بیوی کسی طرح اُسے رجوع کی طرف مائل کر لے۔ اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوگئی کہ ایک یا دو طلاقیں دی جائیں تاکہ عدت کے دوران رجوع کا امکان رہے۔ عدت کی مدت پوری ہونے کو آئے تو اب فیصلہ کر لیا جائے کہ آیا رجوع کرنا ہے یا علیحدگی اختیار کرنی ہے۔ اگر رجوع کا ارادہ ہو تو مناسب یہ ہے کہ دو گواہوں کی موجودگی میں یہ فیصلہ کیا جائے۔ گھر کے جملہ معاملات کی اصل روح تقویٰ یعنی خدا خونی اور آخرت میں جواب دہی کا احساس ہے۔ جو تقویٰ اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے لیے مشکلات میں آسانی کی راہ نکال دیتا ہے۔ اُسے وہاں سے رزق اور نعمتیں دیتا ہے جہاں سے گمان تک نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کر سکتا ہے لہذا ہمیں اُسی پر توکل و بھروسہ کرنا چاہیے۔

آیات ۴ تا ۵

عدت کی مدت

اور وہ جو ناامید ہو چکی ہوں حیض سے تمہاری عورتوں میں سے	وَالَّذِي يَسْنَنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ
اگر تم شک کرو تو اُن کی عدت تین ماہ ہے	إِنْ اُرْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ

اور اُن کی بھی جنہیں حیض نہیں آیا	وَالَّذِي لَمْ يَحِضْنَ
اور جو حمل والیاں ہیں اُن کی عدت یہ ہے کہ وہ وضع کر دیں اپنا حمل	وَأُولَاتِ الْأَحْصَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ط
اور جو بچے گا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے	وَمَنْ يَتَّبِعِ اللَّهَ
وہ پیدا کر دے گا اُس کے لیے اُس کے کام میں آسانی۔	يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ۝
یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو اُس نے نازل کیا ہے تمہاری طرف	ذَلِكَ أَمْرُ اللَّهِ أَنْزَلَهُ إِلَيْكُمْ ط
اور جو بچے گا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے	وَمَنْ يَتَّبِعِ اللَّهَ
وہ دور کر دے گا اُس سے اُس کی برائیاں	يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ
اور بڑا کر دے گا اُس کے لیے اجر۔	وَيُعْظِمُ لَهُ أَجْرًا ۝

طلاق یافتہ خاتون کی عدت تین ایام ماہواری ہے۔ البتہ جن خواتین کا یہ سلسلہ ابھی شروع نہیں ہوا ہو یا ختم ہو چکا ہو، اُن کی عدت تین قمری ماہ ہے۔ حاملہ خاتون کی عدت بچے کی پیدائش تک ہے۔ جو لوگ ان معاملات میں تقویٰ کی روش اختیار کریں گے اللہ تعالیٰ اُن کے لیے آسانیاں پیدا فرمادے گا، اُن کی خطائیں معاف فرمادے گا اور انھیں شاندار اجر سے نوازے گا۔

آیات ۶ تا ۷

عدت کے دوران حسن سلوک

(دورانِ عدت) رہائش دو مطلقہ عورت کو وہاں جہاں تم رہتے ہو اپنی حیثیت کے مطابق	أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ
--	---------------------------------------

اور تکلیف نہ دو انھیں کہ تم تنگ کرو انھیں	مَنْ وُجِدَ كُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ ط
اور اگر وہ حمل والی ہوں تو خرچ کرو ان پر	وَإِنْ كُنَّ أَوْلَاتٍ حَمِلْنَ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ
یہاں تک کہ وہ وضع کر دیں اپنا حمل	حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ
پھر اگر وہ دودھ پلائیں (بچے کو) تمہارے لیے	فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ
تو دو انھیں ان کا معاوضہ	فَأَتُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ ۚ
اور مشورہ کرو آپس میں اچھے طریقے سے	وَأْتَسِرُوا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفٍ ۚ
اور اگر تم باہم دشواری محسوس کرو	وَإِنْ تَعَاَسَرْتُمُ
تو دودھ پلائے گی اُسے کوئی دوسری عورت۔	فَسَتَرْضِعْ لَهَا أُخْرَىٰ ۖ
چاہیے کہ خرچ کرے (بچہ پر) وسعت والا اپنی وسعت میں سے	لِيُنْفِقَ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ ط
اور وہ کہ تنگ کر دیا گیا ہے جس پر اُس کا رزق	وَمَنْ قَدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ
تو چاہیے کہ وہ خرچ کرے اُس میں سے جو دیا ہے اُسے اللہ تعالیٰ نے	فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ط
ذمے داری نہیں ڈالتا اللہ کسی بھی جان پر مگر اُسی قدر جتنا اُس نے دیا ہے اُسے	لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ط
جلد ہی اللہ تعالیٰ پیدا فرمادے گا دشواری کے بعد آسانی۔	سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ۚ

یہ آیات شوہر کو ہدایت دے رہی ہیں کہ وہ عدت کے دوران مطلقہ خاتون کی تمام مالی ضروریات پوری کرے اور اُسے رہائش کے حوالے سے وہی سہولیات دے جن سے خود استفادہ کر رہا ہے۔ اُسے ذہنی و جسمانی تکلیف نہ دے۔ وہ حاملہ ہو تو بچے کی پیدائش

تک اُس کے تمام اخراجات برداشت کرے۔ اگر وہ بچے کو دودھ پلانے پر راضی ہو تو اُسے مناسب معاوضہ دے۔ اگر خاتون بچے کو دودھ پلانے پر راضی نہ ہو یا اس حوالے سے کوئی اور مشکل ہو تو باہم مشاورت سے کسی اور خاتون کی خدمات لی جاسکتی ہیں۔ اخراجات کے حوالے سے شوہر پر پابندی اپنی مالی حیثیت کے مطابق ہے۔ جیسی مالی حیثیت ہو ویسی ہی سہولیات مطلقہ خاتون کو فراہم کی جائیں۔

آیات ۸ تا ۱۰

نافرمانوں کا برا انجام

اور کتنی ہی بستیاں ہیں	وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ
جنہوں نے سرکشی کی اپنے رب اور اُس کے رسولوں کے حکم سے	عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ
تو ہم نے اُن سے حساب لیا سخت حساب	فَوَحَا سَبْنَهَا حِسَابًا شَدِيدًا
اور عذاب دیا انہیں بہت ہی برا عذاب۔	وَعَذَّبْنَا عَادًا أَبَا ثَكْرًا ۝۸
تو انہوں نے چکھ لی اپنے کام کی سزا	فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا
اور اُن کے کام کا انجام خسارہ تھا۔	وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ۝۹
تیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے سخت عذاب	أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۝۹
سو بچو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اے عقل مندو	فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ۝۱۰
جو ایمان لائے ہو!	الَّذِينَ آمَنُوا ۝۱۰
یقیناً نازل کر دی ہے اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف ایک نصیحت۔	قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝۱۰

ماضی میں جن قوموں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی کی، اُس نے اُن کی شدید پکڑ کی اور آخرت میں بھی انہیں بدترین عذاب دیا جائے گا۔ عقلمندی کا تقاضا ہے کہ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچا جائے۔ خاص طور پر نکاح اور طلاق اور خاندانی معاملات (جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تفصیلی ہدایات دی ہیں) میں اُس کی اطاعت کا خاص خیال رکھا جائے۔ ہم اہل پاکستان کی اس حوالے سے بہت بڑی محرومی ہے۔ پاکستان کے قیام سے پہلے ہمارے عائلی قوانین شریعت کے مطابق تھے۔ ہندوستان میں آج بھی ایسا ہی ہے۔ بد قسمتی سے پاکستان میں ۱۹۶۲ء میں ان قوانین کو تبدیل کر کے غیر اسلامی بنا دیا گیا۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کے عذابوں کا تسلسلِ اسی طرح کی نافرمانیوں کی سزا ہے۔

آیت ۱۱

کیا صرف قرآن ہدایت کے لیے کافی ہے؟

یہ ایسے رسول ہیں جو تلاوت کرتے ہیں تم پر اللہ کی واضح بیان کرنے والی آیات	رَسُولًا يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ
تاکہ وہ نکالیں اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے عمل کیے اچھے	لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
(کفر و جہل کے) اندھیروں سے (ایمان اور علم و عمل کی) روشنی کی طرف	مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ط
اور جو ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر	وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ
اور اُس نے عمل کیا اچھا	وَيَعْمَلْ صَالِحًا
اللہ تعالیٰ داخل کرے گا اُسے ایسے باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں	يُذْخِلُهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
وہ رہنے والے ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیش	خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ط

قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَكَ رِزْقًا ①

یقیناً خوب دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اُسے رزق۔

یہ آیت واضح کر رہی ہے کہ ذکر یعنی نصیحت قرآن کی واضح آیات اور رسول اللہ ﷺ کی عملی مثال کا مجموعہ ہے۔ ہم قرآن کی ہدایت و نصیحت کو سمجھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اور سنت کے محتاج ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے قرآن کی واضح آیات کے ذریعے اہل ایمان کا تزکیہ کیا اور انہیں گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کے نور تک پہنچا دیا۔ جن خوش نصیبوں کو یہ سعادت مل رہی ہے یعنی وہ قرآن و سنت سے یہ فیض حاصل کر رہے ہیں، وہی نیک بخت جنت کی ابدی نعمتوں سے سرفراز ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان سعید لوگوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۲

قرآن حکیم میں سات زمینوں کا ذکر

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے پیدا فرمائے سات آسمان	اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ
اور زمین سے بھی اُن کی مانند	وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ ط
ان سب میں احکام نازل ہوتے رہتے ہیں۔	يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ
تاکہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے	لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۙ
اور بے شک اللہ تعالیٰ نے احاطہ کر رکھا ہے ہر چیز کا (اپنے) علم سے۔	وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ②

اس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح سات آسمان بنائے ہیں، اسی طرح سات زمینیں بھی تخلیق فرمائی ہیں۔ ترمذی کے روایت ہے کہ اللہ نے سات آسمانوں کی طرح سات زمینیں پیدا کی ہیں کہ ایک زمین کے نیچے دوسری زمین ہے اس کے نیچے تیسری زمین اس طرح سات زمینیں ہیں۔ ان سب کے لیے اُس نے ایک ضابطہ بنایا ہے۔ وہ ان سب کے لیے معاملات کی تدبیر

فرماتا ہے اور ان معاملات کے بارے میں فیصلے نازل فرماتا ہے۔ ان حقائق سے رہنمائی حاصل ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بے مثال قدرت و اختیار رکھتا ہے اور اُس کا علم لامحدود و وسعتوں تک پھیلا ہوا ہے۔

سورہ ملک آیت ۳ کے مطابق سات آسمان تہہ بہ تہہ ہیں۔ اگر سات زمینیں بھی ان کی مثل ہیں تو اس سے یہ تصور پیدا ہوتا ہے کہ شاید ایک آسمان کی بیرونی سطح کسی دوسرے آسمان کے لیے زمین ہو جیسے کسی کثیر المنزلہ عمارت میں زیریں منزل کی چھت، بالائی منزل کا فرش ہوتی ہے۔ بقول اقبال ۔

شاید کہ زمیں ہے یہ کسی اور جہاں کی

تو جس کو سمجھتا ہے فلک اپنے جہاں کا

سورة التحريم

خاندانی زندگی کے بارے میں ہدایات

اس سورہ مبارکہ میں خاندانی زندگی کے حوالے سے شوہر، بیوی اور سربراہ خاندان کو ہدایات دی گئی ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۵ تا ۵
- آیات ۶ تا ۹
- آیات ۱۰ تا ۱۲

آیات ۲ تا ۲

شوہر کے لیے ہدایت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اے نبی! کیوں حرام کرتے ہیں اُسے جو حلال کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے	يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ۚ
چاہتے ہیں خوشنودی اپنی بیویوں کی؟	تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۖ
اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۱
یقیناً اللہ تعالیٰ نے طے کر دیا ہے تمہارے لیے کفارہ ادا کرنا تمہاری قسموں کا	قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ ۚ
اور اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے	وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۚ
وہی سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔	وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝۲

ان آیات میں دورِ نبوی ﷺ کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے بعض ازواجِ مطہرات کی دلجوئی کے لیے ایک خاص قسم کے شہد کو استعمال نہ کرنے کی قسم کھالی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو متوجہ فرمایا کہ کیوں ازواج کو خوش کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ ایک نعمت کو اپنے اوپر حرام کر رہے ہیں؟ ایسا نہ ہو کہ آپ ﷺ کی محبت میں امت بھی اس حلال نعمت کا استعمال ترک کر دے۔ آپ ﷺ کو اپنی قسم توڑ دینی چاہیے۔ قسم توڑنے کا کفارہ سورہ مائدہ آیت ۸۹ میں بیان کیا جا چکا ہے۔

اس واقعے سے شوہر کے لیے ایک خاص رہنمائی فراہم ہوتی ہے۔ وہ رہنمائی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کے لیے عورت کی محبت کو مزین فرمادیا ہے۔ ممکن ہے اس محبت سے مغلوب ہو کر کوئی شوہر اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لیے شریعت کے احکامات کا پاس نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات کے ذریعے ہدایت دی کہ اُس کے احکامات کو ترجیح دو اور کوئی محبت اس ترجیح کو تبدیل نہ کرنے پائے۔

آیات ۳ تا ۴

بیوی کے لیے ہدایت

اور جب رازداری سے بتائی نبیؐ نے اپنی کسی زوجہ کو ایک بات	وَإِذْ أَسْرَرْنَا النَّبِيَّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا
پھر جب وہ ذکر کر بیٹھیں اُس کا (آگے)	فَلَمَّا نَبَّاتِ بِهِ
اور اطلاع کر دی اُس کی اللہ تعالیٰ نے نبیؐ کو	وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ
آپؐ نے بتادیا اُس میں کچھ (زوجہ کو)	عَلَيْهِ عَرَفَ بَعْضُهُ
اور اعراض کیا کچھ سے	وَاعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ
تو جب آپؐ نے ذکر کیا زوجہ سے اُس بات کا	فَلَمَّا نَبَّاهَا بِهِ

پوچھا زوجہ نے کس نے بتائی آپ کو یہ بات؟	قَالَتْ مَنْ أُنْبَاكَ هَذَا
آپ نے فرمایا بتایا ہے مجھے سب کچھ جاننے والے، خوب باخبر نے۔	قَالَ نَبَاَنِی الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ①
اے نبیؐ کی دونوں بیویو! اگر آپ دونوں توبہ کر لیں اللہ تعالیٰ کی جناب میں	إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ
تو یقیناً مائل ہو چکے ہیں آپ دونوں کے دل	فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ②
اور اگر (بالفرض) آپ دونوں نے ایک دوسرے کا ساتھ دیا ان کے مقابلے میں	وَإِنْ تَظْهَرَا عَلَيْهِ
تو بے شک اللہ تعالیٰ خود ان کا مددگار ہے	فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ
اور جبرائیلؑ اور تمام نیک مومن	وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ③
اور تمام فرشتے بھی اس کے بعد مددگار ہیں (ان کے)۔	وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِیْرٌ ④

نبی اکرم ﷺ نے اپنی ایک زوجہ مطہرہ کو کوئی راز کی بات بتائی۔ انھوں نے وہ راز ایک دوسری زوجہ مطہرہ کو بتا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سے آپ ﷺ کو آگاہ کر دیا کہ آپ ﷺ کا راز افشا کر دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی زوجہ سے جب اس کا شکوہ کیا تو انھوں نے ناگواری کا اظہار کیا۔ پھر ان زوجہ نے بھی ناراضگی ظاہر کی جنہیں پہلی زوجہ نے راز کی بات بتائی تھی۔ غالباً انھیں شکایت تھی کہ راز کی بات مجھے براہ راست نبی ﷺ نے کیوں نہیں بتائی؟ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں دونوں ازواج مطہرات کو اس روش پر توبہ کرنے کی تلقین کی۔ ساتھ ہی ان پر واضح کیا کہ اگر انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے ناراضگی جاری رکھی تو جان لیں کہ آپ ﷺ تنہا نہیں ہیں۔ آپ ﷺ کا مددگار اللہ تعالیٰ ہے، پھر تمام فرشتے اور صحابہ کرام بھی آپ ﷺ کے ساتھی ہیں۔ دونوں ازواج مطہرات نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا، توبہ کر کے اپنے رویے کی آئندہ کے لیے اصلاح کر لی۔

اس واقعے کے ذریعے ہر خاتون کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے شوہر کے راز کی حفاظت کرے اور خاندان کے نظام کو ایک اچھے ماحول میں قائم رکھنے کے لیے شوہر کی اطاعت کرے۔ بیوی کی شوہر کے ساتھ محاذ آرائی اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام خواتین کو ان ہدایات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۵

ازواجِ مطہرات کی تحسین

عَلَسَىٰ رَبُّهُ	اے ازواجِ مطہرات! ممکن ہے کہ نبیؐ کا رب
إِنْ طَلَّقَكُنَّ	اگر وہ طلاق دے دیں آپ سب کو
أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكَنَّ	کہ بدل دے ان کے لیے ازواج جو بہتر ہوں آپ سب سے
مُسْلِمَاتٍ	(وہ ہوں) فرمانبردار
مُؤْمِنَاتٍ	ایمان والیاں
قَانِتَاتٍ	اطاعت کرنے والیاں
تَّيْبَاتٍ	توبہ کرنے والیاں
عَفِيفَاتٍ	بندگی کرنے والیاں
لَا يَحْتَسِبْنَ	لذات دنیوی سے کنارہ کشی کرنے والیاں
ثِيَابًا	شوہر آشنا
وَ أَبْكَارًا ۝	اور کنواریاں۔

اس آیت میں وہ محاسن بیان کیے گئے ہیں جن کی حامل خاتون اس لائق ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہونے کا شرف حاصل کرے۔ یہ محاسن حسب ذیل ہیں :

i. اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کے سامنے سر جھکا دینا۔

ii. صدقِ دل سے تعلیماتِ اسلام پر ایمان لانا۔

iii. اللہ تعالیٰ کے سامنے حد درجے عاجزی اختیار کرنا۔

iv. اللہ تعالیٰ سے مسلسل لو لگانا اور اپنی کوتاہیوں پر توبہ کرتے رہنا۔

v. ذوق و شوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنا۔

vi. دنیا کی آسائشات اور سہولیات سے رغبت نہ رکھنا۔

ازواجِ مطہرات کی عظمت کا ثبوت ہے کہ وہ مذکورہ بالا تمام صفات سے بہام و کمال آراستہ اور مزین تھیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ رہنے کے اعزاز سے محروم ہو جاتیں۔

آیات ۶ تا ۷

بچاؤ اپنے آپ کو اور گھروالوں کو آگ سے

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھروالوں کو اُس آگ سے	قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا
جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں	وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ
مقرر ہیں اُس پر سخت دل، زبردست فرشتے	عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غُلَاظٌ شِدَادٌ
وہ نافرمانی نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کی اُس میں جو وہ حکم دیتا ہے انھیں	لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ

اور کرتے وہی ہیں جس کا انھیں حکم دیا جاتا ہے۔	وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿٦﴾
اے وہ لوگو جنھوں نے کفر کیا!	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا
عذر پیش نہ کرو آج کے دن	لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ط
بے شک تم بدلے میں دیے جاؤ گے وہی جو تم کیا کرتے تھے۔	إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٧﴾

ع
۱۹

سربراہ خاندان کی ذمے داری ہے کہ جہاں وہ اپنے خاندان کی مادی ضروریات پوری کرنے کا اہتمام کرے وہیں اُن کی اخلاقی و روحانی تربیت کر کے انھیں جہنم کی آگ سے بچانے کی بھی کوشش کرے۔ اس کے لیے سب سے پہلے خود عمل کر کے اپنی ذات کو ایک نمونہ بنائے۔ اس کے ساتھ ساتھ گھر والوں کو اُن جرائم سے بچنے کی تلقین کرے جو جہنم کی آگ میں لے جانے والے ہیں۔ ان جرائم میں شرک، بدعت، حرام خوری کی مختلف صورتیں، جنسی بے راہ روی، بے پردگی و بے حیائی، جھوٹ، وعدہ خلافی، خیانت، عبادت کی ادائیگی سے غفلت، دینی ذمے داریاں ادا کرنے سے گریز، حقوق العباد میں کوتاہی وغیرہ شامل ہیں۔ آخرت میں سربراہ خاندان سے اپنے گھر والوں کی تربیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے : اَلَا كُنْتُمْ رَاعٍ وَّكُنْتُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رِعِيَّتِهِ (بخاری، مسلم)۔

”جان لو! تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اُس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں سوال ہوگا۔“

ممکن ہے آج ہم محبت اور نرمی میں اولاد کو گناہوں کے اعتبار سے ڈھیل دے رہے ہوں لیکن ایسا کرنا اُن سے دشمنی ہے۔ اس طرح نرمی کر کے ہم اُن کے لیے جہنم کی راہ آسان کر رہے ہیں۔ وہ جہنم کہ جس پر ایسے فرشتے مامور ہیں جو انتہائی بے رحم اور طاقتور ہیں۔ جن بد نصیبوں نے خاندان کی تربیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پرواہ نہیں کی وہ عملی اعتبار سے کفر کے مرتکب ہوئے۔ روزِ قیامت اُن کی کوئی معذرت قبول نہ کی جائے گی اور انھیں اپنے جرائم اور غفلت کا عذاب چکھنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس انجامِ بد سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۸

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرو!

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! توبہ کرو اللہ تعالیٰ کی جناب میں خالص توبہ	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا ۝
امید ہے تمہارا رب کہ وہ دور کر دے تم سے تمہاری برائیاں	عَلَىٰ رَبِّكُمْ أَن يَكْفِرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ
اور داخل کرے تمہیں اُن باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں	وَيُدْخِلَكُم جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۝
جس دن رسوا نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ نبیؐ کو	يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ
اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے نبیؐ کے ساتھ	وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۝
اُن کا نور دوڑتا ہوگا اُن کے سامنے اور اُن کے دائیں طرف	نُورَهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ
وہ کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب! پورا فرمادے ہمارے لیے ہمارا نور	يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا
اور بخش دے ہمیں	وَاعْفِرْ لَنَا ۝
بے شک تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔	إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ①

اس آیت میں اہل ایمان کو تلقین کی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گناہوں سے توبہ کریں، بالکل خالص توبہ۔ مولانا مودودی نے علامہ زمخشری کی تفسیر کشاف کے حوالے سے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ سیدنا علی نے خالص توبہ کی حسب ذیل شرائط بیان کی ہیں:

- i. جو کچھ ہو چکا ہے اس پر سچی ندامت ہو۔
 - ii. اپنے جن فرائض سے غفلت برتی ہو ان کو ادا کیا جائے۔
 - iii. جس کا حق مارا ہو اسے واپس کر دیا جائے۔
 - iv. جس کو تکلیف پہنچائی ہو اس سے معافی مانگ لی جائے۔
 - v. آئندہ کے لیے عزم کر لیا جائے کہ وہ گناہ دوبارہ نہیں کیا جائے گا جس پر توبہ کی جا رہی ہے۔
 - vi. اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گھلادیا جائے جس طرح اب تک اُسے نافرمانی کا خوگر بنائے رکھا تھا۔ اُسے اطاعت کی تلخی کا مزہ چکھایا جائے جس طرح اب تک اُسے نافرمانیوں کی حلاوت کا مزہ چکھایا جا رہا تھا۔
- جو لوگ خالص توبہ کریں گے اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف فرمادے گا۔ پل صراط کے تاریک مرحلے میں انھیں وہ نور حاصل ہوگا جس کی مدد سے وہ جہنم سے بچ کر جنت میں چلے جائیں گے۔ پھر وہ انھیں جنت کی لازوال نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیت ۹

اہل باطل کے ساتھ سختی کرنے کی تلقین
منافقین و کفار کے خلاف جہاد کا حکم

اے نبی! جہاد کیجیے کافروں اور منافقوں سے	يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ
اور سختی کیجیے ان پر	وَاعْلُظْ عَلَيْهِمْ ۗ

اور اُن کا ٹھکانہ جہنم ہے	وَمَا لَهُمْ جَهَنَّمَ ط
اور وہ بری لوٹنے کی جگہ ہے۔	وَبِئْسَ الْبَصِيرُ ۝۹

نبی اکرم ﷺ کے مزاج میں حد درجے نرمی تھی۔ کافر اور خاص طور پر منافقین اس نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھاتے تھے۔ آپ ﷺ پر طنز کرتے اور آپ ﷺ کے صبر و تحمل سے اور زیادہ جری ہوتے۔ مال و جان کی قربانی دینے سے گریز کے لیے جھوٹے بہانے بناتے۔ آپ ﷺ جب اُن کے بہانے قبول کر لیتے تو خود کو بڑا عقلمند اور آپ ﷺ کو معاذ اللہ فہم و فراست سے عاری قرار دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے نبی ﷺ! اِن بد بختوں کے خلاف جہاد کیجیے اور اُن کے ساتھ سخت رویہ اختیار کیجیے۔ یہاں جہاد سے مراد یہ ہے کہ اُن کی منافقانہ روش سے چشم پوشی نہ برتی جائے۔ اُن کی پیدا کردہ گمراہیوں کا جواب دے کر حق کو واضح کیا جائے۔ اُن کی سازشوں کو بے نقاب کر کے کھلم کھلا اُن کی مذمت کی جائے تاکہ معاشرے میں اُن کے لیے عزت و احترام باقی نہ رہے۔ یہاں جہاد سے مراد جنگ نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے کبھی بھی منافقین کے خلاف کوئی جنگ نہیں کی۔

آیات ۱۰ تا ۱۲

خواتین کا علیحدہ تشخص

مثال بیان کی اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے کفر کیا نوح اور لوط کی بیویوں کی	ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَاتٍ نُوحٍ وَامْرَأَاتٍ لُوطٍ ط
وہ دونوں تھیں دو ایسے بندوں کے نکاح میں	كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ
جو ہمارے نیک بندوں میں سے تھے	مِنْ عِبَادِنَا صَالِحِينَ
اُن دونوں عورتوں نے خیانت کی اُن دونوں بندوں کے ساتھ	وَخَانَتَهُمَا
تو وہ دونوں بندے کام نہ آئے اُن دونوں عورتوں کے اللہ تعالیٰ کے سامنے کچھ بھی	فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا

اور کہہ دیا گیا تم دونوں عورتیں داخل ہو جاؤ آگ میں داخل ہو نے والوں کے ساتھ۔	وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّٰخِلِيْنَ ۝۱۰
اور مثال بیان کی اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لائے فرعون کی بیوی کی	وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِرَاتٍ فِرْعَوْنَ ۙ
جب انھوں نے کہا اے میرے رب! بنا دے میرے لیے اپنے پاس ایک گھر جنت میں	اِذْ قَالَتْ رَبِّ اٰبِنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ
اور بچالے مجھے فرعون اور اُس کے عمل سے	وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ
اور بچالے مجھے ظالم لوگوں سے۔	وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظَّٰلِمِيْنَ ۝۱۱
اور عمران کی بیٹی مریم (کی مثال) جنھوں نے حفاظت کی اپنی عصمت کی	وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِيْ اٰحْصَنَتْ فَرْجَهَا
تو ہم نے پھونک دی اُن (کے وجود) میں اپنی طرف سے روح	فَنفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا
اور انھوں نے تصدیق کی اپنے رب کی باتوں اور اُس کی کتابوں کی	وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتِبَ لَهَا
اور وہ تھیں اطاعت کرنے والوں میں سے۔	وَكَاٰتٌ مِّنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝۱۲

دنیا میں خاندان کا نظام خوشگوار ماحول میں قائم رکھنے کے لیے بیوی کو شوہر کے تابع کیا گیا ہے۔ البتہ روز قیامت بیوی شوہر کے تابع نہ ہوگی۔ وہ زیادہ خیر کے کام کر کے شوہر سے آگے نکل سکتی ہے۔ گویا اخلاقی لحاظ سے عورت کا علیحدہ تشخص ہے اور وہ اس کے اعتبار سے قیامت کے روز اپنے عمل کا بدلہ پائے گی۔ اس حقیقت کو واضح کرنے کے لیے تین مثالیں دی گئیں :

- i. بعض عورتیں بد اعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں جائیں گی اور اُن کے شوہر جنت میں جائیں گے۔ مثلاً سیدنا نوح علیہ السلام اور سیدنا لوط علیہ السلام جنتی ہیں جبکہ اُن دونوں کی بیویاں جہنمی۔
- ii. کچھ خواتین اپنی نیکیوں کی بدولت جنت میں جائیں گی لیکن اُن کے شوہر جہنم میں ہوں گے۔ مثال کے طور پر فرعون بد بخت جہنم میں ہوگا اور اُس کی بیوی حضرت آسیہ علیہا السلام جنت میں ہوں گی۔
- iii. خاتون اور اُس کا سرپرست دونوں جنت میں ہوں گے جیسے حضرت مریم علیہا السلام اور اُن کے سرپرست سیدنا زکریا علیہ السلام۔ ایسی صورت کہ بیوی اور شوہر دونوں اپنے اپنے نیک اعمال کے نتیجے میں جنتی ہوں گے حضرت محمد ﷺ اور ازواجِ مطہرات کی ہے۔ اسی طرح وہ مثال کہ بیوی اور شوہر دونوں اپنے سیاہ اعمال کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے ابو لہب اور اُس کی بیوی ام جمیل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام بہنوں کو زیادہ سے زیادہ تقویٰ اختیار کرنے اور نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !



تَجْمُرُ بِرَأْسِكَ تَدَارِ لَيْسَ
فِرَانِ حَكِيمِ

تَبْرَكَ الَّذِي

پاره نمبر ۲۹

سورة الملك

اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرتوں کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے لامحدود اختیار اور دنیا و آخرت میں ظاہر ہونے والی اُس کی بے مثال قدرتوں کا بیان بڑے مؤثر اور جامع اسلوب میں بیان ہوا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۵ قرآن کا تصورِ خالق، کائنات اور انسان
- آیات ۶ تا ۱۴ احوالِ آخرت
- آیات ۱۵ تا ۲۳ اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرتیں اور نعمتیں
- آیات ۲۴ تا ۲۷ نعمتوں کا حساب ہو کر رہے گا
- آیات ۲۸ تا ۳۰ منکرینِ حق کے لیے دعوتِ غور و فکر

آیات ۱ تا ۲

سلسلہ موت و حیات کی حکمت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بہت برکت والا ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہے کل بادشاہی	تَبْرَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ
اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔	وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝
جس نے بنایا موت اور زندگی کو	الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ
تاکہ وہ آزمائے تمہیں کہ کون تم میں سے اچھا ہے عمل میں	لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۝

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ ﴿٦٧﴾

اور وہی زبردست ہے، بہت بخشنے والا۔

کائنات اللہ نے بنائی ہے اور اس کی تدبیر و انتظام اور فرمانروائی کے تمام اختیارات بھی اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ اُس کی قدرت لامحدود ہے اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ انسانوں کے لیے اُس نے موت و حیات کا سلسلہ جاری فرمایا۔ پہلے اُن کی روحوں کو تخلیق کیا اور عہدِ است یعنی اپنے رب ہونے کا اقرار لے کر موت کی نیند سلا دیا۔ پھر زندہ کیا اور جسم کے ساتھ دنیوی زندگی بسر کرنے کے لیے دنیا میں بھیج دیا۔ پھر وہ ہر انسان کو موت دے گا اور آخر کار آخرت میں انہیں ابدی زندگی کے لیے زندہ کیا جائے گا۔ دو موتوں کے درمیان جو دنیوی زندگی ہے وہ عارضی اور محدود زندگی ہے لیکن یہ انتہائی اہم ہے۔ اس زندگی کو اللہ تعالیٰ نے امتحان کے لیے بنایا ہے۔ بقول اقبال

قلزمِ ہستی سے تو ابھرا ہے مانندِ حباب

اس زیاں خانے میں تیرا امتحان ہے زندگی

جس نے دنیا کی زندگی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق اچھے اعمال کرتے ہوئے گزاری وہ آخرت کی ابدی زندگی میں جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہوگا۔ اس کے برعکس جس نے دنیا کی زندگی میں اُس کے احکامات کا پاس نہ کیا وہ جہنم کے ابدی عذاب سے دوچار ہوگا۔

آیات ۳ تا ۵

اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہر نقص سے پاک ہے

اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے سات آسمان اوپر نیچے	الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا ط
تم نہیں دیکھو گے رحمن کی تخلیق میں کوئی بے ربطی	مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِن تَفْوُتٍ ط
پس لو ٹاؤ (دیکھنے کے لیے) نگاہ	فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ
کیا تم نے دیکھا کوئی شکاف؟	هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ ﴿٦٨﴾

پھر لوٹاؤ نگاہ بار بار	ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ
پلٹ آئے گی تمہاری طرف نگاہ ناکام ہو کر	يَنْقَلِبُ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا
اور وہ ہوگی تھکی ماندی۔	وَهُوَ حَسِيرٌ ۝۷
اور یقیناً ہم نے زینت بخشی ہے قریبی آسمان کو چراغوں سے	وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ
اور ہم نے بنایا ہے انھیں مار بھگانے کا ذریعہ شیطانوں کے لیے	وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيْطَانِ
اور ہم نے تیار کر رکھا ہے ان (شیطانوں) کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب۔	وَاعْتَدْنَا لَهُمُ عَذَابَ السَّعِيرِ ۝۸

اللہ تعالیٰ نے وسیع و عریض کائنات تخلیق کی ہے اور اس میں سات آسمان تہہ بہ تہہ بنائے ہیں۔ یہ کائنات ایک انتہائی منظم اور محکم سلطنت ہے جس میں ڈھونڈے سے بھی کوئی عیب یا کمی یا خلل تلاش نہیں کیا جاسکتا۔ جب بھی کوئی نگاہ اس کائنات کی تخلیق میں کوئی نقص تلاش کرنے کی کوشش کرے گی وہ ضرور ناکامی سے دوچار ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر زمین کے قریب ترین آسمان کو ستاروں جیسے روشن چراغوں کے ذریعے زینت بخشی ہے۔ پھر یہی ستارے وہ حفاظتی چوکیاں ہیں جہاں فرشتے ان جنات کو مار بھگانے کے لیے مامور ہیں جو آسمان پر جا کر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی سن گن لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر کوئی جن کوئی خبر اچک لے تو یہی فرشتے دکھتی ہوئی آگ کے انگارے پھینک کر اُسے ہلاک کر ڈالتے ہیں۔

آیات ۶ تا ۹

جہنم کا جوش اور غضب

اور ان کے لیے جنھوں نے کفر کیا اپنے رب سے جہنم کا عذاب ہے	وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۝۹
---	---

اور وہ بہت بری ہے لوٹنے کی جگہ۔	وَبِئْسَ الْبَصِيرُ ①
جب وہ ڈالے جائیں گے اُس میں	إِذَا أُلْقُوا فِيهَا
وہ سنیں گے اُس کا دھاڑنا	سَمِعُوا لَهَا شَهيقًا
اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔	وَهِيَ تَفُورُ ②
قریب ہو گا وہ پھٹ پڑے غصے سے	تَكَادُ تَمَيِّزُ مِنَ الْغَيْظِ ③
جب بھی ڈالا جائے گا اُس میں کوئی گروہ	كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ
پوچھیں گے اُن سے جہنم پر مامور فرشتے	سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا
کیا نہیں آیا تھا تمہارے پاس کوئی خبر دار کرنے والا؟	أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ④
وہ کہیں گے کیوں نہیں! یقیناً ہمارے پاس آئے تھے خبر دار کرنے والے	قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ ⑤
تو ہم نے جھٹلایا	فَكَذَّبْنَا
اور ہم نے کہا نہیں نازل کی اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز	وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ ⑥
تم لوگ نہیں ہو مگر بڑی گمراہی میں۔	إِنَّ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ ⑦

ایسے بد نصیبوں کا ٹھکانہ جہنم ہے جنہوں نے رسولوں کی تعلیمات کو کوئی اہمیت نہ دی۔ جب وہ جہنم میں گرائے جائیں گے تو دیکھیں گے کہ جہنم کی آگ جوش سے باہر کی طرف ابل رہی ہوگی۔ جہنم کا غیظ و غضب زوردار دھاڑ کی آواز کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہوگا۔ ایسے محسوس ہوگا کہ وہ اپنے غضب سے پھٹ پڑے گی۔ جہنم پر مامور فرشتے اُس میں داخل ہونے والے ہر گروہ سے پوچھیں گے کہ کیا تمہیں اس ہولناک انجام سے خبر دار کرنے والے نہیں آئے تھے؟ بد نصیب جہنمی اعتراف کریں گے کہ ہمارے پاس خبر دار کرنے والے آئے تھے لیکن ہم نے انہیں جھٹلادیا اور بربادی کا راستہ اختیار کیا۔

آیات ۱۰ تا ۱۲

ہدایت پانے کی دو صورتیں

اور جہنمی کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے (یعنی پیغمبروں کی بات قبول کرتے)	وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ
ہم نہ ہوتے بھڑکتی ہوئی آگ والوں میں سے۔	مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ⑩
پس وہ اقرار کریں گے اپنے گناہ کا	فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ ⑪
تو پھٹکار ہے بھڑکتی ہوئی آگ والوں کے لیے۔	فَسَحَقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ ⑫
بے شک جو لوگ ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے	إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ
اُن کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے۔	لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ⑬

اہل جہنم بڑی ندامت سے اپنے جرائم کا اعتراف کریں گے۔ وہ حسرت سے کہیں گے کہ کاش ہم نے اہل حق کی دعوت کو توجہ سے سنا ہوتا یا خود ہی حقائق تک رسائی کے لیے غور و فکر کیا ہوتا تو ہدایت پا جاتے اور جہنم کے عذاب سے دوچار نہ ہوتے۔ افسوس کہ اُس روز یہ ندامت انہیں کوئی فائدہ نہ دے گی۔ اس کے برعکس جن لوگوں نے اہل حق کی دعوت پر لبیک کہا یا غور و فکر کر کے حق کی معرفت حاصل کی اور پھر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے زندگی گزاری، اُن کے لیے بخشش اور شاندار اجر کے انعامات ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سعادت مندوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۳ تا ۱۴

خالق کو مخلوق کی ہر بات کا علم ہے

اور تم چھپاؤ اپنی بات کو	وَأَسْرُوْا قَوْلَكُمْ
--------------------------	------------------------

یا کہو بلند آواز سے اُسے	اَوْ اَجْهَرُوا بِهٖ ط
بے شک وہ خوب جاننے والا ہے سینوں کی بات کو۔	اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۳﴾
کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا ہے؟	اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ط
اور وہی نہایت باریک بین، خوب باخبر ہے۔	وَهُوَ اللّٰطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۴﴾

ہم کسی بات کو ظاہر کریں یا پوشیدہ رکھیں، اللہ تعالیٰ کو ہر بات کا علم ہے۔ وہی ہمارا خالق ہے اور خالق اپنی مخلوق سے بے خبر نہیں ہو سکتا۔ اُسے معلوم ہے کہ ہمارے سینوں نے کون سے راز چھپا رکھے ہیں اور کن رازوں کو ظاہر کر دیا ہے۔ اخلاق کی صحیح بنیاد یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی باز پرس سے ڈر کر برائی سے بچیں، خواہ دنیا میں کوئی طاقت ہم پر گرفت کرنے والی ہو یا نہ ہو اور دنیا میں اس سے کسی نقصان کا امکان ہو یا نہ ہو۔ ایسا طرز عمل اختیار کرنے والے ہی آخرت میں بخشش اور اجر عظیم کے مستحق ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص نیت عطا فرمائے اور ظاہر کے ساتھ ساتھ باطنی اعتبار سے بھی ایمان، تقویٰ اور پاکیزگی عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۵ تا ۱۸

زمین ... اللہ تعالیٰ کی قدرت و رحمت کا مظہر

وہی (اللہ) ہے جس نے کر دیا تمہارے لیے زمین کو تابع	هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا
تو چلو اس کے کندھوں (راستوں) میں	فَاَمْشُوا فِيْ مَنَاكِبِهَا
اور کھاؤ اللہ تعالیٰ کے رزق میں سے	وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ط
اُسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔	وَ اِلَيْهِ النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾
کیا تم بے خوف ہو گئے ہو اُس سے جو آسمان میں ہے	ءَاَمِنْتُمْ مِّنْ فِي السَّمٰوٰتِ
کہ وہ دھنسا دے تمہیں زمین میں	اَنْ يَّحْسِفَ بِكُمْ الْاَرْضَ

پھر وہ بھی اچانک جب وہ لرز رہی ہو۔	فَاذْهَبِي تَهَوُّرًا ۱۶
یا تم بے خوف ہو گئے ہو اُس سے جو آسمان میں ہے	اَمْ اَمْنْتُمْ مِّنْ فِي السَّمَاۗءِ
کہ وہ بھیج دے تم پر پتھر برسانے والی ہو	اَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۱۷
پھر جلد ہی (مرنے کے بعد) تم جان لو گے کیسا ہے میرا ڈرانا۔	فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرٍ ۱۸
اور یقیناً جھٹلایا ان لوگوں نے بھی جو ان سے پہلے تھے	وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
تو کیسا تھا میرا عذاب دینا؟	فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرٍ ۱۹

وسیع و عریض زمین اللہ تعالیٰ کی قدرتِ تخلیق کا ایک عظیم شاہکار ہے اور ہمارے لیے نعمتوں کا دسترخوان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے لیے تابع کر رکھا ہے۔ ہم اس پر اطمینان سے چلتے پھرتے ہیں، زرعی اور تجارتی سرگرمیاں انجام دیتے ہیں، رہائش اختیار کرتے ہیں اور اس کے بیش بہا خزانوں کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ البتہ ہر وقت یہ حقیقت سامنے رہنی چاہیے کہ ہم نے مرنے کے بعد ان نعمتوں کی جواب دہی کرنی ہے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں لیکن پھر اسی کی نافرمانی کریں تو وہ ہمیں دنیا و آخرت کے عذاب سے دوچار کر دے گا۔ دنیا میں زمین کی نعمت، زلزلے سے زحمت بھی بن سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آسمان سے، تیز آندھیوں یا بارشوں کے ذریعے ہمیں جرائم اور ناشکری کی سزا دے سکتا ہے۔ ماضی میں مجرم قوموں کا انجام ہمارے لیے عبرت ناک مثالیں پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کر کے پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۹

اللہ تعالیٰ ہی ہر شے کا نگہبان ہے

کیا انھوں نے نہیں دیکھا پرندوں کو اپنے اوپر	اَوْ لَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ
پر پھیلانے ہوئے اور کبھی وہ پر سمیٹ رہے ہوتے ہیں	طَفَّتْ وَيَقْبِضْنَ ۲۰

وقف لازم
وقف غفران
وقف منزل

مَا يُسْكِنُنَّ إِلَّا الرَّحْمٰنُ ط	کوئی نہیں تھام رہا ہوتا انھیں سوائے رحمن کے
إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَمَّ بَصِيْرٌ ۱۹	بے شک وہ ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک مظہر فضا میں اڑتے ہوئے پرندے ہیں۔ وہ کبھی پروں کو حرکت دیتے ہوئے اڑتے ہیں اور کبھی پروں کو پھیلائے ہوئے تیر رہے ہوتے ہیں۔ ان پرندوں کو فضا میں اللہ تعالیٰ ہی تھامے رکھتا ہے۔ اسی نے پرندوں کی ایسی ساخت بنائی جس سے وہ اڑنے کے قابل ہوئے۔ اسی نے ہوا کو ان قوانین کا پابند کیا جن کی بدولت بھاری جسم رکھنے والی چیزوں کا اُس میں اڑنا ممکن ہوا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ صرف پرندوں کو ہی نہیں اللہ تعالیٰ ہر شے کو تھامے ہوئے ہے، اُس کا نگہبان ہے اور اُس کی ہر ضرورت کو پورا کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں احسان مندی کی روش اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۰ تا ۲۱

معبودانِ باطل کی بے بسی و لاچارگی

أَمَّنْ هَذَا الَّذِي هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ	بھلا کوئی ایسا ہے جو تمہارا لشکر ہو
يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُونِ الرَّحْمٰنِ ط	جو مدد کرے تمہاری رحمن کے مقابلے میں؟
إِنِ الْكٰفِرُونَ إِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ۲۰	نہیں ہیں یہ کافر مگر دھوکے میں۔
أَمَّنْ هَذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ ۷	یا کوئی ایسا ہے جو رزق دے تمہیں اگر اللہ روک لے اپنا رزق؟
بَلْ لَّجُوْا فِيْ عُتُوٍّ وَ نُفُوْرٍ ۲۱	بلکہ وہ اڑے ہوئے ہیں سرکش اور نفرت میں۔

شُرک کرنے والوں کو غور کرنا چاہیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب نازل ہو تو کیا کوئی ہے ایسا معبود جو اُن کی مدد کر سکے یا انھیں عذاب سے بچا سکے؟ اگر اللہ تعالیٰ رزق کی پیداوار روک دے تو ہے کوئی ہستی جو مخلوقات کے لیے رزق پیدا کر سکے؟ بلاشبہ

اللہ تعالیٰ کے سوا جن معبودوں کو پکارا جاتا ہے وہ سب کے سب لاجار اور بے بس ہیں۔ اس حقیقت سے شرک کرنے والے واقف ہیں لیکن پھر بھی ہٹ دھرمی اور ضد کے ساتھ شرک پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

آیت ۲۲

انسان وہی ہے جس کا کوئی مقصدِ زندگی ہو

تو کیا وہ شخص جو چلتا ہے الٹا ہو کر اپنے منہ کے بل زیادہ ہدایت پر ہے	اَفَمَنْ يُّهِنُّ مُكَبَّأً عَلٰى وَّجْهِهٖ اَهْدٰى
یا وہ جو چلتا ہے بالکل سیدھا ہو کر سیدھی راہ پر۔	اَمَّنْ يُّهِنُّ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾

اس آیت میں ایسے شخص کو جانور سے تشبیہ دی گئی ہے جس کے سامنے کوئی مقصدِ زندگی نہیں اور وہ جانوروں کی طرح سر جھکائے پیٹ بھرنے کی اشیاء کی تلاش میں ہی لگا ہوا زندگی کے دن پورے کر رہا ہے۔ انسان اور جانور میں بنیادی فرق مقصدِ زندگی کا ہے۔ جانور کا کوئی مقصد نہیں ہوتا بلکہ انسان اُسے اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی انسان بھی صرف حیوانات کی طرح پیٹ بھرنے، نسل بڑھانے اور سر چھپانے کے لیے محنت کر رہا ہو تو وہ انسان کی صورت میں حیوان ہے۔ وہ زندگی نہیں گزار رہا بلکہ زندگی اُسے گزار رہی ہے۔ دراصل انسان وہ ہے جو حیوانی تقاضوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ کسی اعلیٰ مقصدِ زندگی کو اختیار کر کے اُس کے لیے سرگرم عمل ہو۔ مقصدِ زندگی جتنا اونچا ہوگا انسان کا کردار بھی اتنا ہی اونچا ہوگا۔ افسوس ہے اُس پر جو بے مقصد زندگی بسر کر رہا ہے، بقول اقبال ے

میر سپاہ ناسزا، لشکریاں شکستہ صف

آہ! وہ تیر نیم کش جس کا نہ ہو کوئی ہدف

اعلیٰ ترین مقصد وہ ہے جو نبی اکرم ﷺ کا تھا۔ مظلوموں کی مدد کرنا اور دنیا سے ظلم و استحصال کا نظام ختم کر کے اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ عادلانہ نظام قائم کرنا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہی مقصدِ زندگی اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مری زندگی کا مقصد ترے دیں کی سرفرازی

میں اسی لیے مسلمان، میں اسی لیے نمازی

آیت ۲۳

انسان پر اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم

اے نبی! فرمائیے وہی (اللہ) ہے جس نے پیدا کیا تمہیں	قُلْ هُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ
اور بنائے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل	وَجَعَلَ لَكُمْ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۗ
بہت کم تم شکر کرتے ہو۔	قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿۲۳﴾

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیگر مخلوقات پر فضیلت دی۔ فضیلت کا بڑا مظہر ہے علم کی دولت سے سرفراز کرنا۔ علم کی دولت کے حصول کے لیے انسان کو سماعت، بصارت اور عقل دی گئی ہے۔ انسان مختلف آوازوں کو سنتا ہے، مختلف اشیاء کو دیکھتا ہے اور عقل کے ذریعے سماعت و بصارت کا تجزیہ کر کے نتائج اخذ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان صلاحیتوں کو استعمال کر کے حقائق کی معرفت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جاسکتا ہے۔ اگر انسان ان نعمتوں کو استعمال نہیں کرتا اور حق کی معرفت حاصل نہیں کرتا تو اُس میں اور حیوانات میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟

آیات ۲۲ تا ۲۷

قیامت ضرور آئے گی

اے نبی! فرمائیے وہی (اللہ) ہے جس نے پھیلا دیا ہے تمہیں زمین میں	قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ
اور اُسی کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے۔	وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿۲۴﴾
اور وہ کہتے ہیں کب پورا ہوگا یہ (قیامت کا) وعدہ	وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ
اگر تم سچے ہو؟	إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۲۵﴾

فرمائیے بے شک یہ علم تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے	قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ
اور بے شک میں تو ہوں ہی واضح خبردار کرنے والا	وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۲۶﴾
پھر جب وہ دیکھیں گے اُسے قریب	فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً
بگڑ جائیں گے چہرے اُن لوگوں کے جنہوں نے کفر کیا	سَيِّئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا
اور کہا جائے گا یہی ہے وہ تم جسے مانگا کرتے تھے۔	وَقِيلَ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَدَّعُونَ ﴿۲۷﴾

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو پیدا فرمایا اور وسیع و عریض زمین میں پھیلا دیا۔ پھر وہ اُن سب کو روزِ قیامت دوبارہ جمع فرمائے گا۔ کافر سوال کرتے ہیں کہ قیامت کادن کب آئے گا؟ نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ کافروں کو بتادیں کہ قیامت کے آنے کا وقت اللہ ہی جانتا ہے۔ البتہ میں تمہیں خبردار کر رہا ہوں کہ قیامت ضرور آئے گی۔ اُس روز کافروں کی صورتیں بگڑ جائیں گی اور ہوش اڑ جائیں گے۔ اُن سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ آفت جس کے بارے میں تم جلدی مچا رہے تھے۔

آیات ۲۸ تا ۲۹

کافروں کے لیے دعوتِ غور و فکر

اے نبی! فرمائیے کیا تم نے دیکھا	قُلْ أَرَأَيْتُمْ
اگر ہلاک کر دے اللہ مجھے اور انہیں جو میرے ساتھ ہیں	إِنْ أَهْلَكِنِي اللَّهُ وَمَنْ مَعِيَ
یا وہ رحم فرمائے ہم پر	أَوْ رَحِمَنَا
تو کون ہے جو بچائے گا کافروں کو دردناک عذاب سے؟	فَمَنْ يُجِيرُ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ ﴿۲۸﴾
فرمائیے وہ بے حد رحم فرمانے والا ہے	قُلْ هُوَ الرَّحْمَنُ
ہم ایمان لائے ہیں اُس پر	أَمَّنَّا بِهِ

اور اسی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے	وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا
تو جلد ہی تم جان لو گے کہ کون ہے جو کھلی گمراہی میں ہے۔	فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۲۹﴾

ان آیات میں کافروں کو دعوتِ غور و فکر دی گئی ہے۔ وہ بد بخت نبی ﷺ کو کوستے تھے اور آپ ﷺ اور اہل ایمان کے لیے ہلاکت کی دعائیں مانگتے تھے۔ اُن سے کہا گیا کہ مسلمانوں کے انجام کے بجائے اپنے انجام کی فکر کرو۔ مسلمان چاہے ہلاک کر دیے جائیں یا اُن پر رحم کیا جائے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کافروں کو عذاب سے کون بچائے گا؟ وہ لاچار اور بے بس معبودوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا کر عذاب کے مستحق تو ہو چکے ہیں۔ کیا اُن کے معبود انھیں اُس کی پکڑ سے بچا سکیں گے؟ اس کے برعکس مسلمانوں کا توکل و بھروسہ اسی پر ہے، لہذا وہ ضرور اُن پر رحم فرمائے گا۔ جو لوگ اُس پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر توکل کر رہے ہیں، کافرا انھیں گمراہ سمجھ رہے ہیں۔ عنقریب وہ وقت آئے گا جب یہ بات کھل جائے گی کہ حقیقت میں گمراہ کون تھا؟

آیت ۳۰

ایسا سوال جو سوچنے پر مجبور کر دے

اے نبی! فرمائیے کیا تم نے دیکھا	قُلْ اَدْعَيْتُمْ
اگر ہو جائے تمہارے پانی کا زمین میں گہرا تر جانا	اِنْ اَصْبَحَ مَاءُكُمْ غَوْرًا
تو کون ہے جو لائے گا تمہارے پاس بہتا ہو پانی؟	فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَّعِينٍ ﴿۳۰﴾

آخری آیت میں کافروں کے سامنے ایک سوال رکھ دیا گیا اور انھیں اُس پر سوچنے کے لیے چھوڑ دیا گیا۔ عرب کے صحراؤں اور پہاڑی علاقوں میں زندگی کا سارا انحصار اُس پانی پر ہوتا ہے جو کسی جگہ زمین سے نکل آتا ہے۔ اگر یہ پانی زمین میں اتر کر غائب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود ہے جو یہ آپ حیات لا کر دے سکتا ہو؟ اگر نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کا کیا جواز ہے؟ بلاشبہ ہر نعمت اللہ تعالیٰ ہی کے خزانہ سے ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین!

سورة القلم

نبی ﷺ کی عظمت اور مخالفین کی ذلت کا بیان

اس سورہ مبارکہ کے اول و آخر میں نبی اکرم ﷺ کی عظمت اور درمیان میں آپ ﷺ کے مخالفین کی ذلت و پستی کا بیان ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۷ عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کا بیان
- آیات ۸ تا ۱۶ آپ ﷺ کے دشمنوں کی خباثت کا بیان
- آیات ۱۷ تا ۳۳ باغ والوں کا قصہ بطور عبرت
- آیات ۳۴ تا ۴۱ مخالفین کے باطل تصورات کی نفی
- آیات ۴۲ تا ۴۷ مخالفین کے برے انجام کا ذکر
- آیات ۴۸ تا ۵۲ نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کا بیان

آیات ۱ تا ۴

نبی اکرم ﷺ اخلاق کے بلند ترین مرتبے پر ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ن	ن
قسم ہے قلم کی! اور اُس کی جو وہ لکھتے ہیں۔	وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ﴿۱﴾
اے نبی! نہیں ہیں آپ اپنے رب کی نعمت سے مجنون۔	مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ ﴿۲﴾
اور بے شک آپ کے لیے یقیناً ایسا اجر ہے جو ختم ہونے والا نہیں ہے۔	وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ ﴿۳﴾

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴿۳﴾

اور بے شک آپ یقیناً عظیم اخلاق کے مرتبے پر ہیں۔

نبی اکرم ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ غارِ حرا سے گھبرائے ہوئے گھر تک آئے تو مشرکین مکہ نے مشہور کر دیا کہ آپ ﷺ پر کسی جن کا سایہ ہو گیا ہے اور معاذ اللہ آپ ﷺ مجنون ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دلجوئی کے لیے فرمایا کہ قلم اور اُس کے ذریعے لکھی جانے والی پوری تاریخ انسانی کی تحریریں گواہ ہیں کہ آپ ﷺ مجنون نہیں۔ کوئی مجنون قرآن جیسا اعلیٰ علمی و ادبی کلام لوگوں کے سامنے بیان نہیں کر سکتا۔ نہ ہی کوئی مجنون اخلاق کے اُس عظیم مقام تک پہنچ سکتا ہے جس پر آپ ﷺ فائز ہیں۔ ایسے اخلاق کہ جن کی عظمت و بلندی کا اعتراف دشمنوں نے بھی کیا۔ آپ ﷺ کی صداقت، دیانت، وعدوں کی پاسداری، بردباری، عدالت، قول و فعل کی مطابقت اور عفو و درگزر کی شان مثالی تھی۔ ہٹ دھرمی کرنے والے اپنی گستاخیوں سے آپ ﷺ کا دل دکھاتے رہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لیے ایسا اجر طے کر دیا ہے جس کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو آپ ﷺ کی محبت کی خوشبو سے معطر، آپ ﷺ کی عظمت کے احساس سے مزین اور آپ ﷺ کے ادب و احترام کے پاس سے مؤدب فرمائے۔ آمین !

آیات ۵ تا ۷

جلد ظاہر ہو جائے گا کون بھٹک گیا ہے؟

فَسْتَبْصِرُ	پس اے نبی! جلد ہی آپ دیکھ لیں گے
وَيُبْصِرُونَ ﴿۵﴾	اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔
بِأَيْكُمُ الْمَفْتُونُ ﴿۶﴾	کہ تم میں سے کون دیوانگی میں مبتلا ہے۔
إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ	بے شک آپ کا رب ہی زیادہ جاننے والا ہے اُس کو جو بھٹک گیا ہے اُس کی راہ سے
وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿۷﴾	اور وہی زیادہ جاننے والا ہے ہدایت پانے والوں کو۔

ان آیات میں نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ مخالفین آپ ﷺ کو آسیب زدہ قرار دے رہے ہیں لیکن جلد ہی ظاہر ہو جائے گا کہ کون ہدایت پر ہے اور کون سیدھی راہ سے بھٹک گیا ہے۔ آپ ﷺ نہ صرف ہدایت پر ہیں بلکہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دوسروں کو ہدایت کی راہ دکھانے کے لیے بھیجا ہے۔ جو لوگ آپ ﷺ کی مخالفت کر رہے ہیں وہی ہیں جو بھٹکے ہوئے ہیں سیدھی راہ سے اور ضد اور ہٹ دھرمی میں پاگل پن کی حرکتیں کر رہے ہیں۔

آیات ۹ تا ۸

باطل کے ساتھ سمجھوتا نہیں ہو سکتا

فَلَا تَطْعَمُ الْمَكْذِبِينَ ۸	تو اے نبی! آپ بات نہ مانے جھٹلانے والوں کی۔
وَذُو الْوُدُوهِ ۹	وہ چاہتے ہیں کاش آپ نرمی اختیار کر لیں
فَيَذُوهُنَّ ۱۰	تو وہ بھی نرم پڑ جائیں گے۔

مشرکین مکہ جب آپ ﷺ کو طنز، تشدد اور لالچ کے ذریعے حق کی راہ سے نہ ہٹا سکے تو پھر سودے بازی کی پیشکش کرنے لگے۔ وہ چاہتے تھے کہ آپ ﷺ ان کی کچھ باتیں مان لیں تو وہ بھی آپ ﷺ کی کچھ باتوں کو مان لیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو منع فرمایا کہ اہل باطل کے ساتھ کوئی سمجھوتا ہر گز نہ کریں۔ حق وہی ہوتا ہے جو خالص ہو۔ اگر حق کے ساتھ تھوڑے سے باطل کی آمیزش ہو گئی تو اب جو صورت بنے گی وہ باطل ہی قرار پائے گی۔ بقول اقبال ے

باطل دوئی پسند ہے حق لا شریک ہے

شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

آیات ۱۰ تا ۱۶

اہل باطل کا ایک خبیث کردار

وَلَا تَطْعَمُ كُلَّ حَلْفٍ مَّهِينٍ ۱۰	اور اے نبی! آپ بات نہ مانے کسی بہت قسمیں
---	--

کھانے والے ذلیل کی۔	
جو بہت زیادہ طعنے دینے والا	هَمَّازٌ
خوب پھرنے والا ہے چغلیاں لگاتا ہوا۔	مَشَاعِمِ بَنِيْمٍ ﴿۱۱﴾
خیر سے روکنے والا ہے	مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ
زیادتی کرنے والا پکا گناہ گار ہے	مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿۱۲﴾
سخت مزاج ہے	عُتْبٍ
اس کے علاوہ بدنام بھی ہے۔	بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ﴿۱۳﴾
اس لیے کہ وہ ہے مال اور بیٹوں والا۔	اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَ بَنِيْنَ ﴿۱۴﴾
جب تلاوت کی جاتی ہیں اُس پر ہماری آیات	اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا
کہتا ہے یہ کہانیاں ہیں پہلے لوگوں کی۔	قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۵﴾
جلد ہی ہم داغ لگائیں گے اُسے سوئڈ (ناک) پر۔	سَنَسِيْبُهٗ عَلٰى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾

یہ آیات اہل باطل میں سے ایک خبیث کردار کی مذمت کر رہی ہیں۔ یہ کردار ولید بن مغیرہ کا تھا جو نبی اکرم ﷺ پر باطل کے ساتھ سودے بازی کے لیے دباؤ ڈال رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے بد بخت کے کردار کو بے نقاب کرتے ہوئے آگاہ کیا کہ یہ شخص بہت زیادہ جھوٹی قسمیں کھانے والا، طعنے دینے والا، لگائی بجھائی کرنے والا، خیر کے کاموں کا دشمن، حد سے گزرنے والا، گمراہی پر اڑنے والا، ولد الزنا اور بدترین مجرم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے مال اور بیٹوں سے نوازا ہے جن کی بناء پر اترتا اور تکبر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آیات سن کر انھیں پچھلوں کے قصے اور کہانیاں قرار دیتا ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اس کی جھوٹی عزتِ نفس کو خاک میں ملا کر رکھ دے گا۔

دے گا۔

آیات ۱۷ تا ۲۷

باغ والوں کی داستان بطور عبرت

اِنَّا بَلَوْنَهُمْ	بے شک ہم نے آزمایا ہے انھیں (مکہ والوں کو)
كَمَا بَلَوْنَا اَصْحَابَ الْجَنَّةِ	جیسے ہم نے آزمایا باغ والوں کو
اِذْ اَقْسَمُوا	جب انھوں نے قسم کھائی
لَيَصْرُنَّ مِنْهَا مُصْبِحِينَ ﴿۱۷﴾	وہ ضرور توڑ لیں گے اُس کا پھل صبح ہوتے ہی۔
وَلَا يَسْتَنْوِنَ ﴿۱۸﴾	اور وہ کوئی استثناء نہیں کر رہے تھے (ان شاء اللہ کہہ کر)۔
فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَبِّكَ	پس پھر گیا اُس پر سے ایک پھرنے والا (عذاب) تمہارے رب کی طرف سے
وَهُمْ نَآبُونَ ﴿۱۹﴾	جبکہ وہ سو رہے تھے۔
فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ﴿۲۰﴾	تو صبح کو وہ باغ ہو گیا کٹی ہوئی کھیتی کی طرح۔
فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ ﴿۲۱﴾	تو انھوں نے پکارا ایک دوسرے کو صبح ہوتے ہی۔
اِنَّ اَعْدُوْا عَلٰی حَرْثِكُمْ	کہ سویرے چلوا اپنے کھیت پر
اِنَّ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿۲۲﴾	اگر تم پھل توڑنے والے ہو۔
فَاَنْطَقُوْا	پھر وہ چلے
وَهُمْ يَتَخَفَتُوْنَ ﴿۲۳﴾	اور چپکے چپکے کہتے جاتے تھے۔
اِنَّ لَّا يَدْخُلُهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿۲۴﴾	کہ نہ داخل ہونے پائے باغ میں آج تمہارے پاس کوئی مسکین۔

اور وہ سویرے چلے اپنے ارادے پر (بظاہر) قادر ہوتے ہوئے۔	وَعَدَّوْا عَلٰی حَرِّ قَدْرِيْنَ ﴿۲۹﴾
پس جب انھوں نے دیکھا باغ کو	فَلَمَّا رَاَوْهَا
کہنے لگے بے شک ہم یقیناً راستہ بھولے ہوئے ہیں۔	قَالُوْا اِنَّا لَضَالُوْنَ ﴿۳۰﴾
بلکہ ہم محروم کر دیے گئے ہیں۔	بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۳۱﴾

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایسے بھائیوں کی داستان بیان فرمائی ہے جنہیں پھلا پھولا ایک باغ عطا کیا گیا تھا۔ ایک سال جب باغ میں خوب پھل آیا تو انھوں نے :

- i. فیصلہ کیا کہ وہ ضرور کل باغ کا پھل اتاریں گے۔ یہ فیصلہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو بالکل ہی فراموش کر دیا اور ان شاء اللہ تعالیٰ (اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا) تک نہ کہا۔
 - ii. باہم طے کیا کہ اتارے ہوئے پھل میں سے کسی غریب کو کچھ بھی نہیں دیں گے۔ گویا بخل کا مظاہرہ کرتے ہوئے فضل کی زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔
 - iii. پھل اتارنے کے لیے باغ کی طرف جانے کا ایسا انداز اختیار کیا جیسے وہ پھل اتارنے پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اختیارِ مطلق کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا۔
- اللہ تعالیٰ نے انھیں مذکورہ بالا جرائم کی سزا دی اور راتوں رات ایک آفت کے ذریعے اُن کے باغ کو اجاڑ دیا۔ صبح جب باغ کو دیکھا تو سر پیٹ لیا اور فریاد کرنے لگے کہ ہم تو لٹ گئے اور برباد ہو گئے۔
- باغ والوں کی طرح اہل مکہ پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے اور نبی اکرم ﷺ جیسی عظیم ہستی اُن میں بھیجی ہے۔ اگر مکہ والوں نے احسان فراموشی کی اور آپ ﷺ کی دعوت کو جھٹلا کر جرائم کا ارتکاب کیا تو باغ والوں کی طرح یہ بھی سزا پائیں گے۔

آیات ۲۸ تا ۳۳

سبق سیکھنے کی دعوت

کہا اُس نے جو اُن میں بہتر تھا	قَالَ اَوْسَطُهُمْ
کیا میں نے نہیں کہا تھا تمہیں کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے۔	اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ ﴿۲۸﴾
انہوں نے کہا پاک ہے ہمارا رب	قَالُوا سُبْحٰنَ رَبِّنَا
بے شک ہم ہی ظالم تھے۔	اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾
پھر متوجہ ہو اُن میں سے ایک دوسرے کی طرف (اور) وہ باہم آپس میں ملامت کر رہے تھے۔	فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُونَ ﴿۳۰﴾
کہنے لگے ہائے ہماری خرابی!	قَالُوا يَا وَيْلَنَا
بے شک ہم ہی حد سے گزرنے والے تھے۔	اِنَّا كُنَّا ظٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾
امید ہے ہمارا رب کہ بدل کر دے ہمیں بہتر اس سے	عَسٰی رَبِّنَا اَنْ يُبَدِّلَنَا خَيْرًا مِّنْهَا
بے شک ہم اپنے رب کی طرف ہی رجوع کرنے والے ہیں۔	اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا رٰغِبُونَ ﴿۳۲﴾
اسی طرح ہوتا ہے عذاب	كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۗ
اور یقیناً آخرت کا عذاب زیادہ بڑا ہے	وَالْعَذَابُ الْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ ۗ
کاش کہ وہ جان لیتے۔	لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۳۳﴾

وقف
لازم
۳۳

باغ والوں میں سے ایک بھائی نے دوسروں کو متوجہ کیا کہ کیا تم بھول گئے ہو کہ میں نے تمہیں بار بار اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہنے کی دعوت دی تھی۔ یہ بات سن کر پہلے تو بھائیوں نے ایک دوسرے پر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کرنے کا الزام لگایا۔ آخر کار انھوں نے اعتراف کیا کہ ہم سب نہ صرف ظالم بلکہ حد سے بڑھنے والے تھے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ وہ ہمیں زیادہ بہتر باغ عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حادثات سے محفوظ رکھے اور اگر وہ پیش آہی جائیں تو ان سے سبق سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

باغ کا اجر نابلاشبہ اللہ تعالیٰ کے عذاب ہی کی ایک صورت تھی۔ البتہ اگر اس بربادی سے اپنے رویے کی اصلاح نہ کی تو پھر آخرت کے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ وہ عذاب زیادہ بڑا اور سخت ہوگا۔ اس حقیقت کا احساس کر کے مجرموں کو اصلاحِ حال کی کوشش کرنی چاہیے۔

آیات ۳۲ تا ۴۱

کیا متقی اور مجرم برابر ہیں؟

بے شک پرہیزگاروں کے لیے ان کے رب کے ہاں نعمت والے باغات ہیں۔	إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿۳۲﴾
کیا ہم کر دیں گے فرمانبرداروں کو مجرموں کی طرح؟	أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ﴿۳۳﴾
کیا ہے تمہیں	مَا لَكُمْ
کیسا فیصلہ کر رہے ہو تم؟	كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿۳۴﴾
کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم یہ پڑھتے ہو؟	أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ﴿۳۵﴾
کہ بے شک تمہارے لیے آخرت میں یقیناً وہی ہوگا جو تم پسند کرو گے۔	إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَبَاتٍ تَحِيبُونَ ﴿۳۶﴾

کيا تمہارے لیے قسمیں ہیں ہم پر (لازم)	أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا
جو پہنچنے والی ہیں قیامت تک	بِالْغَةِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
کہ بے شک تمہارے لیے یقیناً وہی ہوگا جو تم فیصلہ کرو گے؟	إِنَّ لَكُمْ لَمَّا تَحْكُمُونَ ﴿۳۹﴾
اے نبی! پوچھیے ان سے کہ کون ان میں سے اس کا ضامن ہے؟	سَأَلَهُمْ أَيُّهُمْ بِذَلِكَ زَعِيمٌ ﴿۴۰﴾
کیا ان کے کوئی شریک ہیں؟	أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ
تو وہ لے آئیں اپنے شریکوں کو	فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ
اگر وہ سچے ہیں۔	إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ﴿۴۱﴾

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کے دو من گھڑت اور باطل تصورات کی نفی کی ہے:

- i. اُن کا تصور تھا کہ اللہ تعالیٰ بڑا غفور و رحیم ہے اور وہ تمام انسانوں کو خواہ گناہ گار ہوں یا نیکو کار جنت میں داخل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ نعمتوں والی جنت صرف متقیوں کے لیے ہے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ متقی اور مجرم برابر ہو جائیں۔ مشرکین بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس کتاب میں نازل کیا ہے کہ مجرموں کو بھی اُن کی خواہشات کے مطابق جنت کی نعمتیں حاصل ہوں گی؟ کیا اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے کوئی وعدہ کر رکھا ہے کہ جسے وہ روز قیامت پورا کرنے کا پابند ہے؟ کوئی ہے جو اس طرح کا دعویٰ کر سکے؟ بلاشبہ یہ تصورات من گھڑت اور خود ساختہ ہیں۔
 - ii. مشرکین دعویٰ کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ ہستیاں شریک ہیں۔ اُن سے سوال کیا گیا کہ اپنے اس دعوے کے لیے سند پیش کریں کہ کب اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ کچھ ہستیاں میرے ساتھ شریک ہونے کا درجہ رکھتی ہیں۔
- اللہ تعالیٰ ہمیں خود ساختہ اور من گھڑت تصورات اختیار کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۲ تا ۴۳

جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والوں کی ذلت

یَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ	جس دن کھولی جائے گی پنڈلی
وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ	اور وہ بلائے جائیں گے سجدہ کرنے کی طرف
فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝۳۱	تو وہ سجدہ نہ کر سکیں گے۔
خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ	جھکی ہوئی ہوں گی اُن کی نگاہیں
تُرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۝۳۲	چھارہ ہی ہوگی اُن پر ذلت
وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ	حالانکہ وہ بلائے جاتے تھے سجدے کی طرف (دنیا میں)
وَهُمْ سَالِمُونَ ۝۳۳	جبکہ وہ صحیح سالم تھے (لیکن سجدہ نہ کرتے تھے)۔

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی کا ظہور ہوگا۔ اُس وقت تمام انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرنے کی دعوت دی جائے گی۔ کچھ بد نصیب یہ سعادت حاصل کرنے سے محروم ہوں گے۔ شرم کے مارے اُن کی نگاہیں جھکی ہوں گی اور چہروں پر ذلت اور سیاہی چھارہ ہی ہوگی۔ اُن کا جرم یہ تھا کہ انھیں دنیا میں جب نماز کی طرف بلایا جاتا تھا تو وہ صحیح سالم ہونے کے باوجود نماز ادا نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بیچ وقتہ نماز پورے ذوق و شوق اور خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۴ تا ۴۷

حق کو جھٹلانے والوں کا برا انجام ہوگا

فَذَرْنِي وَمَنْ يُكِدُّ بِهَذَا الْحَدِيثِ ۝۳۴	پس اے نبی! چھوڑیے مجھے اور اُسے جو جھٹلاتا ہے اس بات کو
---	---

ہم آہستہ آہستہ پکڑیں گے انھیں ایسی جگہ سے جہاں سے انھیں خبر بھی نہ ہوگی۔	سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۴﴾
میں مہلت دوں گا انھیں	وَأُمْلِي لَهُمْ ۗ
بے شک میری تدبیر بہت مضبوط ہے۔	إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿۳۵﴾
کیا آپ مانگتے ہیں ان سے کوئی اجر	أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا
تو وہ تاوان سے بوجھل کیے جانے والے ہیں؟	فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّنتَقِلُونَ ﴿۳۶﴾
کیا ان کے پاس غیب (کا علم) ہے؟	أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ
تو وہ لکھ لیتے ہیں۔	فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿۳۷﴾

نبی اکرم ﷺ کو حوصلہ دیا گیا کہ آج آپ ﷺ کو مخالفین ذہنی و جسمانی اذیت دے رہے ہیں لیکن عنقریب ان کا برا انجام ہونے والا ہے۔ یہ اس طرح سے عذاب کے نزع میں آئیں گے کہ انھیں شعور تک نہ ہوگا۔ انھیں مہلت دی جا رہی ہے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ نہ سکیں گے۔ کیا آپ ﷺ ان سے کوئی حق خدمت مانگ رہے ہیں کہ جس کی وجہ سے یہ آپ ﷺ سے دشمنی کر رہے ہیں۔ کیا ان کے پاس غیب کے حقائق کا علم ہے کہ جس کی بنیاد پر اپنے تصورات پیش کر رہے ہیں اور آپ ﷺ پر الزامات لگا رہے ہیں۔ ایسے بد بخت برے انجام ہی کے مستحق ہیں۔

آیات ۴۸ تا ۵۰

نبی اکرم ﷺ کو صبر کی تلقین

پس اے نبی! انتظار کیجیے اپنے رب کے حکم کا	فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ
اور نہ ہوں مچھلی والے کی طرح	وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ ۗ
جب انھوں نے پکارا (اپنے رب کو)	إِذْ نَادَىٰ

وقف لازم

وَهُوَ مَكْظُومٌ ﴿۳۸﴾	اس حال میں کہ وہ غمزدہ تھے۔
لَوْلَا اَنْ تَدْرِكُهُ نِعْمَةٌ مِّنْ رَبِّهِ	اگر یہ نہ ہوتا کہ سنبھالتی انھیں نعمت اُن کے رب کی
لَكُنِيْدًا بِالْعَرَاءِ	تو ضرور وہ ڈال دیے جاتے چٹیل میدان میں
وَهُوَ مَذْمُومٌ ﴿۳۹﴾	اس حال میں کہ وہ ہوتے الزام دیے ہوئے۔
فَاَجْتَبَاهُ رَبُّهُ	پھر چن لیا انھیں اُن کے رب نے
فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِيْنَ ﴿۴۰﴾	پس شامل کر دیا انھیں نیک لوگوں میں۔

ان آیات میں نبی اکرم ﷺ کو مخالفین کی ایذا رسانی پر صبر کی تلقین کی گئی۔ اُن کے سامنے سیدنا یونس علیہ السلام کی مثال پیش کی گئی۔ سیدنا یونس علیہ السلام اپنی قوم کی سرکشی برداشت نہ کر سکے اور اللہ تعالیٰ کا حکم آنے سے پہلے ہی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اُس نے انھیں ایک آزمائش سے گزارا۔ ایک مچھلی نے انھیں نگل لیا۔ اب انھوں نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی، اپنی لغزش کا اعتراف کیا اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی۔ اُس نے انھیں مشکل سے نکالا اور صالحین میں بلند مقام سے نوازا۔ صبر کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ بھی ہے کہ مخالفین کی ہٹ دھرمی اور ضد کو برداشت کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کا حکم آنے سے پہلے اُن سے دوری اختیار نہ کی جائے۔

آیات ۵۱ تا ۵۲

قرآن حکیم حقائق کی یاد دہانی ہے

وَ اِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور بے شک اے نبی! لگتا ہے وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا ہے
لِيُزِلُّوْكَ بِاَبْصَارِهِمْ	یقیناً کھاڑ دیں گے آپ کو (قدموں سے) اپنی نظروں سے

لَمَّا سِعُوا الذِّكْرَ	جب وہ سنتے ہیں قرآن
وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ﴿٥١﴾	اور وہ کہتے ہیں بے شک یہ تو مجنون ہیں۔
وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴿٥٢﴾	حالانکہ وہ نہیں ہے مگر نصیحت تمام جہان والوں کے لیے۔

تلاوت
۲۹

مشرکین مکہ قرآنِ حکیم کے دشمن تھے۔ جب آپ ﷺ قرآنِ حکیم کی لوگوں کے سامنے تلاوت کرتے تو لوگوں تک قرآن کا پیغام پہنچنے میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے۔ شور و غل کرتے اور نبی اکرم ﷺ کو معاذ اللہ مجنون قرار دے کر آپ ﷺ کی تلاوت آیات کا اثر زائل کرنے کی کوشش کرتے۔ آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آپ ﷺ کو متزلزل کرنے کی کوشش کرتے۔ انھیں آگاہ کیا گیا کہ قرآنِ حکیم دنیا و آخرت کے حقائق کی یاد دہانی کر رہا ہے۔ تمھاری خیر اسی میں ہے کہ اس یاد دہانی سے فائدہ اٹھالو۔

سورة الحاقة

آخرت کا ذکر مؤثر اسلوب میں

اس سورہ مبارکہ میں آخرت کے احوال اور اس یقینی حقیقت کو جھٹلانے والوں کا عبرتناک انجام بڑے مؤثر پیرائے میں بیان ہوا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۱۲ انکارِ آخرت کا عبرتناک انجام
- آیات ۳ تا ۳۷ احوالِ آخرت
- آیات ۳۸ تا ۵۲ عظمتِ قرآن

آیات ۱ تا ۵

قومِ ثمود کی ہلاکت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وہ ہو کر رہنے والی۔	الْحَاقَّةُ ۱
کیا ہے وہ ہو کر رہنے والی؟	مَا الْحَاقَّةُ ۲
اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ ہو کر رہنے والی؟	وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ ۳
جھٹلایا ثمود اور عاد نے اُس کھڑکھڑانے والی کو۔	كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ۴
سوجو ثمود تھے	فَأَمَّا ثَمُودُ ۵
تو وہ ہلاک کر دیے گئے حد سے بڑی آواز کے ساتھ۔	فَاهْلِكُوا بِالظَّغْيَةِ ۶

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ قیامت کا واقع ہونا واقعی ایک حقیقت ہے۔ بد قسمت قوموں نے ماضی میں اس حقیقت کو جھٹلایا۔ ان قوموں میں عاد اور ثمود کی قومیں بھی شامل تھیں۔ قوم ثمود کو اللہ تعالیٰ نے زبردست زلزلے کے ذریعے ہلاک کیا۔ زلزلے کے وقت ایک آتش فشاں پھٹا جس کے دھماکے کی آواز اس قدر شدید تھی کہ وہی قوم ثمود کے لیے ہلاکت خیز ثابت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بد قسمت قوموں کی روش اختیار کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۸ تا ۶

قوم عاد کا عبرت ناک انجام

اور جو عاد تھے	وَ اَمَّا عَادٌ
تو وہ ہلاک کر دیے گئے ایک ایسی ہوا کے ساتھ جو حد سے زیادہ تیز و تند اور سرد تھی۔	فَاَهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصِرٍ عَاتِيَةٍ ۙ
اللہ تعالیٰ نے مسلط رکھا اُسے اُن پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل	سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَ ثَمَنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ
تو تم دیکھو گے اُن لوگوں کو اُس میں مرے پڑے ہوئے	فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعٰى ۙ
جیسے کہ وہ کھجور کے تنے ہیں گرے ہوئے۔	كَانَتْهُمْ اَعْجَازٌ نُّحْلٍ خَآوِيَةٍ ۙ
تو کیا تم دیکھتے ہو اُن میں کوئی بھی باقی رہنے والا؟	فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ۙ

قوم عاد کی بربادی ایک تیز و تند ہوا کے ذریعے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ہوا، اُن پر آٹھ دنوں اور سات راتوں تک چھوڑے رکھی۔ اس ہوانے اُس قوم کے ہر کافر کو اٹھا اٹھا کر پچا۔ اُن کے قد کاٹھ بہت اونچے تھے لہذا اُن کی لاشیں کھجور کے کھوکھلے تنوں کی مانند بکھری ہوئی نظر آرہی تھیں۔ بد قسمت قوم کا ایک بھی کافر فرد سلامت نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُن کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۲ تا ۹

آل فرعون، قوم لوط اور قوم نوح پر عذاب

اور آیا فرعون	وَجَاءَ فِرْعَوْنُ
اور جو اُس سے پہلے تھے	وَمَنْ قَبْلَهُ
اور الٹ جانے والی بستیاں	وَالْمُوتِفِكَتُ
خطائیں کرتے ہوئے۔	بِالْخَاطِئَةِ ۹
پس انھوں نے نافرمانی کی اپنے رب کے رسول کی	فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ
تو اُس نے پکڑ لیا انھیں ایک سخت گرفت میں۔	فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَابِيَةً ۱۰
بے شک ہم نے جب پانی حد سے گزر گیا سوار کیا تمہیں ایک کشتی میں۔	اِنَّا لَبَا طَغَا الْبَاءَ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۱۱
تاکہ ہم بنا دیں اُسے تمہارے لیے ایک یاد دہانی	لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً
اور یاد رکھیں اُسے یاد رکھنے والے کان۔	وَتَعْبَهَا اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۱۲

آل فرعون، قوم لوط اور قوم نوح اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی نافرمانی اور سنگین جرائم کرنے والی قومیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی شدید پکڑ کی۔ آل فرعون کو سمندر میں غرق کیا، قوم لوط کی بستیاں الٹ دیں اور قوم نوح کو ایک زبردست طوفان کے ذریعے ہلاک کیا۔ البتہ ہر قوم کے مومن گروہ کو عذاب سے محفوظ رکھا گیا۔ خاص طور پر قوم نوح کے صالح افراد کو ایک کشتی میں سوار کر لیا گیا۔ اس کشتی کو اللہ تعالیٰ نے رہتی دنیا تک کے لیے نشانی اور یادگار بنا دیا۔

آیات ۱۳ تا ۱۸

قیامت کا نقشہ

پس جب پھونکی جائے گی صور میں ایک ہی پھونک۔	فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾
اور اٹھالیا جائے گا زمین اور پہاڑوں کو	وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ
پھر وہ ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے ایک ہی چوٹ سے۔	فَذُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ﴿۱۴﴾
تو اُس دن واقع ہوگی واقع ہونے والی۔	فِيَوْمٍ مَّيِّدٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱۵﴾
اور پھٹ جائے گا آسمان	وَأُنشَقَّتِ السَّمَاءُ
تو وہ اُس دن ہوگا کمزور۔	فَهِىَ يَوْمَئِذٍ وَأَهِيَّةٌ ﴿۱۶﴾
اور فرشتے ہوں گے اُس کے کناروں پر	وَالْمَلَائِكَةُ عَلَىٰ أَرْجَائِهَا
اور اٹھائے ہوں گے تمہارے رب کے عرش کو اپنے اوپر اُس دن آٹھ (فرشتے)۔	وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَلَاثَةٌ ﴿۱۷﴾
اُس دن تم پیش کیے جاؤ گے	يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ
چھپی نہیں رہے گی تمہاری کوئی پوشیدہ بات۔	لَا تَخْفَىٰ مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿۱۸﴾

روزِ قیامت صور میں پھونک ماری جائے گی اور کائنات میں ہولناک تباہی آجائے گی۔ زمین کو پہاڑوں سمیت اٹھا کر پٹچا جائے گا۔ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور زمین بالکل صاف چٹیل میدان بن جائے گی جس پر نہ کوئی ابھار ہوگا اور نہ ہی کوئی موڑ۔ آسمان پھٹ کر بالکل ہی کمزور اور بودا ہو جائے گا۔ فرشتے آسمان کے کناروں پر ہوں گے۔ رب ذوالجلال انسانوں کا حساب لینے کے لیے زمین پر جلوہ افروز ہوگا اور اُس کا عرش آٹھ فرشتوں نے تھاما ہوا ہوگا۔ اب ہر انسان باری باری رب کے حضور پیش ہوگا اور اُس کا کوئی بھی راز اپنے رب سے پوشیدہ نہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس روز کی رسوائی سے ہمیں محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۹ تا ۲۴

نیک انسان کے لیے حسین انعام

سوجسے دیا گیا اُس کا نامہ اعمال اُس کے دائیں ہاتھ میں	فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ
تو وہ کہے گا کہ لو پڑھو میرا نامہ اعمال۔	فَيَقُولُ هَا اَوْمَرْتُ اِقْرَءُوا كِتَابِيَهٗ ۱۹
بے شک میں نے یقیناً سمجھ لیا تھا کہ میں ملنے والا ہوں اپنے حساب سے۔	اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنْیُّ مُلِیْحٍ حِسَابِيَهٗ ۲۰
پس وہ ہوگا ایک خوشی والی زندگی میں۔	فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَہٗ ۲۱
ایک بلند باغ میں۔	فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَہٗ ۲۲
جس کے میوے جھلکے ہوئے ہوں گے۔	قُطُوفُهَا دَانِیَہٗ ۲۳
(کہا جائے گا) کھاؤ اور پیو مزے سے	كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيْئًا
بوجہ اُس عمل کے جو تم نے آگے بھیجا گزرے ہوئے دنوں میں۔	بِمَا اَسْلَفْتُمْ فِی الْاٰیَامِ الْخَالِیَہٗ ۲۴

نیک انسان کو نامہ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ دوسروں کو نامہ اعمال دکھاتا پھرے گا۔ خوشی سے کہے گا کہ مجھے دنیا میں یقین تھا کہ اعمال کا حساب کتاب ہو گا اور میں نے اس کے لیے تیاری کی تھی۔ اب وہ جنت میں بڑے اطمینان کے ساتھ راحتوں سے بھرپور زندگی بسر کرے گا۔ جنت کے درخت اونچے ہوں گے لیکن اُن کے میوے جھلکے ہوئے ہوں گے۔ کہا جائے گا کہ اس جنت میں کھاؤ اور پیو خوب جی بھر کر اور لطف لیتے ہوئے۔ یہ انعام ہے دنیا میں نیک اعمال کرنے کا۔ اللہ تعالیٰ یہ انعام ہم سب کو عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۵ تا ۲۹

روزِ قیامت مجرم کی چیخ و پکار

اور جسے دیا گیا اُس کا نامہ اعمال اُس کے بائیں ہاتھ میں	وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهٖ ۙ
تو وہ کہے گا اے کاش! مجھے نہ دیا جاتا میرا نامہ اعمال۔	فَيَقُولُ يَلِيَّتَنِي لِمَ اُوْتِ كِتَابِيَهٗ ۙ
اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے؟	وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهٗ ۙ
اے کاش! وہ (موت) کام تمام کر دینے والی ہوتی۔	يَلِيَّتَهَا كَاثَتِ الْقَاضِيَهٗ ۙ
کچھ کام نہ آیا میرے میرا مال۔	مَا اَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَهٗ ۙ
جاتا رہا مجھ سے میرا اختیار۔	هَلٰكٌ عَنِّي سُلْطٰنِيَهٗ ۙ

روزِ قیامت مجرموں کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ نامہ اعمال ملتے ہی مجرم نالہ و فریاد کرے گا۔ ہائے کاش مجھے نامہ اعمال نہ دیا گیا ہوتا۔ میرے سیاہ اعمال میرے سامنے نہ آئے ہوتے اور میں یوں رسوا نہ ہوتا۔ کاش میری موت نے مجھے ختم ہی کر دیا ہوتا۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ دنیا میں جس اختیار کے بل بوتے پر میں اکرٹتا تھا وہ یہاں ختم ہو گیا۔ اب میں ایک بے بس اور لاچار بندے کی حیثیت سے کھڑا ہوں جو اپنے دفاع کے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۰ تا ۳۱

بُرے انسان کا برانجام

(حکم ہوگا) پکڑ لو اسے پس طوق پہنا دو اسے۔	خُذُوهُ فَعَلْوَهٗ ۙ
پھر بھڑکتی آگ میں ڈال دو اسے۔	ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلْوَهٗ ۙ
پھر ایک ایسی زنجیر میں جس کا ناپ ستر ہاتھ ہے پس	ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا

جکڑ دواسے۔	فَاسْئَلُوهُ ۝۳۲
بے شک وہ ایمان نہیں رکھتا تھا عظمت والے اللہ تعالیٰ پر۔	إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ۝۳۳
اور نہ ہی ترغیب دیتا تھا مسکین کو کھانا کھلانے کی۔	وَلَا يَحْضُ عَلَىٰ طَعَامِ الْمُسْكِينِ ۝۳۴
سو نہیں ہے اُس کا آج یہاں کوئی گرم جوش دوست۔	فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هُنَا حَمِيمٌ ۝۳۵
اور نہ کوئی کھانا ہے سوائے پیپ کے۔	وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غَسِيلِينَ ۝۳۶
کوئی نہیں کھاتا اُسے سوائے گناہ گاروں کے۔	لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ۝۳۷

ہے

بر انسان نامہ اعمال دیکھ کر چیخ و پکار کر رہا ہوگا لیکن اب اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس کے گلے میں طوق ڈال دو۔ پھر اسے جہنم میں پھینک دو اور ایسی زنجیر میں جکڑ دو جس کی لمبائی ستر گز ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب سے نہیں ڈرتا تھا اور نہ ہی اُسے مساکین کو دیکھ کر رحم آتا تھا۔ خود کسی غریب کو کھانا کھلانا تو درکنار، کسی سے یہ کہنا بھی پسند نہ کرتا تھا کہ ان بھوکے محتاجوں کو روٹی دے دو۔ اب جہنم میں کوئی اُس کا ہمدرد نہ ہوگا۔ اُسے دوزخیوں کے زخموں کا خون، پیپ غذا کے طور پر کھانا اور پینا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس انجام بد سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۸ تا ۴۳

عظمتِ قرآن

پس نہیں میں قسم کھاتا ہوں اُس کی جسے تم دیکھتے ہو۔	فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصَرُونَ ۝۳۸
اور جسے تم نہیں دیکھتے۔	وَمَا لَا تُبْصَرُونَ ۝۳۹
بے شک یہ (قرآن) (اللہ کا کلام) یقیناً ایک عزت والے رسول کا لایا ہوا ہے۔	إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝۴۰
اور یہ نہیں ہے کسی شاعر کا قول	وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۝۴۱

بہت کم ہی تم ایمان لاتے ہو۔	قَلِيلًا مَّا تُوْمِنُونَ ﴿۲۱﴾
اور یہ نہیں ہے کسی کا ہن کا قول	وَلَا يَقُولِ كَاهِنٌ ط
بہت کم ہی تم نصیحت حاصل کرتے ہو۔	قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿۲۲﴾
نازل کیا گیا ہے تمام جہانوں کے رب کی طرف سے۔	تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۲۳﴾

ان آیات میں عظمتِ قرآن کے بیان کے لیے کائنات کی ہر شے کی قسم کھائی گئی ہے۔ نظر آنے والی اور نظر نہ آنے والی ہر شے قرآنِ حکیم کی عظمت کی گواہ ہے۔ بلاشبہ یہ قرآنِ حکیم کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔ کائنات کی ہر شے کی قسم کھا کر کہا گیا ہے کہ قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو ایک ایسے رسول کی مبارک زبان سے نوعِ انسانی تک پہنچ رہا ہے جو انتہائی مکرم و معزز ہیں۔ قرآن کسی شاعر کی شاعری نہیں جو اکثر داد و وصول کرنے کے لیے کی جاتی ہے۔ نہ ہی قرآن کسی عامل کا بیان ہے جو غیب کی جھوٹی خبریں دے رہا ہوتا ہے۔ قرآن ایسے حقائق پر مبنی کلام ہے جن کی صداقت کی گواہی تمام مظاہر قدرت دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے کلام کی عظمت کی معرفت عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۲ تا ۲۷

اگر قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام نہ ہوتا...

اور اگر وہ بنا کر کہتے ہم پر کوئی بات۔	وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ﴿۲۴﴾
تو یقیناً ہم پکڑتے انھیں دائیں ہاتھ سے۔	لَا خِذْنَا مِنْهُ بِالْبَیِّنِ ﴿۲۵﴾
پھر یقیناً ہم کاٹ دیتے ان کی شہ رگ۔	ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ﴿۲۶﴾
تو نہ ہوتا تم میں سے کوئی بھی (ہمیں) ان سے روکنے والا۔	فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ﴿۲۷﴾

یہ آیات بڑے جلالی اسلوب میں آگاہ کر رہی ہیں کہ بالفرض حضرت محمد ﷺ خود سے کلام وضع کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے تو وہ انھیں ہر گز ایسا نہ کرنے دیتا۔ اگر وہ محض چند باتیں ہی خود سے بنا کر انھیں اللہ تعالیٰ کا کلام قرار دیتے تو وہ ان کی سخت پکڑ فرماتا اور کوئی انھیں اُس کی پکڑ سے بچانہ سکتا۔ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے ایسے سچے نبی ہیں کہ جن کی سچائی کی تصدیق دشمن بھی الصادق کہہ کر کرتے رہے ہیں۔ ایسی عظیم ہستی ہر گز کسی خود ساختہ کلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کر سکتی۔

آیات ۲۸ تا ۵۲

قرآنِ عظیم نصیحت اور یقینی حق ہے

اور بے شک یہ (قرآن) یقیناً نصیحت ہے پر ہیزگاروں کے لیے۔	وَإِنَّكَ لَتَذْكُرَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۲۸﴾
اور بے شک ہم یقیناً جانتے ہیں کہ تم میں سے کچھ جھٹلانے والے ہیں۔	وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُكَذِّبِينَ ﴿۲۹﴾
اور بے شک یہ (جھٹلانا) باعث حسرت ہو گا کافروں پر۔	وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿۳۰﴾
اور بے شک یہ (قرآن) واقعی یقینی حق ہے۔	وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ ﴿۳۱﴾
سو تسبیح کرو اپنے اُس رب کے نام کی جو بڑی عظمت والا ہے۔	فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿۳۲﴾

قرآنِ حکیم پر ہیزگاروں کے لیے دنیا و آخرت کے حقائق کی یاد دہانی ہے۔ اس کی ناقدری کرنے والے دنیا و آخرت میں ذلیل اور رسوا ہوں گے۔ قرآنِ حکیم کی دی ہوئی ہر خبر یقینی حق ہے۔ بلاشبہ اس کا نازل کرنے والا رب اس لائق ہے کہ ہر وقت اور ہر گھڑی اُس کے مبارک نام کی تسبیح کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ (بخاری)

”دو کلمے بلکے ہیں زبان پر، بھاری ہوں گے ترازو میں، بہت پسند ہیں رحمن کو سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ“۔

ہے یہ وہ نام خاک کو پاک کرے نکھار کر

ہے یہ وہ نام خار کو پھول کرے نکھار کر

ہے یہ وہ نام ارض کو کر دے سما ابھار کر

اکبر اسی کا ورد تو صدق سے بے شمار کر

سورة المعارج

اچھے اور برے کردار کی وضاحت

اس سورہ مبارکہ میں اچھے اور برے کردار کے اوصاف اور انجام سے آگاہ کیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۱۸ برے لوگوں پر عذابِ آخرت
- آیات ۱۹ تا ۳۵ اچھے لوگوں کے اوصاف اور حسن انجام
- آیات ۳۶ تا ۴۴ برے لوگوں کا کردار اور انجام

آیات ۱ تا ۷

کافروں کے لیے نبی اکرم کی بددعا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ۝۱	مانگا ایک مانگنے والے نے واقع ہونے والا عذاب۔
لِّلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ ۝۲	کافروں کے لیے نہیں ہے جسے کوئی ہٹانے والا۔
مِّنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۝۳	اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو بلند مرتبوں والا ہے۔
تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ ۝۴	چڑھتے ہیں فرشتے اور روح اُس کی طرف
فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ۝۵	ایک ایسے دن میں جس کا اندازہ پچاس ہزار برس ہے۔
فَأَصْبِرْ صَبْرًا جَبِيلًا ۝۶	تو اے نبی! صبر کیجیے خوبصورت صبر۔
إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا ۝۷	بے شک وہ دیکھ رہے ہیں اُسے بہت دور۔

وَنَرَاهُ قَرِيْبًا ۝۷

اور ہم دیکھ رہے ہیں اُسے قریب۔

نبی انسان ہوتے تھے اور اُن کے سینوں میں بھی دل ہوتے تھے۔ اُن کے دل کافروں کی ایذا رسانی سے دکھتے تھے اور دکھی دلوں سے بد دعائیں نکلتی تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی کفار کی شرارتوں کے حد سے بڑھنے کے بعد اُن کے حق میں بد دعا کی۔ اللہ تعالیٰ ان آیات میں آپ ﷺ کو صبر کی تلقین فرما رہا ہے۔ ساتھ ہی یقین دہانی کر رہا ہے کہ ان کافروں پر ایسا عذاب آئے گا جسے ٹالنا نہ جاسکے گا۔ یہ عذاب روز قیامت آئے گا جس کی طوالت کافروں کے لیے پچاس ہزار برس کے برابر ہوگی۔ وحشت اور بے چینی کے ساتھ یہ طوالت بھی کسی عذاب سے کم نہ ہوگی۔ اس کے بعد انھیں جہنم کے ہولناک عذاب سے دوچار کر دیا جائے گا۔ کافر روز قیامت کو دور محسوس کر رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی تقویم کے مطابق وہ دن بہت ہی قریب ہے۔

آیات ۸ تا ۱۴

میرے پیاروں کو جہنم میں ڈال دو، مجھے چھوڑ دو

جس دن ہو جائے گا آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح۔	يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمٰوٰتُ كَالْهٰٓٔلِ ۝۸
اور ہو جائیں گے پہاڑ ٹکین دھنکی ہوئی اون کی طرح	وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝۹
اور نہ پوچھے گا کوئی دلی دوست کسی دلی دوست کو۔	وَلَا يَسْئَلُ حٰٓٔمٌ حٰٓٔمًا ۝۱۰
حالانکہ وہ دکھائے جا رہے ہوں گے انھیں	يُبْصِرُوْنَهُمْ ۝۱۱
چاہے گامجرم کاش کہ فدیے میں دے دے اُس دن کے عذاب سے (بچنے کے لیے) اپنے بیٹوں کو۔	يُوَدُّ الْمَجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيْهِ ۝۱۲
اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو۔	وَصٰحِبَتِهٖ وَاخِيْهِ ۝۱۳
اور اپنے خاندان کو جو پناہ دیتا تھا اُسے۔	وَقٰصِيْلَتِهٖ الَّتِي تُوِيْهِ ۝۱۴

اور انھیں جو زمین میں ہیں سب کے سب کو	وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا
پھر وہ بچالے اپنے آپ کو۔	ثُمَّ يُنْجِيهِ ۱۴

یہ آیات روز قیامت کا ہولناک نقشہ کھینچ رہی ہیں۔ آسمان تباہ ہو کر پگھلے ہوئے تانبے کی صورت اختیار کر جائے گا۔ پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح ہو جائیں گے۔ اُس روز قریبی دوست قریب ہونے کے باوجود ایک دوسرے کا حال نہ پوچھیں گے۔ مجرم اُس روز چاہے گا کہ اپنے بیٹوں، بیوی، بھائی، پورے خاندان بلکہ دیگر تمام انسانوں کو فدیے میں دے کر خود کو جہنم کی آگ سے بچالے۔ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آج ہم جن محبتوں کو ترجیح دے کر اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پس پشت ڈالتے ہیں وہ کتنی عارضی ہیں۔ دوسروں کی دنیا سنوارنے کے لیے اپنی آخرت برباد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی محبت کو تمام رشتے داروں کی محبتوں پر ترجیح دینے اور ہر حال میں اپنی رضا والے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۵ تا ۱۸

مجرم جہنم سے بچ نہ سکے گا

ہر گز نہیں!	كَلَّا
بے شک وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔	إِنَّهَا لَطِي ۱۵
کھینچ لینے والی ہے کھال۔	نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰی ۱۶
پکارے گی اُسے جس نے (حق سے) پیٹھ پھیری ہوگی	تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ
اور (طاعت سے) رخ پھیرا ہوگا۔	وَتَوَلّٰی ۱۷
اور جمع کیا ہوگا (مال) پھر روکے رکھا ہوگا (اُسے)۔	وَجَمَعَ فَاوْحٰی ۱۸

روز قیامت کوئی فدیہ دینے کی کوشش مجرم کو جہنم سے بچانہ سکے گی۔ جہنم کی دہکتی ہوئی آگ اُس کی کھال ادھیڑ دے گی۔ یہ آگ ہر ایسے بخیل کو عذاب دینے کے لیے پکارے گی جس نے ناجائز ذرائع سے یا دینی فرائض سے غافل ہو کر مال جمع کیا اور اُسے سمیٹ کر

رکھا۔ دنیا میں سرمایہ اور جائیدادیں بڑھتی رہیں لیکن انسان اُن سے فائدہ نہ اٹھا سکا۔ البتہ آخرت میں اپنے آپ کو شدید سے شدید تر عذاب کا مستحق بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس خسارے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۹ تا ۲۱

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ناپسندیدہ کردار

بے شک انسان پیدا کیا گیا ہے بہت بے صبر۔	إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ۝۱۹
جب پہنچتی ہے اُسے کوئی تکلیف تو بڑا فریاد کرنے والا ہوتا ہے۔	إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۝۲۰
اور جب پہنچتی ہے اُسے کوئی بھلائی تو بہت روکنے والا ہوتا ہے۔	وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ۝۲۱

اللہ تعالیٰ ایسے انسان کو پسند نہیں کرتا جو نعمتیں ملنے پر شکر ادا نہ کرے اور تکالیف آنے پر صبر نہ کرے۔ وہ تکالیف پہنچنے پر خوب آہ و زاری اور اللہ تعالیٰ سے شکوے کرتا ہے۔ نعمتیں مل جائیں تو بخل کرتے ہوئے انہیں سمیٹ سمیٹ کر رکھنے اور دوسروں کو ان کی برکات سے محروم رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے برعکس مومنانہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایسا کردار جس کے بارے میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

عَجَبًا لِمَنِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرًا كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءٌ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَاءٌ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ (مسلم)

”مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اُس کے ہر معاملے میں خیر ہے اور یہ چیز مومن کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں، اگر اُسے نعمت ملے وہ شکر کرتا ہے تو یہ اُس کے لیے بہتر ہے اور اگر اُسے تکلیف پہنچے وہ صبر کرتا ہے تو یہ اُس کے لیے بہتر ہے۔“

آیات ۲۲ تا ۳۵

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں پسندیدہ کردار

سوائے نماز ادا کرنے والوں کے۔	إِلَّا الْمُصَلِّينَ ﴿۲۲﴾
جو اپنی نماز پر ہمیشہ قائم رہنے والے ہیں۔	الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ﴿۲۳﴾
اور ان کے مال میں ایک مقرر حصہ ہے۔	وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ﴿۲۴﴾
مانگنے والوں اور محرومین کے لیے۔	لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ﴿۲۵﴾
اور وہ جو تصدیق کرتے ہیں بدلے کے دن کی۔	وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿۲۶﴾
اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں۔	وَالَّذِينَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُونَ ﴿۲۷﴾
بے شک ان کے رب کا عذاب ایسا نہیں جس سے بے خوف ہو جائے۔	إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ﴿۲۸﴾
اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔	وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ﴿۲۹﴾
سوائے اپنی بیویوں کے	إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ
یا وہ جن کے مالک ہوں ان کے دائیں ہاتھ (یعنی کنیریں)	أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ
پھر بے شک وہ ملامت زدہ نہیں ہیں۔	فَأَتَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ﴿۳۰﴾
تو جو کوئی چاہے گا اس کے سوا کوئی راہ	فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ
تو یہی لوگ حد سے گزرنے والے ہیں۔	فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ﴿۳۱﴾

اور جو اپنی امانتوں اور وعدوں کی پاسداری کرنے والے ہیں۔	وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمْتِنَتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رِعُونَ ﴿٣٦﴾
اور جو اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں۔	وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَتِهِمْ قَائِمُونَ ﴿٣٧﴾
اور جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔	وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿٣٨﴾
یہی لوگ جنتوں میں عزت دیے جانے والے ہیں۔	أُولَئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ ﴿٣٩﴾

اللہ تعالیٰ کو اپنے وہ بندے محبوب ہیں جو:

- i. باقاعدگی سے پنج وقتہ نماز ادا کرتے ہیں۔ اور نماز میں ہر وقت ان کی توجہ نماز کی طرف ہوتی ہے۔
- ii. اپنی کمائی کا ایک متعین حصہ مستحقین کی مدد کے لیے خرچ کرتے ہیں۔
- iii. اپنے طرز عمل سے عملی ثبوت پیش کرتے ہیں کہ انھیں اللہ تعالیٰ کے ہاں جو اب دہی کا احساس ہے اور اس احساس سے وہ لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔
- iv. جنسی اعتبار سے ایک پاکیزہ زندگی بسر کرتے ہیں۔
- v. اپنی امانتوں کی پاسداری کرتے ہیں۔
- vi. اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔
- vii. گواہی کو نہیں چھپاتے اور نہ اُس میں کوئی کمی بیشی کرتے ہیں۔
- viii. اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں یعنی انھیں پورے آداب اور پابندی وقت کے ساتھ مساجد میں باجماعت ادا کرتے ہیں۔

بشارت دی گئی کہ ایسا کردار رکھنے والوں کی جنت میں خوب عزت افزائی کی جائے گی۔

آیات ۳۶ تا ۳۹

کیا نبیؐ کے دشمن جنت میں جائیں گے؟

کیا ہے اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا ہے	فَبَاِلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اے نبیؐ! آپ کی طرف وہ دوڑے چلے آتے ہیں۔	قَبْلَكَ مُهْطِعِيْنَ ﴿۳۶﴾
دائیں اور بائیں طرف سے ٹولیاں بن کر۔	عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾
کیا توقع رکھتا ہے ہر شخص اُن میں سے	اَيُّطْعُ كُلُّ اَمْرٍ مِّنْهُمْ
کہ اُسے داخل کیا جائے گا نعمت والی جنت میں؟	اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ﴿۳۸﴾
ہر گز نہیں!	كَلَّا ط
بے شک ہم نے پیدا کیا ہے انہیں جس چیز سے اُسے وہ جانتے ہیں۔	اِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾

جب نبی اکرم ﷺ حرم میں نماز ادا فرماتے تو آپ ﷺ کے دشمن ہر طرف سے دوڑتے ہوئے آپ ﷺ کے گرد جمع ہو جاتے اور آپ ﷺ کو نماز پڑھنے سے روکتے۔ اسی طرح جب آپ ﷺ قرآن حکیم کی تبلیغ فرما رہے ہوتے تو اُس میں بھی شور شرابہ کر کے رکاوٹ ڈالتے۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کو ستانے جیسا سنگین جرم کرنے کے باوجود دعویٰ کرتے کہ ہمارے معبود ہماری شفاعت کریں گے اور ہم اُن کے ذریعے نعمتوں والی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں مجرموں کے اس دعوے کو سختی سے رد فرما دیا ہے۔ یہ جانتے نہیں کہ انہیں کیسی ناپاک شے سے پیدا کیا گیا ہے۔ اس ناپاک شے سے بنی مخلوق ہر گز اس لائق نہیں کہ نعمتوں والی جنت میں جائے۔ جنت میں صرف وہی انسان جائے گا جس نے ایمان اور اعمالِ صالحہ کے ذریعے خود کو پاک کر لیا ہو۔

آیات ۲۰ تا ۲۴

نبیؐ کے دشمن ذلیل و رسوا ہوں گے

پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی	فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
بے شک ہم قدرت رکھنے والے ہیں۔	إِنَّا لَقَدِرُونَ ﴿۲۰﴾
اس پر کہ ہم بدل کر لے آئیں بہتر ان سے	عَلَىٰ أَنْ تُبَدِّلَ خَيْرًا مِنْهُمْ ۗ
اور ہم عاجز نہیں ہیں۔	وَمَا نَحْنُ بِسَبُوْقِيْنَ ﴿۲۱﴾
تو اے نبیؐ! چھوڑیے انھیں فضول بحث کرتے رہیں اور کھیلتے رہیں	فَدَرَهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا
یہاں تک کہ ملیں اپنے اُس دن سے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔	حَتّٰى يَلْقَوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾
جس دن یہ نکلیں گے قبروں سے تیزی سے دوڑتے ہوئے	يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْجَدَاثِ سِرَاعًا
جیسے یہ کسی نشان کی طرف دوڑے جا رہے ہوں۔	كَانَّهُمْ اِلَىٰ نَصْبٍ يُّوْفُوْنَ ﴿۲۳﴾
جھکی ہوئی ہوں گی ان کی نگاہیں	خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ
چھارہی ہوگی ان پر ذلت	تَرَهُمْ ذٰلَةً ۗ
یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔	ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوعَدُوْنَ ﴿۲۴﴾

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کرتے ہوئے تلقین کی گئی کہ آپ ﷺ اپنے دشمنوں کی شرارتوں سے غمگین نہ ہوں۔ انھیں تسمخرو استہزاء کرنے دیں۔ وہ اللہ جو زمین کے ہر حصے پر سورج طلوع اور غروب کر کے دن اور رات بدلتا ہے اور جس نے انھیں پہلی بار ایک ناپاک شے سے بنایا ہے، وہ انھیں روزِ قیامت دوبارہ پیدا کرے گا۔ اُس روز یہ قبروں سے نکل کر میدانِ حشر کی طرف تیزی سے دوڑیں گے جیسے کسی ہدف کا تعاقب کر رہے ہوں۔ اُس روز شرم کے مارے اُن کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی اور ذلت اُن پر چھائی ہوئی ہوگی۔ یہی وہ دن ہے جس روز انھیں جرائم کی سزا دینے کا وعدہ کیا گیا تھا۔

سورة نوح

سیدنا نوح کی دعوت اور فریاد

اس سورہ مبارکہ میں سیدنا نوح علیہ السلام کی رب کی بارگاہ میں فریاد کا ذکر ہے۔ انھوں نے قوم کے سامنے پیش کی گئی دعوت، مخالفین کا ردِ عمل اور ان کی سازشوں کا ذکر اپنے رب کو سنایا اور پھر ان مخالفین کو سخت ترین سزا دینے کی بددعا کی۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۳ تا ۴ سیدنا نوح علیہ السلام کی اجمالی دعوت
- آیات ۵ تا ۷ مخالفین کا ردِ عمل
- آیات ۸ تا ۲۰ سیدنا نوح علیہ السلام کی تفصیلی دعوت
- آیات ۲۱ تا ۲۸ سیدنا نوح کی فریاد اور مخالفین کے خلاف بددعا

آیات ۳ تا ۴

سیدنا نوح کی اجمالی دعوت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بے شک ہم نے بھیجا نوح کو ان کی قوم کی طرف	اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِهٖ
کہ (اے نوح) خبردار کرو اپنی قوم کو اس سے پہلے کہ آجائے ان پر دردناک عذاب۔ (خواہ دنیاوی یعنی طوفان یا اخروی)	اَنْ اَنْذِرَ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ①
انھوں نے فرمایا اے میری قوم!	قَالَ يٰقَوْمِ
بے شک میں تمہارے لیے واضح خبردار کرنے والا ہوں۔	اِنِّيْ لَكُمْ نٰذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ②

کہ بندگی کرو اللہ تعالیٰ کی	اِنْ اَعْبُدُ وَاللّٰهُ
اور بچو اُس کی نافرمانی سے	وَ اتَّقُوْهُ
اور اطاعت کرو میری۔	وَ اطِيعُوْنَ ﴿۲﴾
اللہ تعالیٰ بخش دے گا تمہارے گناہ	يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ
اور مہلت دے گا تمہیں ایک مقررہ وقت تک	وَ يُؤَخِّرْكُمْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۝
بے شک اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ وقت جب آجائے	اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ
وہ ٹالا نہیں جاسکتا	لَا يُؤَخَّرُ ۝
کاش کہ تم جانتے۔	لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾

اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوح علیہ السلام کو اُن کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ آپ نے قوم کے سامنے اپنی رسالت کا اعلان کیا اور انہیں دعوت دی کہ صرف اللہ کی بندگی کرو، اُس کی نافرمانیوں سے بچو اور اس کے لیے میری اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور تمہیں ایک معینہ مدت تک دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع دے گا۔ ہاں جب تمہاری وہ مدت ختم ہونے کا وقت آگیا تو پھر اُسے کوئی ٹال نہ سکے گا۔

آیات ۵ تا ۷

مخالفین کا ردِ عمل

عرض کی نوح نے اے میرے رب!	قَالَ رَبِّ
بے شک میں نے دعوت دی اپنی قوم کو رات اور دن۔	اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَ نَهَارًا ﴿۵﴾
تو زیادہ نہیں کیا اُن کے لیے میری دعوت نے سوائے	فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآئِیْ اِلَّا فِرَارًا ﴿۶﴾

بھاگنے کے۔	
اور بے شک میں نے جب بھی انھیں دعوت دی (دین حق کی طرف)	وَ اِنِّي كَلِمًا دَعَوْتُهُمْ
تاکہ تو بخش دے انھیں (ایمان قبول کرنے کی صورت ہیں)	لَتَغْفِرَ لَهُمْ
انھوں نے ڈال لیں اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں	جَعَلُوا اَصَابِعَهُمْ فِي اُذَانِهِمْ
اور اوڑھ لیے اپنے کپڑے	وَ اسْتَعْشَوْا ثِيَابَهُمْ
اور اڑ گئے	وَ اصْرَوْا
اور تکبر کیا بڑا تکبر۔ (میری اطاعت سے)	وَ اسْتَكْبَرُوا السُّنْبُكَبَارًا ۝

سیدنا نوح علیہ السلام نے دن اور رات میں بار بار قوم کے سامنے اللہ تعالیٰ کا پیغام پیش کیا۔ قوم نے بڑی حقارت سے آپ کی دعوت کو جھٹلادیا۔ آپ علیہ السلام نئے نئے اسلوب اور مثالوں سے انھیں سمجھاتے رہے لیکن ان کی سرکشی اور حق سے دوری بڑھتی چلی گئی۔ آپ علیہ السلام ان کے لیے بھلائی اور بخشش کے خواہش مند تھے لیکن وہ آپ کو اپنا دشمن سمجھتے تھے۔ آپ علیہ السلام دعوت دیتے اور وہ کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے۔ اپنی چادروں سے منہ کو ڈھانپتے اور تکبر سے اٹھ کر چل پڑتے۔ سلام ہے سیدنا نوح علیہ السلام کے صبر و تحمل پر کہ وہ پھر بھی دل سوزی سے قوم کی اصلاح کی مسلسل کوشش کرتے رہے۔

آیات ۸ تا ۱۳

استغفار کی برکتیں

(کہا نوح نے) پھر بے شک میں نے دعوت دی انھیں بلند آواز سے۔ (وعظ عام کی صورت میں)	ثُمَّ اِنِّي دَعَوْتُهُمْ جَهَارًا ۝
---	--------------------------------------

پھر بے شک میں نے اعلانیہ دعوت دی انھیں	ثُمَّ اِنِّي اَعْلَنْتُ لَهُمْ
اور پوشیدہ بھی سمجھایا انھیں بڑی رازداری سے۔	وَ اَسْرَرْتُ لَهُمْ اَسْرَارًا ﴿۱﴾
تو میں نے کہا بخشش مانگو اپنے رب سے	فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ﴿۲﴾
بے شک وہ بہت بخشنے والا ہے۔	اِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ﴿۳﴾
وہ بھیجے گا آسمان کو تم پر برسنے والا بنا کر۔	يُرْسِلُ السَّيَّءَ عَلَيْكُمْ مَّدْرَارًا ﴿۴﴾
اور مدد کرے گا تمہاری مال اور بیٹوں کے ساتھ	وَيُسِدُّكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ
اور عطا کرے گا تمہیں باغات	وَيَجْعَلُ لَكُمْ جَنَّتٍ
اور جاری کرے گا تمہارے لیے نہریں۔	وَيَجْعَلُ لَكُمْ اَنْهَارًا ﴿۵﴾
کیا ہے تمہیں	مَا لَكُمْ
تم خیال نہیں رکھتے اللہ کے وقار کا۔	لَا تَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۶﴾

سیدنا نوح علیہ السلام قوم کو بار بار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ اور استغفار کرنے کی تلقین کرتے رہے۔ انھوں نے قوم کو بشارت دی کہ

استغفار کرنے کا انعام یہ ملے گا کہ :

- i. اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔
- ii. وہ تم پر رحمتوں والی بارش برسائے گا۔
- iii. تمہیں مالی اعتبار سے خوشحالی عطا فرمائے گا۔
- iv. تمہیں اولاد کی نعمت سے نوازے گا۔
- v. باغات اور پھلوں کی فراوانی کر دے گا۔
- vi. تمہارے لیے بہتی ہوئی نہریں جاری فرمادے گا۔

یہ نعمتیں تو حاصل ہوں گی استغفار کرنے سے۔ اس کے برعکس اگر تم اپنے گناہوں پر اڑے رہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت پکڑ کا اندیشہ ہے۔ خیر اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جلال و غضب کے اظہار سے ڈرا جائے اور استغفار کر کے اُس کی رحمت اور عنایات کے حصول کی کوشش کی جائے۔

آیات ۱۴ تا ۲۰

اللہ تعالیٰ کی آیات کے ذریعے تذکیر

اور (کہا نوحؑ نے) یقیناً اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تمہیں طرح طرح کی حالتوں سے۔	وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾
کیا تم نے نہیں دیکھا	اَلَمْ تَرَوْا
کیسے بنائے اللہ تعالیٰ نے سات آسمان اوپر نیچے۔	كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طَبَقًا ﴿۱۵﴾
اور بنایا چاند کو اُن میں چمکتا ہوا	وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا
اور سورج کو چراغ (جلتا ہوا)۔	وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾
اور اللہ تعالیٰ نے اگایا ہے تمہیں زمین سے جیسے اگایا جاتا ہے۔	وَاللّٰهُ اَنْبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿۱۷﴾
پھر لوٹا دے گا تمہیں اُس میں	ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا
اور نکالے گا تمہیں ایسے جیسے نکالا جاتا ہے۔	وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾
اور اللہ تعالیٰ نے بنا دیا تمہارے لیے زمین کو بچھونا۔	وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ الْاَرْضَ بِسَاطًا ﴿۱۹﴾
تاکہ تم چلو اُس کے کشادہ راستوں پر۔	لِتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَا جًا ﴿۲۰﴾

ان آیات میں سیدنا نوح نے قوم کو اللہ تعالیٰ کی کئی آیات کی طرف متوجہ فرمایا تاکہ قوم اُس کی معرفت حاصل کرے اور اُس کی نعمتوں کا احساس کر کے اُس کے سامنے سر جھکا دے۔ سیدنا نوح عَلَيْهِ السَّلَام نے قوم کو متوجہ کیا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے :

i. کس طرح مختلف مراحل سے گزار کر انسان کی تخلیق کو مکمل کیا۔

ii. سات آسمان تہہ بہ تہہ بنائے۔

iii. چاند کو رات کی تاریکی میں روشن نشانی کے طور پر بنایا۔

iv. سورج کو چلتے ہوئے چراغ کی صورت میں پیدا فرمایا۔

v. انسان کو زمین سے نباتات کی طرح اگایا یعنی زمین کی مٹی سے انسان کی تخلیق کی ابتدا کی۔

vi. انسان کو موت دی، زمین کے حوالے کیا اور پھر زندہ کر کے زمین سے نکالے گا۔

vii. زمین کو انسانوں کے لیے چھونا بنادیا اور وہ اس کے کشادہ راستوں پر اپنی ضروریات کے لیے بڑی سہولت کے ساتھ سفر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی آیات پر غور کرنے اور ان کے ذریعے اپنی معرفت کے حصول اور نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۱ تا ۲۴

سیدنا نوح کی فریاد اور بددعا

عَرَضَ كِي نُوحٍ نَّعَىٰ رَبِّهِ	قَالَ نُوحٌ رَبِّ
بِشَيْءٍ مِّنْ عَصَايَ	إِنَّهُمْ عَصَوْنِي
وَأَتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالَهُ وَوَلَدَهُ إِلَّا خَسَارًا	وَأَتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالَهُ وَوَلَدَهُ إِلَّا خَسَارًا

اور انھوں نے چال چلی بہت بڑی چال۔	وَمَكْرُوْا مَكْرًا كُبٰرًا ۞
اور کہتے رہے ہر گز نہ چھوڑنا اپنے معبودوں کو	وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اِلٰهَتَكُمْ
اور ہر گز نہ چھوڑنا وہ کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو۔	وَلَا تَذَرُنَّ وَاٰوَالَ سُوَاعًا ۙ وَلَا يٰعُوْثَ وَيٰعُوْقَ وَ نَسْرًا ۞
اور یقیناً انھوں نے گمراہ کیا بہت سوں کو	وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۙ
اور (اے میرے رب!) تو نہ بڑھا ان ظالموں کو مگر گمراہی میں۔	وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ۞

سیدنا نوح علیہ السلام نے نو سو پچاس برس کی تبلیغ کے بعد بڑے دکھی دل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کی کہ میری قوم کی اکثریت نے میری نافرمانی کی اور اپنے اُن سرداروں کی پیروی کی جو مال و دولت کی کثرت سے غفلت کا شکار تھے اور خسارے سے دوچار ہونے والے تھے۔ ان سرداروں نے میرے خلاف بڑی بڑی سازشیں کیں۔ میری دعوت توحید کی ضد میں دوسروں کو شرک پر ڈٹے رہنے کی تاکید کرتے رہے۔ اپنی قوم پر زور دیا کہ ہر گز اپنے معبودوں، ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو نہ چھوڑنا۔ انھوں نے قوم کی اکثریت کو گمراہ کر دیا۔ اب مجھے اُن کی اصلاح کی کوئی امید نہیں۔ اے اللہ! ان ظالموں کی گمراہی میں اور اضافہ فرما۔

آیت ۲۵

قومِ نوح پر عذابِ قبر

اپنے گناہوں کی وجہ سے قومِ نوح کے سرکش لوگ غرق کیے گئے	مِمَّا خَطِيْئَتِهِمْ اُغْرِقُوْا
پس وہ داخل کر دیے گئے آگ میں	فَاَدْخِلُوْا نَارًا ۙ
پھر انھوں نے نہیں پائے اپنے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا	فَلَمْ يَجِدْ وَاٰلَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ۞

کوئی مدد کرنے والے۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوح علیہ السلام کی مخالفین کے خلاف بددعا قبول فرمائی اور انہیں ہدایت سے محروم کر دیا۔ پھر انہیں طوفان کے ذریعے ہلاک کیا اور آگ کے عذاب سے دوچار کر دیا۔ گویا انہیں برزخ ہی سے عذاب پہنچنا شروع ہو گیا۔ گویا اس آیت سے بھی برزخ یا قبر کا عذاب ثابت ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیدنا نوح علیہ السلام کے مخالفین پر تباہی آئی تو ان کا کوئی معبود مددگار بن کر انہیں بچانے کے لیے نہیں آیا۔ بلاشبہ ظالم اسی انجام کے مستحق ہیں۔

آیات ۲۶ تا ۲۸

دکھی دل کی صدا

وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ	اور عرض کی نوحؑ نے اے میرے رب!
لَا تَذُرْ عَلَيَّ اِلَّا الْاَرْضَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيّٰرًا ﴿۲۶﴾	نہ چھوڑ زمین پر کافروں میں سے کسی ایک کو بھی بستا ہوا۔
اِنَّكَ اِنْ تَذَرَهُمْ	بے شک تو اگر چھوڑے رکھے گا انہیں
يُضِلُّوْا عِبَادَكَ	یہ گمراہ کریں گے تیرے بندوں کو
وَلَا يَلِدُوْا وَّ اِلَّا فَاَجْرًا كَفٰرًا ﴿۲۷﴾	اور نہیں جنم دیں گے مگر نافرمان، سخت کافر کو۔
رَبِّ اغْفِرْ لِيْ	اے میرے رب! بخش دے مجھے
وَلِوَالِدَيَّ	اور میرے ماں باپ کو
وَلِسَنِّ دَخَلَ بَيْتِيْ مُؤْمِنًا	اور اُسے جو داخل ہو میرے گھر میں مومن ہو کر
وَّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط	اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کو
وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبٰرًا ع ﴿۲۸﴾	اور نہ بڑھا ظالموں کو مگر بربادی میں۔

سیدنا نوح ؑ نے دکھے دل سے صدادی کہ اے میرے رب، زمین پر کافروں کا بستا ہوا ایک فرد بھی باقی نہ رہنے دے۔ یہ بد بخت نہ صرف دوسرے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں بلکہ اُن کی آئندہ نسلوں سے بھی کسی خیر کی توقع نہیں۔ اے میرے رب! بخشش فرمادے میری، میرے ماں باپ کی اور تمام اہل ایمان مردوں اور عورتوں کی۔ البتہ کافروں کے لیے اضافہ نہ فرما مگر زیادہ سے زیادہ تباہی و بربادی کا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچے مومنوں میں شامل فرمائے اور سیدنا نوح ؑ کی دعا ہمارے حق میں بھی قبول فرمائے۔ آمین!

سورة الجن

جنات کی ایمان افروز دعوت

اس سورہ مبارکہ میں جنات کی اپنے ہم جنسوں کے لیے ایمان افروز دعوت کا بیان ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

• آیات ۱۵ تا ۱۵ جنات کی دعوت

• آیات ۲۸ تا ۲۸ نبی اکرم ﷺ کا مشرکین مکہ سے خطاب

آیات ۳ تا ۳

قرآن کی عظمت جنات کی زبانی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اے نبی! فرمائیے میری طرف وحی کی گئی	قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ
بے شک بڑے غور سے سنا (قرآن کو) جنوں کی ایک جماعت نے	أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ
تو وہ پکار اٹھے بے شک ہم نے سنا ہے ایک عجیب قرآن۔	فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ۝
جو لے جاتا ہے سیدھی راہ کی طرف	يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ
تو ہم ایمان لے آئے اُس پر	فَأٰمَنَّا بِهِ ۗ
اور (اب) ہم ہر گز نہیں شریک کریں گے اپنے رب کے ساتھ کسی کو۔	وَ كُنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ۝
اور بے شک بہت بلند ہے ہمارے رب کی شان	وَ أَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا

مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا ۝

نہیں بنا رکھی اُس نے کوئی بیوی اور نہ ہی کوئی اولاد۔

جنات کی ایک جماعت نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی قرآن کریم کا بیان سنا اور فوراً ہی ایمان لے آئے اور جا کر اپنی قوم کو بھی ایمان لانے کی دعوت دی۔ انھوں نے کہا کہ ہم نے حیرت میں ڈالنے والا فصیح، بلیغ اور حسین قرآن سنا ہے۔ یہ قرآن کامیابی کی راہ یعنی توحید کے عقیدے کی طرف رہنمائی کر رہا ہے۔ ہم نے یہ راہ اختیار کر لی ہے اور اب ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔ قرآن ہمیں آگاہ کر رہا ہے کہ ہمارے رب کا مقام بہت ہی بلند و بالا ہے۔ نہ اُس کی کوئی بیوی ہے نہ ہی اولاد۔ وہ ہر اعتبار سے یکتا ہے۔

آیات ۴ تا ۷

گمراہی کا سبب... انکارِ آخرت

(جنات نے کہا) اور بے شک کہا کرتا تھا ہمارا ایک بیوقوف (ابلیس) اللہ تعالیٰ کے بارے میں زیادتی کی بات۔	وَ اَنَّهُ كَانَ يَاقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلٰى اللّٰهِ شَطَطًا ۝۴
اور بے شک ہم نے سمجھا تھا	وَ اَنَّا ظَنَنَّا
کہ ہرگز نہیں بولیں گے انسان اور جن اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ۔	اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى اللّٰهِ كَذٰبًا ۝۵
اور بے شک انسانوں میں سے کچھ لوگ پناہ پکڑتے تھے جنوں میں سے کچھ لوگوں کی	وَ اَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ
تو انھوں نے بڑھا دیا تھا ان (جنوں) کو سرکشی میں۔	فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝۶
اور بے شک وہ گمان کرتے تھے جیسے تم گمان کرتے ہو	وَ اَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ

أَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا ۝

کہ ہر گز نہیں زندہ کرے گا اللہ تعالیٰ کسی کو۔

جنات ابلیس کی مذمت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ہم میں سے ایک احمق ہے جو اللہ تعالیٰ کے حوالے سے گمراہی پر مبنی تصورات پھیلا رہا ہے۔ ہمیں تو گمان بھی نہیں تھا کہ جنات اور انسان اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ بول سکتے ہیں۔ پھر انسانوں میں سے کچھ گمراہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بجائے جنات کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ اس سے سرکش جنات کا تکبر اور احساسِ بڑائی اور بڑھ جاتا ہے۔ جنات اور انسانوں کی گمراہی کا اصل سبب یہ ہے کہ انہیں یقین ہی نہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور اپنے ہر عمل کی اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کرنی ہے۔

آیات ۸ تا ۱۰

آسمان پر وحی کی خصوصی حفاظت

وَ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ	(جنات نے کہا) اور بے شک ہم نے چھوا آسمان کو
فَوَجَدْنَا مُلَئِمَةً حَارًّا شَدِيدًا ۝	تو ہم نے پایا اُسے کہ وہ بھردیا گیا ہے سخت پھرے اور شعلوں سے۔
وَ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدًا لِلسَّبْعِ ۝	اور (اس کے قبل) بے شک ہم بیٹھا کرتے تھے اُس میں بیٹھنے کی جگہوں پر سننے کے لیے
فَمَنْ يَّسْتَبِيعُ الْاَنَانَ	تو جو غور سے سنے گا اب
يَجِدْ لَهُ شَهَابًا رَّصَدًا ۝	وہ پائے گا اپنے لیے گھات میں لگا ہوا شعلہ۔
وَ اَنَّا لَا نَدْرِي اَشْرُرُ اُرِيْدَ بِنِّ فِي الْاَرْضِ	اور بے شک ہم نہیں جانتے آیا برائی کا ارادہ کیا گیا ہے اُن کے لیے جو زمین میں ہیں
اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝	یا ارادہ فرمایا ہے اُن کے لیے اُن کے رب نے بھلائی کا۔

جنات بیان کرتے ہیں کہ ہم آسمان پر جا کر یہ سن گن لینے کی کوشش کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اہل زمین کے لیے کیا فیصلے فرشتوں کے حوالے کر رہا ہے؟ ان دنوں ہم نے دیکھا کہ آسمان انگاروں سے بھرا ہوا ہے اور اُس میں سخت پہرہ ہے۔ اگر کوئی جن سن گن لینے کی کوشش کرتا ہے تو اُس پر فوراً انگارہ پھینکا جاتا ہے۔ اس طرح کی آسمان پر نگرانی اسی وقت ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کسی رسول کو بھیج دیا ہو اور وحی کا نزول ہو رہا ہو۔ وحی کی حفاظت اس لیے کی جاتی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وحی کے کچھ الفاظ شیاطین فرشتوں سے سن کر اپنے عاملوں کو بتادیں۔ اگر عامل نے وہ الفاظ رسول سے پہلے ہی لوگوں کو سنا دیے تو رسول کی ساکھ مجروح ہوگی۔ رسول کے آنے کے بعد اہل زمین ایک نازک صورت سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ رسول کی دعوت قبول نہیں کریں گے تو لازماً ہلاک ہوں گے اور اگر دعوت قبول کر لیں گے تو نعمتوں سے سرفراز ہوں گے۔ اب اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس بار رسول ﷺ کے آنے کے بعد زمین والوں کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟ جنات کا یہ بیان اس بات کا مظہر ہے کہ وہ ماضی میں آنے والے رسولوں اور اُن کی قوموں کی تاریخ اور انجام سے واقف تھے۔

آیات ۱۱ تا ۱۳

ایمان لانے ہی میں خیر ہے

وَ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ	(جنات نے کہا) اور بے شک ہم میں سے کچھ نیک ہیں
وَ مِنَّا دُوْنُ ذٰلِكَ ۗ	اور ہم میں سے کچھ اس کے علاوہ ہیں
كُنَّا طَرِيقَ قَدَادٍ ۙ	ہم تھے مختلف طریقوں پر۔
وَ اَنَّا ظَنَنَّا اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ	اور بے شک ہم سمجھ چکے ہیں کہ ہرگز نہ عاجز کر سکیں گے اللہ تعالیٰ کو زمین میں
وَ لَنْ نُّعْجِزَهُ هَرَبًا ۙ	اور نہ ہی ہم عاجز کر سکیں گے اُسے بھاگ کر۔ (آسمان میں)
وَ اَنَّا لَبَسْنَا لِحْجَابًا لِّمَنْ هَدٰى	اور بے شک جب ہم نے سن لی ہدایت

ہم ایمان لے آئے اُس پر	اٰمَنَّا بِهٖ ط
پھر جو ایمان لائے گا اپنے رب پر	فَمَنْ يُؤْمِنْ بِرَبِّهٖ
تو وہ نہیں ڈرے گا کسی نقصان سے اور نہ ہی کسی زیادتی سے۔	فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝۱۳

جنات بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے صالحین بھی ہیں اور نافرمان بھی۔ البتہ نافرمانوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ زمین یا آسمان میں کہیں بھی پہنچ جائیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچ سکتے۔ ہم سب کی خیر اسی میں ہے کہ ہم اُس کی نازل کردہ ہدایت پر ایمان لے آئیں اور اُس کے فرمانبردار بن جائیں۔ جس نے بھی سعادت حاصل کی اُسے کوئی نقصان نہ ہوگا اور نہ ہی اُس پر کوئی زیادتی ہوگی۔ نہ اُس کی کوئی نیکی کم کی جائے گی اور نہ ہی کوئی ناکردہ گناہ اُس کے ذمے ڈال دیا جائے گا۔

آیات ۱۳ تا ۱۷

اچھے اور برے کردار کا انجام

(جنات نے کہا) اور بے شک ہم میں سے کچھ فرمانبردار ہیں	وَ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ
اور ہم میں سے کچھ ظالم ہیں	وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ط
تو جس نے فرمانبرداری اختیار کی	فَمَنْ اَسْلَمَ
تو یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اختیار کیا بھلائی کا راستہ۔	فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝۱۴
اور جو لوگ ظالم ہیں	وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ
تو وہ ہوں گے جہنم کے لیے ایندھن۔	فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝۱۵
اور (اے نبی! فرمائیے مجھے وحی کیا گیا) اگر وہ سیدھے	وَ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلٰی الطَّرِيْقَةِ

رہتے راستے پر	
یقیناً ہم پلاتے انھیں وافر پانی۔	لَا سَقِينَهُمْ مَّاءٌ غَدَقًا ۙ
تاکہ ہم آزمائیں انھیں اس (نعمت) میں	لِنَقْتَنَّهُمْ فِيهِ ۙ
اور جو کوئی رُخ پھیرے گا اپنے رب کی یاد سے	وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ
وہ داخل کرے گا اُسے سخت عذاب میں۔	يَسْأَلْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۙ

جنات آگاہ کر رہے ہیں کہ نزولِ قرآن کے بعد ہمارے لیے دو کردار ہو سکتے ہیں۔ اگر ہم نے قرآن کی تعلیمات کے سامنے سر جھکا دیا تو کامیابی کی راہ چن لی۔ اس کے برعکس اگر ہم نے قرآن کی تعلیمات سے پہلو تہی کی تو ہم جہنم کا ایندھن بن جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ان جنات کے بیان کی توثیق کی گئی اور ارشاد ہوا جو سیدھے راستے پر چلتا رہا اُسے رحمتوں سے نوازا جائے گا۔ جس نے سیدھے راستے سے رخ پھیر لیا اُس کے لیے عذاب میں مسلسل اضافہ کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ تمام جن و انس کو تعلیماتِ قرآنی کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۸ تا ۱۹

مساجد میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو

اور بے شک مسجدیں اللہ تعالیٰ (کی یاد) کے لیے ہیں	وَ أَنَّ الْمَسْجِدَ لِلَّهِ
پس نہ پکارو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو۔	فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ۙ
اور بے شک جب کھڑا ہو اللہ کا بندہ	وَ أَنَّهُ لَبَّاقِمٌ عَبْدُ اللَّهِ
وہ پکارتا ہے اُسی (اللہ) کو	يَدْعُوهُ
لگتا ہے وہ ہو جائیں گے اُس پر ٹوٹ پڑنے والے۔	كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۙ

مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر اور توحید کے مراکز ہیں۔ اُن میں صرف اُسی کی عبادت جاری و ساری رہنی چاہیے اور صرف اُسی کو پکارا جانا چاہیے۔ یہ مساجد کی بڑی بے حرمتی ہے کہ وہاں شرک کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو پکارا جائے۔ مشرکین مکہ اسی بے حرمتی کے مرتکب ہو رہے تھے۔ وہ مسجد حرام میں اپنے خود ساختہ معبودوں کو پکارتے تھے۔ جب نبی اکرم ﷺ وہاں آکر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تو مشرکین آپ ﷺ پر دست درازی کرتے اور آپ ﷺ کو اُس کی خالص عبادت سے روکنے کی کوشش کرتے تھے۔ گویا وہ بد بخت دہرے جرم کا ارتکاب کر رہے تھے۔

آیات ۲۰ تا ۲۵

اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے کی نازک ذمہ داری

اے نبی! فرمائیے بے شک میں تو پکارتا ہوں صرف اپنے رب کو	قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي
اور میں شریک نہیں کرتا اُس کے ساتھ کسی کو۔	وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ۝۲۰
فرمائیے بے شک میں اختیار نہیں رکھتا تمہارے لیے کسی نقصان کا	قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا
اور نہ ہی کسی بھلائی کا۔	وَلَا رَشَدًا ۝۲۱
فرمائیے بے شک ہر گز نہ پناہ دے گا مجھے اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی	قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ ۝۲۲
اور میں ہر گز نہ پاؤں گا اُس کے سوا پناہ کی کوئی جگہ۔	وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۝۲۳
مگر پہنچا دینا اللہ کی طرف سے (قرآن) اور اُس کے (دوسرے) پیغامات	إِلَّا بَلَاغًا مِّنَ اللَّهِ وَرِسَالَاتِهِ ۝۲۴

اور جو نافرمانی کرے گا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کی	وَمَنْ يُعِصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
تو بے شک اُس کے لیے ہے جہنم کی آگ	فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ
وہ رہنے والے ہیں اُس میں ہمیشہ ہمیش۔	خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۝۱۳
یہاں تک کہ جب وہ دیکھ لیں گے وہ (عذاب) کہ جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے	حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ
تو وہ جان لیں گے کہ کون زیادہ کمزور ہے مددگار کے اعتبار سے	فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضْعَفُ نَاصِرًا
اور کون زیادہ کم ہے تعداد میں؟	وَأَقْلَىٰ عَدَدًا ۝۱۴
فرمائیے میں نہیں جانتا آیا قریب ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے	قُلْ إِنْ أَدْرِيٓ أَقْرَبُ مِمَّا تُوعَدُونَ
یا رکھی ہے اُس کے لیے میرے رب نے کچھ مدت۔	أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّيٓ أَمَدًا ۝۱۵

جب مشرکین مکہ نبی اکرم ﷺ پر هجوم کرتے تو آپ ﷺ انھیں صاف صاف بتا دیتے کہ میں تمہارے دباؤ میں نہیں آؤں گا۔ اپنے رب کو پکارتا ہوں گا اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں گا۔ میں ذاتی طور پر تمہارے مقابلے کی قوت نہیں رکھتا۔ نہ تمہیں نقصان پہنچا سکتا ہوں اور نہ ہی تمہیں ہدایت دے سکتا ہوں۔ میرا کل بھروسہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر ہے۔ میں خود اُس سے ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے اُس کا پیغام تم تک نہ پہنچایا تو وہ میری پکڑ فرمائے گا۔ کان کھول کر سن لو! اگر تم نے اُس کی اور میری نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ تمہیں ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم میں ڈال دے گا۔ آج تمہیں اپنی قوت اور نفی کی کثرت پر بڑانا ہے لیکن روز قیامت تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ تم اللہ کے مقابلے میں کس قدر کمزور اور بے یار و مددگار ہو۔ البتہ میں نہیں جانتا کہ وہ قیامت کا دن کب آئے گا؟ ہاں! آئے گا ضرور۔ اب یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ دن قریب ہے یا ابھی اُس نے تمہیں مزید مہلت دینے کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔

جس طرح رسول اللہ ﷺ کے لیے ضروری تھا کہ لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچائیں، اسی طرح ختم نبوت کی وجہ سے اس امت پر بھی اب یہ فریضہ لازم ہے۔ اگر ہم نے نوع انسانی تک اللہ تعالیٰ کا پیغام نہ پہنچایا تو ہمیں بھی اُس کی پکڑ کا سامنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ ذمے داری ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۶ تا ۲۸

رسولوں کو غیب کا کچھ علم دیا جاتا ہے

وہ (اللہ) جاننے والا ہے غیب کا	عِلْمُ الْغَيْبِ
وہ آگاہ نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو۔	فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ﴿۲۶﴾
مگر اُسے جو وہ پسند فرمائے کوئی رسول	إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ
تو بے شک وہ چلاتا ہے اُس کے آگے اور پیچھے محافظ۔	فَإِنَّهُ يُسَلِّطُكَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ﴿۲۷﴾
تاکہ وہ ظاہر کر دے کہ یقیناً انھوں نے پہنچا دیے اپنے رب کے پیغامات	لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ
اور اُس نے احاطہ کر رکھا ہے اُس کا جو اُن کے پاس ہے	وَاحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ
اور شمار کر رکھا ہے ہر چیز کو گن کر۔	وَاحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾

ع
۱۳

اللہ تعالیٰ ہی کل علم غیب رکھتا ہے۔ یہ علم وہ کسی پر ظاہر نہیں فرماتا۔ البتہ اپنے رسولوں کو اس میں سے کچھ علم دیتا ہے تاکہ وہ پورے یقین کے ساتھ لوگوں کو غیبی حقائق پر ایمان لانے کی دعوت دیں۔ اللہ تعالیٰ جب رسولوں تک غیب کا علم فرشتوں کے ذریعے بھیجتا ہے تو اُس کی حفاظت کے لیے خصوصی اہتمام کرتا ہے اور چار پہرے دار فرشتے مقرر کر دیتا ہے تاکہ جنات اُس میں سے کچھ اُچک نہ لیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر شے کا نگران و نگہبان ہے۔

سورة المزمل

تزکیہ نفس کے لیے قرآن کا لائحہ عمل

اس سورہ مبارکہ میں وہ ہدایات دی گئی ہیں جو انسان کے نفس کے تزکیے اور قلب کے تصفیے کے لیے مفید ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۵ تزکیہ نفس کے لیے ہدایات
- آیات ۱۹ تا ۲۰ مخالفین حق کے لیے وعید
- آیت ۲۰ قیام اللیل کے حکم میں تخفیف

آیات ۱ تا ۵

قیام اللیل کا حکم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے کپڑے میں لپٹنے والے!	يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ الْمَلَمَلُ ۝۱
قیام کیجیے رات میں سوائے تھوڑی سی رات کے۔	قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ۝۲
آدھی رات	نُصْفَهُ ۝۳
یا کم کر لیجیے اُس میں سے تھوڑا سا۔	أَوْ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ۝۴
یا زیادہ کر لیجیے اُس پر	أَوْ زِدْ عَلَيْهِ ۝۵
اور ٹھہر کر پڑھیے قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر	وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝۶
بے شک ہم جلد ہی ڈالیں گے آپ پر ایک بھاری بات۔	إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا ۝۷

یہ آیات نزولِ وحی کے ابتدائی زمانے میں نازل ہوئیں۔ ان آیات میں نبی اکرم ﷺ اور ان کے توسط سے اہل ایمان پر قیام اللیل یعنی تہجد کی نماز فرض کر دی گئی۔ حکم دیا گیا کہ اوسطاً آدھی رات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے رہیے اور ترتیل کے ساتھ قرآنِ حکیم پڑھیے۔ ترتیل سے مراد ہے آہستہ آہستہ، سمجھ سمجھ کر اور قلب پر تاثر محسوس کرتے ہوئے قرآنِ حکیم کی تلاوت کرنا۔ نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ عنقریب آپ ﷺ پر دعوت و اقامتِ دین کے حوالے سے ایک بھاری ذمے داری آنے والی ہے۔ اس ذمے داری کو استقامت کے ساتھ ادا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ ﷺ روحانی اور قلبی طور پر مضبوط ہوں۔ تلاوتِ قرآن کے ساتھ قیام اللیل کی ریاضت روحانی ترقی اور قلبی ثبات کے لیے انتہائی مؤثر ہے۔ جوں جوں قرآنِ حکیم انسان کے اندر اترتا ہے، انسان کا دل دنیا کی محبت سے خالی، آخرت کی تیاری کے لیے بے چین اور اللہ تعالیٰ کی محبت سے منور ہو جاتا ہے۔ تب انسان اُس کی خوشنودی کے لیے پورے ذوق و شوق سے ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

آیات ۶ تا ۱۱

تزکیہٴ نفس کے لیے ہدایات

بے شک رات کا اٹھنا ہی زیادہ سخت ہے (نفس کو) زیر کرنے میں	إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً
اور زیادہ درست ہے بات کرنے میں۔	وَأَقْوَمُ قَبِيلاً ۝۶
اے نبی! بے شک آپ کے لیے دن میں طویل مصروفیت ہے۔	إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ۝۷
اور ذکر کرتے رہیے اپنے رب کے نام کا	وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ
اور سب سے کٹ کر اسی سے لو لگائیے۔	وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلاً ۝۸
وہ مشرق اور مغرب کا رب ہے	رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ⑨	سو بنائیے اسی کو کارساز
وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ	اور صبر کیجیے اُس پر جو وہ کہتے ہیں
وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَبِيلًا ⑩	اور الگ ہو جائیے اُن سے خوبصورت کنارہ کشی کرتے ہوئے۔
وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ	اور چھوڑ دیجیے مجھے اور ان جھٹلانے والوں کو جو نعمتوں والے ہیں
وَمَهْلَهُمْ قَلِيلًا ⑪	اور مہلت دیجیے انھیں تھوڑی سی۔

تزکیہ نفس کے لیے یہ آیات حسب ذیل ہدایات دے رہی ہیں:

- i. قیام اللیل کا باقاعدگی سے اہتمام کیا جائے۔ رات کو اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا ہونا نفس کی خواہشات کو قابو میں رکھنے کے لیے انتہائی مؤثر ہے۔
 - ii. کثرت سے اللہ تعالیٰ کے مبارک اسماء کے ذریعے اُس کا ذکر کیا جائے۔
 - iii. انسان شعوری طور پر سب سے کٹ کر اللہ تعالیٰ سے جڑ جائے یعنی اُس سے اپنے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرے۔
 - iv. اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا رب یعنی تمام ضروریات کا پورا کرنے والا سمجھے اور صرف اُسی پر توکل و بھروسہ کرے۔
 - v. مخالفین کی طنزیہ باتوں پر صبر کیا جائے اور اُن سے الجھنے کے بجائے خوبصورتی سے علیحدگی اختیار کی جائے۔
 - vi. مخالفین کے کسی ظلم کا بدلہ نہ لیا جائے بلکہ اُن کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا جائے۔
- مذکورہ بالا ہدایات پر عمل کر کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمیع کنڈن کی مانند ہو گئے۔ پورے مکی دور میں ان ہی ہدایات پر عمل کا حکم رہا۔ البتہ مدنی دور میں صحابہ کرامؓ کی تربیت یافتہ جماعت کو مخالفین کے خلاف ہاتھ اٹھانے کی اجازت دی گئی۔

آیات ۱۲ تا ۱۹

مخالفین حق کے لیے وعید

بے شک ہمارے پاس بیڑیاں بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔	إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالًا وَجَحِيمًا ۱۲
اور کھانا ہے گلے میں پھنس جانے والا	وَطَعَامًا ذَا عُصَّةٍ
اور دردناک عذاب ہے۔	وَعَذَابًا أَلِيمًا ۱۳
جس دن کانپے گی زمین اور پہاڑ	يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ
اور ہو جائیں گے پہاڑ بکھرتی ہوئی ریت کے ٹیلے۔	وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ۱۴
بے شک ہم نے بھیجے ہیں تمہاری طرف رسولؐ	إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا ۱۵
جو گواہ ہیں تم پر	شَاهِدًا عَلَيْكُمْ
جیسے ہم نے بھیجے فرعون کی طرف رسولؑ۔	كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۱۶
تو نافرمانی کی فرعون نے رسولؑ کی	فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ
پھر ہم نے پکڑ لیا اُس کو سخت پکڑ میں۔	فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيًّا ۱۷
سو تم کیسے بچو گے اگر تم نے کفر کیا	فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ
اُس دن سے جو کر دے گا بچوں کو بوڑھا۔	يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ۱۸
آسمان پھٹ جانے والا ہے اُس (دن کی شدت) سے	إِلَّا السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ ۱۹
اُس (اللہ) کا وعدہ پورا ہونے والا ہے۔	كَانَ وَعْدَهُ مَفْعُولًا ۱۹

بے شک یہ ایک نصیحت ہے	إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ
پس جو چاہے اختیار کر لے اپنے رب کی طرف راستہ۔	فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿١٩﴾

مشرکین مکہ نے مکی دور میں صحابہ کرام پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیے۔ اللہ تعالیٰ ان آیات میں ان ظالموں کو خبردار کر رہا ہے کہ تمہیں اس ظلم کی بھرپور سزا ملے گی۔ تمہارے لیے وہ جہنم تیار ہے جس میں تمہیں جکڑنے کے لیے بیڑیاں، تمہاری غذا کے لیے حلق میں اٹکنے والا کانٹے دار جھاڑ جھنکار اور دہکتی ہوئی آگ ہے۔ تم سے پہلے آل فرعون نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ساتھ اسی طرح کا ظلم و ستم کیا تھا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے کس طرح انہیں شدید عذاب سے دوچار کیا۔ وہ تم سے زیادہ طاقتور تھے۔ جب وہ نہیں بچ سکے تو تم کفر کر کے کیسے بچ جاؤ گے؟ خاص طور پر اُس دن کی ہلاکت سے جس میں زمین لرزے گی، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، آسمان پھٹ جائے گا اور بچے خوف سے بوڑھے ہو جائیں گے۔ خیر اسی میں ہے کہ ان باتوں سے ہوش کے ناخن لو اور توبہ و استغفار کر کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو جنہوں نے دنیا میں حق کی بھرپور گواہی دی ہے اور اب وہ آخرت میں بھی تم پر گواہ بنیں گے۔

آیت ۲۰

قیام اللیل کے حکم میں تخفیف

اے نبی بے شک آپ کا رب جانتا ہے	إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ
کہ آپ قیام کرتے ہیں دو تہائی شب کے قریب	أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثِي اللَّيْلِ
اور (کبھی) نصف شب	وَنِصْفَهُ
اور (کبھی) ایک تہائی شب	وَتُلُثَهُ
اور ایک جماعت ان کی بھی جو آپ کے ساتھ ہیں	وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ ۗ
اور اللہ اندازہ رکھتا ہے رات اور دن کا	وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۗ

جانتا ہے اللہ کہ تم ہر گز طاقت نہ رکھو گے اس کی	عَلِمَ اَنْ لَّنْ نُّحْصُوهُ
تو اُس نے نظر کرم کی تم پر (اور قیام اللیل کی فرضیت کا حکم واپس لے لیا)	فَتَابَ عَلَيْكُمْ
تو پڑھ لو جتنا آسانی سے ہو قرآن میں سے	فَاَقْرءُ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ط
جانتا ہے اللہ تعالیٰ کہ ہوں گے تم میں سے کچھ بیمار	عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ؕ
اور کچھ دوسرے سفر کر رہے ہوں گے زمین میں	وَآخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ
تلاش کر رہے ہوں گے اللہ تعالیٰ کا فضل	يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ؕ
اور کچھ دوسرے جنگ کر رہے ہوں گے اللہ تعالیٰ کی راہ میں	وَآخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ
تو پڑھ لو جتنا آسانی سے ہو اُس میں سے	فَاَقْرءُ مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ؕ
اور قائم کرو نماز	وَاقِيْبُوا الصَّلٰوةَ
اور ادا کرو زکوٰۃ	وَآتُوا الزَّكٰوةَ
اور قرض دو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض	وَاقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ط
اور جو تم آگے بھیجو گے اپنے لیے بھلائی میں سے	وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ
تم پاؤ گے اُسے اللہ تعالیٰ کے پاس	تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ
کہ وہ بہتر ہے اور زیادہ بڑی ہے ثواب میں	هُوَ خَيْرٌ وَّاَوْعَظَمَ اَجْرًا ط
اور بخشش مانگو اللہ تعالیٰ سے	وَاسْتَغْفِرُوْا اللّٰهَ ط

سورۃ المدثر

ایمان بالآخرت کا مؤثر بیان

اس سورہ مبارکہ میں ایمان بالآخرت کی اہمیت مختلف اسالیب سے واضح کی گئی ہے۔ آخرت کے واقع ہونے کو ایک بڑی خبر قرار دیا گیا اور مجرموں کے جرائم کا سبب یہ بتایا گیا کہ وہ آخرت کا خوف نہیں رکھتے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۷ تا ۷
 - آیات ۸ تا ۲۶
 - آیات ۲۷ تا ۴۸
 - آیات ۴۹ تا ۵۶
- نبی اکرم ﷺ کا عظیم مشن اور اس کے لیے ہدایات
دشمن حق ولید بن مغیرہ کی مذمت
ذکر آخرت
مشرکین مکہ کا حق سے اعراض

آیات ۳ تا ۳

نبی اکرم ﷺ کا مشن ... اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا نفاذ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے لحاف میں لپٹنے والے!	يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝
کھڑے ہو جائیے پھر خبردار کیجیے۔	قُمْ فَأَنْذِرْ ۝
اور اپنے رب ہی کی پھر بڑائی کیجیے۔	وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝

ان آیات میں نبی اکرم ﷺ پر ایک بھاری ذمہ داری ڈالنے کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ لوگوں کو آخرت کی جواب دہی کے حوالے سے خبردار کیجیے اور یہ تبلیغ اس وقت تک جاری رکھیے جب تک زمین پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی تسلیم کرنے والا نظام قائم نہ ہو جائے۔ لوگوں کو برائیوں کے حوالے سے اصلاح کا پیغام دینا ایک مشکل کام ہے۔ اس سے کہیں زیادہ کٹھن کام

ظالموں کے ظلم کے خلاف آواز اٹھانا، ظلم کو مٹانے کے لیے ایک منظم تحریک برپا کرنا، صالحین کی جماعت تیار کر کے اُسے ظالموں سے ٹکرانا اور پھر ظالموں کو شکست دے کر اللہ تعالیٰ کی بڑائی یعنی عدل کا نظام قائم کرنا ہے۔ اسی کو سورہ مزمل میں قولِ ثقیل کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ ﷺ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے یہی کٹھن کام کرنے کی ہمت عطا فرمائے اور اس کے لیے خصوصی مدد ہمارے شامل حال فرمائے۔ آمین!

آیات ۴ تا ۷

غلبہ دین کی جدوجہد کرنے والوں کے لیے ہدایات

اور اے نبی! اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے۔	وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿۴﴾
اور گندگی سے پس دور رہیے۔	وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿۵﴾
اور احسان نہ کیجیے کہ آپ (اس سے) زیادہ چاہیں۔	وَلَا تَمُنُّنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿۶﴾
اور اپنے رب ہی کے لیے پھر صبر کیجیے۔	وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ﴿۷﴾

نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی بڑائی قائم کرنے کا نہایت اعلیٰ مشن دیا گیا۔ آپ ﷺ کے توسط سے یہی مشن آپ ﷺ کی امت کو بھی دیا گیا۔ اب اس اونچے مشن کے لیے کام کرنے والوں کو چند ہدایات دی جا رہی ہیں تاکہ وہ استقامت سے اس مشن کے لیے محنت کر سکیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد بھی انھیں حاصل ہو سکے۔ وہ ہدایات حسب ذیل ہیں:

- i. لباس اور جسم کی طہارت کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ طہارت کا اہتمام کرنے والوں سے محبت کرتا ہے (البقرہ)۔
- ii. ہر قسم کی ظاہری و معنوی نجاست سے دوری اختیار کی جائے۔ گویا ظاہری طور پر ہر طرح کے میل کچیل سے دور رہیں اور معنوی اعتبار سے دل اور جسم کو ہر گناہ سے پاک رکھیں۔
- iii. نیکی صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کی جائے اور دنیا میں اس کا کوئی بدلہ مطلوب نہ ہو۔

iv. اپنے رب کی رضا کے حصول کے لیے صبر کیا جائے۔ بلاشبہ نیکی کرنا، برائی سے بچنا اور حق کی سر بلندی کرنے کے لیے استقامت سے جدوجہد کرنا بغیر صبر کے ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کی خدمت اور مذکورہ بالا ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۸ تا ۱۰

ایک مشکل دن ... روزِ قیامت

اور جب پھونکا جائے گا صور میں۔	فَإِذَا نُفِخَ فِي الْسُّورِ ۱
تو وہ بڑا مشکل دن ہوگا	فَذَلِكِ يَوْمِئِذٍ يَوْمَ عَسِيرٍ ۹
کافروں پر وہ آسان نہیں ہوگا۔	عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ۱۰

جب صور میں پھونک ماری جائے گی تو قیامت برپا ہو جائے گی۔ تمام انسان زندہ ہو کر زمین سے نکل کر باہر کھڑے ہو جائیں گے اور تیزی سے میدانِ حشر کی طرف دوڑیں گے۔ کافروں کے لیے وہ دن انتہائی بھاری ہوگا۔ بڑی حسرت کے ساتھ افسوس کرتے ہوئے کہیں گے کہ یہ تو بدلے کا دن ہے جس کو ہم نے جھٹلایا تھا۔ اللہ تعالیٰ اُس روز کی سختیوں سے ہمیں محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۱ تا ۱۷

ولید بن مغیرہ کی مذمت

اے نبی! چھوڑیے مجھے اور اُس کو جسے میں نے پیدا کیا ہے اکیلا۔	ذُرِّيِّ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ۱۱
اور میں نے دیا ہے اُسے بڑھنے والا مال۔	وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَّهِدًوَدًا ۱۲
اور بیٹے جو پاس رہنے والے ہیں۔	وَبَنِينَ شُهُودًا ۱۳
اور میں نے تیاری کر دی ہے اُس کے لیے (سامان کی)	وَمَهْدَتُّ لَهُ تَبْهِيدًا ۱۴

خوب تیاری۔	
پھر وہ امید کرتا ہے کہ میں اُسے اور زیادہ دوں گا۔	ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ﴿١٥﴾
ہر گز نہیں	كَلَّا ط
بے شک وہ ہماری آیات کا سخت مخالف ہے۔	إِنَّهٗ كَانَ لِأَيَّتِنَا عِنْدَآ ط
جلد ہی میں اُسے تکلیف دوں گا دشوار چڑھائی چڑھنے کی۔	سَأَرْهُقُهُ صَعُوْدًا ط

ولید بن مغیرہ مکہ کا سردار تھا۔ اُس بد بخت پر حق واضح ہو چکا تھا لیکن مکہ کے دیگر مشرک سرداروں کی ناراضگی کے ڈر سے حق قبول کرنے سے محروم رہا۔ وہ بذاتِ خود اکلوتا پیدا ہوا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے دس ایسے بیٹے دیے تھے جو بڑے تندرست و توانا اور ہر وقت اُس کی خدمت کے لیے موجود رہتے تھے۔ اُس کی جائداد مکہ سے لے کر طائف تک پھیلی ہوئی تھی اور تجارت و مویشیوں کی صورت میں اُس کا مال مزید بڑھنے والا تھا۔ وہ بڑے اعتماد سے کہتا تھا کہ جس اللہ تعالیٰ نے یہاں دیا ہے وہ آخرت میں بھی خوب نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا ہر گز نہیں۔ وہ ہمارے برحق کلام کا دشمن ہے ہماری دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کرنے والا ہے۔ اُسے ان جرائم کی پاداش میں جہنم میں ایسا عذاب دیا جائے گا جس کی شدت بڑھتی چلی جائے گی۔

آیات ۱۸ تا ۲۵

ولید بن مغیرہ کا مکر و فریب

بے شک اُس نے غور کیا اور طے کر لی ایک بات۔	إِنَّهٗ قَدَّرَ وَقَدَّرَ ﴿١٨﴾
پس وہ مارا جائے اُس نے کیسی بات طے کی!	فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾
پھر وہ مارا جائے اُس نے کیسی بات طے کی!	ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿٢٠﴾
پھر اُس نے دیکھا۔	ثُمَّ نَظَرَ ﴿٢١﴾

پھر اُس نے تیوری چڑھائی اور منہ بنایا۔	ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾
پھر اُس نے پیٹھ پھیری اور تکبر کیا۔	ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾
پھر اُس نے کہا یہ نہیں ہے مگر جادو جو پہلے سے چلا آ رہا ہے۔	فَقَالَ اِنَّ هَذَا اِلَّا سِحْرٌ يُؤْتَرُو ﴿۲۴﴾
یہ نہیں ہے مگر انسان کا کلام۔	اِنَّ هَذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾

ولید بن مغیرہ نے ایک موقع پر نبی اکرم ﷺ سے قرآن مجید سنا تو اُس پر واضح ہو گیا کہ یہ کسی انسان کا نہیں اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے۔ قرآن کے حق ہونے کی تاثیر کے ساتھ جب وہ دیگر مشرک سرداروں کے پاس گیا تو انھوں نے ولید بن مغیرہ کے چہرے پر حق کے اثرات کی وجہ سے ہونے والی تبدیلی کو محسوس کر لیا۔ انھوں نے پوچھا کہ محمد ﷺ جو کچھ سنارہے ہیں کیا وہ جادو ہے، شاعری ہے یا کاہن کا منتر ہے؟ اُس نے کہا نہیں، ان سب میں سے کچھ نہیں۔ سردار ان قریش کو محسوس ہو گیا کہ ولید بھی اسلام قبول کرنے والا ہے۔ اُن کے تیور بدل گئے۔ ولید نے جب ساتھی سرداروں کی ناراضگی دیکھی تو فوراً ایک بناوٹی صورت اختیار کی۔ کچھ دیر سوچا، پھر دیکھا، تیوری چڑھائی، منہ بسورا، رخ پھیرا اور بڑے تکبر سے کہا کہ محمد جو کلام پیش کر رہے ہیں وہ پرانا جادو ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے اس فریب پر غضبناک ہوا اور اُسے ایسے عذاب کی وعید سنائی جس کا ذکر آگلی آیات میں ہے۔

آیات ۲۶ تا ۲۹

جہنم کی ہولناکی

جلد ہی میں داخل کروں گا اُسے سقر (جہنم) میں۔	سَاٰصِلِيْهِ سَقَرًا ﴿۲۶﴾
اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ سقر؟	وَمَا اَدْرَاٰكَ مَا سَقَرٌ ﴿۲۷﴾
وہ نہ باقی رکھتی ہے اور نہ چھوڑتی ہے۔	لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾
جھلسا دینے والی ہے کھال کو۔	لَوَّا حَةً لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾

ولید بن مغیرہ کو پھینکا جائے گا اس جہنم میں جس کی بھڑکتی ہوئی آگ بڑی شدت والی ہے۔ یہ جہنمیوں کے ساتھ چمٹ جائے گی۔ نہ انھیں چھوڑے گی کہ کہیں بھاگ جائیں اور نہ ہی باقی رہنے دے گی۔ یعنی جہنمی نہ زندوں میں شمار ہوں گے اور نہ مردوں میں۔ یہ آگ انسانوں کی کھالوں کو جھلسا دے گی لیکن کھال دوبارہ پیدا ہو جائے گی۔ یہ سلسلہ مسلسل جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس آفت سے ہم سب کو محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۰ تا ۳۱

جہنم پر ۱۹ فرشتے مامور ہیں

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝	اُس (جہنم) پر انیس (فرشتے) مقرر ہیں۔
وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ۝	اور ہم نے مقرر نہیں کیے جہنم پر مامور مگر فرشتے
وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا ۝	اور ہم نے نہیں رکھی ان کی تعداد مگر آزمائش کے طور پر ان کے لیے جنہوں نے کفر کیا
لِيَسْتَيَقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ	تاکہ یقین کر لیں وہ جنہیں دی گئی ہے کتاب
وَيَزِدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا	اور بڑھ جائیں وہ جو ایمان لائے، ایمان میں
وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ ۝	اور شک نہ کریں وہ جنہیں دی گئی ہے کتاب اور مومنین
وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْكَافِرُونَ	اور کہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور کافر
مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا ۝	کیا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بطور مثال
كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ	اسی طرح گمراہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے
وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۝	اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے

اور کوئی نہیں جانتا تمہارے رب کے لشکروں کو سوائے اُس کے	وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۝
اور یہ نہیں ہے مگر نصیحت انسان کے لیے۔	وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْبَشْرِ ۝

اللہ تعالیٰ نے جہنم پر فرشتے مامور کر رکھے ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ جہنم میں ۱۹ قسم کے عذاب ہوں گے اور ہر فرشتہ ایک خاص عذاب دینے کی نگرانی کرے گا۔ مشرکین نے ان کی تعداد کا مذاق اڑایا کہ اس کم تعداد سے تو ہم نمٹ لیں گے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ صرف ایک فرشتہ بھی قوت کے اعتبار سے تمام انسانوں پر بھاری ہے؟ بعض نے اعتراض کیا کہ تعداد بتانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ یہ تعداد اس لیے بتائی گئی کہ اہل کتاب پہلے ہی اس تعداد سے واقف ہیں۔ لہذا انھیں یقین ہو جائے گا کہ قرآن واقعی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس سے اہل ایمان کے ایمان کو بھی اور تقویت حاصل ہو۔ پھر اسی تعداد کے بتانے سے کافروں کی آزمائش بھی ہوگئی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک ہی حقیقت کے بیان سے گمراہوں کی گمراہی میں مزید اضافہ فرماتا ہے اور اہل حق کے یقین کو اور پختہ کر دیتا ہے۔

آیات ۳۲ تا ۳۷

جہنم بہت بڑی چیز ہے

ہر گز نہیں! قسم ہے چاند کی۔	كَلَّا وَالْقَمَرِ ۝
اور رات کی جب وہ جانے لگے۔	وَاللَّيْلِ إِذَا دُبِّرَ ۝
اور صبح کی جب وہ روشن ہو۔	وَالصُّبْحِ إِذَا اسْفَرَ ۝
بے شک وہ (جہنم) یقیناً بڑی چیزوں میں سے ایک ہے۔	إِنَّهَا لِأَحَدَى الْكُبْرِ ۝
خبردار کرنے والی ہے انسان کو۔	نَذِيرًا لِلْبَشْرِ ۝
اُس کے لیے جو چاہے تم میں سے کہ آگے بڑھے یا پیچھے ہٹے۔	لِئِنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ۝

جس طرح رات رفتہ رفتہ ختم ہو جاتی ہے اور دن نمودار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح رفتہ رفتہ یہ دنیا بھی اپنے اختتام کو پہنچے گی اور پھر قیامت ظاہر ہو جائے گی۔ بلاشبہ قیامت کے دن ظاہر ہونے والی بڑی چیزوں میں سے ایک جہنم ہے۔ یہ انسان کو ہولناک انجام سے خبردار کر رہی ہے۔ ہر انسان کو دنیا میں اختیار دیا گیا ہے، چاہے اچھے اعمال کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرے اور جہنم سے بچ جائے یا گناہ کر کے اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار بنے اور جہنم میں جا گرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اچھے اعمال کرنے اور جہنم سے بچنے کی راہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۸ تا ۴۸

جہنم میں لے جانے والے جرائم

ہر شخص اُس کے بدلے جو اُس نے کمایا ہے گروی رکھا ہوا ہے۔	كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴿۳۸﴾
سوائے دائیں ہاتھ والوں کے۔	اِلَّا اَصْحَابَ الْيَمِيْنِ ﴿۳۹﴾
جنتوں میں وہ سوال کریں گے۔	فِيْ جَنّٰتٍ قَدْ يَنْتَسَاۗءُوْنَ ﴿۴۰﴾
مجرموں سے۔	عَنِ الْمَجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾
کس چیز نے داخل کر دیا تمہیں جہنم میں۔	مَا سَاَلَكُمْ فِيْ سَقَرٍ ﴿۴۲﴾
وہ کہیں گے ہم نہیں تھے نماز ادا کرنے والوں میں سے۔	قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمَصْلِيْنَ ﴿۴۳﴾
اور نہ ہم کھانا کھلایا کرتے تھے مسکینوں کو۔	وَلَمْ نَكُ نَطْعَمُ الْمَسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾
ہم فضول بحث کیا کرتے تھے فضول بحث کرنے والوں کے ساتھ۔	وَ كُنَّا نَحُوْضُ مَعَ الْخَاطِیْیْنَ ﴿۴۵﴾
اور ہم جھٹلایا کرتے تھے بدلے کے دن کو۔	وَ كُنَّا نَكْذِبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۴۶﴾

یہاں تک کہ آپہنچی ہمارے پاس یقینی بات (موت)۔	حَتَّىٰ آتَيْنَا الْيَقِيْنَ ۝۷۷
پس انھیں فائدہ نہ دے گی سفارش کرنے والوں کی سفارش۔	فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ ۝۷۸

ہر بد نصیب گناہ گار انسان اپنے جرائم کی وجہ سے پھنسا ہوا ہے۔ عنقریب اُسے ان جرائم کی سزا ملے گی۔ اس کے برعکس نیکیاں کرنے والے سعادت مند ہیں جو جنت میں ہوں گے۔ وہ بد نصیب گناہ گار انسانوں سے پوچھیں گے کہ آخر تم کیوں جہنم میں چلے گئے۔ گناہ گار اپنے ان جرائم کا اعتراف کریں گے جن کی وجہ سے ایک شخص مسلمان ہونے کے باوجود جہنم میں چلا جائے گا۔ وہ جرائم حسب ذیل ہیں:

- i. باقاعدہ نماز ادا نہ کرنا۔
 - ii. محتاجوں کو کھانا نہ کھلانا۔
 - iii. دین و شریعت کی تعلیمات پر اعتراضات کرتے رہنا۔
 - iv. بدلے کے دن کو جھٹلانا اور اس حوالے سے شکوک و شبہات اور خوش فہمیوں کا شکار رہنا۔
- جہنمی حسرت سے کہیں گے کہ ہماری پوری زندگی ان جرائم میں گزری یہاں تک کہ موت نے ہماری دنیا کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ جہنمیوں کا اعتراف جرم اب انھیں کوئی فائدہ نہ دے گا اور نہ کسی سفارش کرنے والے کی سفارش اُن کے کام آئے گی۔ اللہ تعالیٰ اس انجام بد سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۹ تا ۵۳

حق سے اعراض کا سبب... انکارِ آخرت

تو انھیں کیا ہے کہ وہ نصیحت (قرآن مجید) سے رخ پھیرنے والے ہیں۔	فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ۝۷۹
جیسے وہ بدک کر بھاگنے والے گدھے ہیں۔	كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۝۸۰
جو بھاگے ہیں شیر سے۔	فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ۝۸۱

بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ	بلکہ چاہتا ہے ہر شخص اُن میں سے
اَنْ يُؤْتِي صُحُفًا مَّنشَرَةً ﴿۵۲﴾	کہ اُسے دیے جائیں کھلے ہوئے صحیفے۔
كَلَّا ط	ہر گز نہیں ہوگا ایسا!
بَلْ لَا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ﴿۵۳﴾	بلکہ وہ نہیں ڈرتے آخرت سے۔

ان آیات میں اظہارِ تعجب کیا گیا کہ مشرکین مکہ حق کی دعوت سے اعراض کر رہے ہیں۔ جب انھیں قرآنِ حکیم سنایا جاتا ہے تو ایسے بھاگتے ہیں جیسے جنگلی گدھا شیر کو دیکھ کر بھاگتا ہے۔ پھر وہ مطالبہ کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک پر براہِ راست ہدایت نازل کر دے تو ہم مان لیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر گز ایسا نہیں کرے گا۔ وہ ہدایت کا نزول بندوں میں سے چنے ہوئے پاکیزہ نفوس پر کرتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حق سے اعراض کرنے والے آخرت کی جواب دہی کا خوف نہیں رکھتے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری اور اعمال کی جواب دہی کا یقین نہیں رکھتا اُس سے کسی خیر کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

آیات ۵۲ تا ۵۶

قرآن حقائق کی یاد دہانی ہے

كَلَّا إِنَّهُ تَذَكَّرٌ ﴿۵۴﴾	ہر گز نہیں! بے شک یہ (قرآن) تو ایک نصیحت ہے۔
فَمَنْ شَاءَ ذَكُرْهُ ﴿۵۵﴾	تو جو چاہے نصیحت حاصل کر لے اس سے۔
وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ ط	وہ نصیحت حاصل نہیں کریں گے مگر یہ کہ چاہے اللہ
هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى	وہی ہے اس لائق کہ اُس کی نافرمانی سے بچا جائے
وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾	اور اُسی کے لائق ہے بخشش فرمانا۔

قرآنِ حکیم ایک نعمت ہے جو انسانوں کو حقائق کی یاد دہانی کروا رہا ہے۔ یہ ہمارا امتحان ہے کہ ہم یاد دہانی حاصل کرتے ہیں یا نہیں۔ خیر اسی میں ہے کہ حقائق پر ایمان لے آئیں اور اُن کی روشنی میں زندگی کا لائحہ عمل طے کریں۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر ایسا ممکن نہیں لہذا ہمیں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ :

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ (نسائی، ابوداؤد)

”اے اللہ تعالیٰ میری مدد فرما اپنے ذکر، اپنے شکر اور اپنی اچھی عبادت کے لیے۔“

بلاشبہ اللہ ہی اس لائق ہے کہ اُس کا تقویٰ اختیار کیا جائے، اُس سے نیکیوں کی توفیق مانگی جائے اور اُس کی بخشش کا سوال کیا جائے۔ اُسی کا اختیار ہے کہ جسے چاہے بخش دے۔

سورة القیامہ

قیامت کے مناظر کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں قیامت کے احوال مختلف مناظر کی صورت میں بڑے مؤثر انداز سے بیان کیے گئے ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۵ تا ۵ انکارِ آخرت کی زوردار نفی
- آیات ۱۵ تا ۱۶ قیامت کی ہولناکی کا منظر
- آیات ۱۹ تا ۲۰ نبی اکرم ﷺ کی قرآن سے محبت
- آیات ۲۵ تا ۲۶ میدانِ حشر کا منظر
- آیات ۳۰ تا ۳۱ موت کا منظر
- آیات ۳۵ تا ۳۶ سرکشوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب
- آیات ۴۰ تا ۴۱ موت کے بعد حیات کا سبب اور دلیل

آیات ۱ تا ۵

انکارِ آخرت کی زوردار نفی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نہیں! میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی۔	لَا أُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیَامَةِ ۝۱
اور نہیں! میں قسم کھاتا ہوں بہت ملامت کرنے والے نفس کی۔	وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝۲
کیا گمان کرتا ہے انسان کہ ہم ہر گز جمع نہ کریں گے اُس کی ہڈیاں۔	أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَلَّنْ نَّجْمِعَ عِظَامَهُ ۝۳

کیوں نہیں! ہم ضرور جمع کرینگے کیونکہ ہم قادر ہیں اس پر کہ درست کر دیں اُس کی انگلیوں کے پور۔	بَلَىٰ قَدِيرِينَ عَلَىٰ اَنْ تُسْوِيَ بَنَانَهُ ۝۶
بلکہ چاہتا ہے انسان کہ وہ نافرمانی کرتا رہے اپنے آگے (کی زندگی میں بھی)۔	بَلْ يُرِيدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهُ ۝۷

ان آیات میں اُن تمام تصورات کی زور دار نفی کی گئی ہے جو آخرت کے حوالے سے شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں۔ آگاہ کیا گیا کہ قیامت ایسی یقینی شے ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کی قسم کھا رہا ہے۔ پھر وہ اُس ضمیر کو گواہ کے طور پر پیش کر رہا ہے جو ہر نیکی پر انسان کو مسرت کی کیفیت دیتا ہے اور ہر بدی پر پشیمانی کی۔ ضمیر کا یہ احساس ثابت کر رہا ہے کہ نیکی کا اچھا اور بدی کا برا نتیجہ نکل کر رہے گا۔ انسان سمجھتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ اُس کی بوسیدہ ہڈیاں جمع نہ کر سکے گا۔ ہڈیاں کیا وہ تو ہر انسان کی انگلیوں کے پور تک دوبارہ درست کر دے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان نہیں چاہتا کہ جن گناہوں، بد کاریوں اور حرام خوریوں کی لذت وہ لے رہا ہے اُسے چھوڑ دے۔ اسی لیے گناہوں کی باز پرس کی یقینی خبر کو جھٹلا رہا ہے۔

آیات ۶ تا ۱۵

قیامت کی ہولناکی کا منظر

انسان پوچھتا ہے کب ہوگا قیامت کا دن؟	يَسْئَلُ اَيَّانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۝۶
پھر جب پتھر اجائے گی آنکھ۔	فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝۷
اور بے نور ہو جائے گا چاند۔	وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝۸
اور جمع کر دیے جائیں گے سورج اور چاند۔	وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝۹
کہے گا انسان اُس دن کہاں ہے بھاگنے کی جگہ؟	يَقُولُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفْرُجُ ۝۱۰
ہر گز نہیں! نہیں کوئی پناہ کی جگہ۔	كَلَّا لَا وَزَرَ ۝۱۱

تمہارے رب کی طرف ہی اُس دن جا ٹھہرنا ہے۔	إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ۝۱۲
بتایا جائے گا انسان کو اُس دن جو اُس نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا۔	يُنَبِّئُ الْإِنْسَانَ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ۝۱۳
بلکہ انسان اپنے آپ کو خوب دیکھنے والا ہے۔	بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ۝۱۴
اگرچہ وہ پیش کرے اپنے بہانے۔	وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ ۝۱۵

انسان قیامت کے دن کی رسوائی سے بچنے کے لیے تیاری کے بجائے طنزیہ انداز میں پوچھتا ہے کہ قیامت کب آئے گی؟ طنزیہ سوال کا سخت اسلوب میں جواب دیا گیا کہ قیامت اُس روز آئے گی جب انسان کی آنکھیں چندھی جائیں گی۔ چاند بے نور ہو جائے گا۔ سورج اور چاند باہم ٹکرائیں گے۔ انسان اس تباہی سے گھبرا کر کوئی پناہ گاہ تلاش کرنے کی کوشش کرے گا۔ کہا جائے گا کہ آج کوئی پناہ گاہ نہیں۔ اب چلو اور رب کے سامنے پیش ہو جاؤ۔ اب تمہیں بتادیا جائے گا کہ تم نے دنیا میں کس شے کو ترجیح دی تھی اور کس شے کو پس پشت ڈالا تھا؟ اپنے اعمال میں سے تم نے کیا آگے بھیجے اور اُن کے کیا اثرات پیچھے چھوڑے؟ حقیقت میں یہ سب بتانے کی بھی ضرورت نہیں۔ ہر انسان خوب جانتا ہے کہ دنیا میں اُس کی ترجیح اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی فلاح تھی یا دنیا کا عارضی اور گھٹیا مال و اسباب۔ وہ اپنی دنیا داری کے جواز کے لیے خواہ کیسی ہی خوشنما تو جیجات پیش کرے، اُس کا باطن جانتا ہے کہ اُس کا مطلوب و مقصود کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا اور آخرت کی نعمتوں کو مطلوب و مقصود بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۶ تا ۱۹

نبی اکرمؐ کی قرآن کریم سے محبت

اے نبی! حرکت نہ دیجیے اس (قرآن) کے ساتھ اپنی زبان کو	لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ
تاکہ آپؐ جلدی کریں اس کے ساتھ (یاد کرنے کے لیے)۔	لِتَعَجَلَ بِهِ ۝۱۶

بے شک ہمارے ذمے ہے اس کو جمع کرنا (آپ کے سینے میں) اور اس کا پڑھنا (آسان کر دینا)۔	إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ﴿١٤﴾
پھر جب ہم پڑھیں اسے تو پیروی کیجیے اس کے پڑھنے کی۔	فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ﴿١٥﴾
پھر بے شک ہمارے ذمے ہے اس کو واضح کرنا۔	ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ﴿١٦﴾

نبی اکرم ﷺ کو قرآن کریم سے والہانہ محبت تھی۔ جب آپ ﷺ پر اس کا نزول ہوتا تو آپ ﷺ نازل ہونے والی آیات کو حفظ کرنے کے لیے تیزی سے اپنی زبان مبارک سے دہراتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر احسانِ عظیم فرمایا کہ اے حبیب ﷺ! آپ قرآن کریم کو حفظ کرنے کے لیے جلدی نہ کریں۔ اس قرآن کریم کو آپ ﷺ کے سینہ میں محفوظ کرنا اور پھر آپ ﷺ کے ذریعے لوگوں تک اسے پہنچانا اور اس کے مضامین کی وضاحت کروادینا ہمارے ذمے ہے۔ جب قرآن حکیم آپ ﷺ پر نازل کیا جا رہا ہو تو آپ ﷺ توجہ سے اسے سنتے رہیں۔ یہ آیات اس حقیقت کو بھی واضح کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن کی تفسیر اور وضاحت بھی آپ ﷺ کو سکھادے گا۔ گویا قرآن حکیم کی وضاحت کے لیے احادیثِ نبوی ﷺ سے رہنمائی حاصل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انکارِ حدیث کے فتنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۰ تا ۲۵

روزِ قیامت نتیجہ چہروں سے ظاہر ہوگا

ہر گز نہیں! بلکہ تم پسند کرتے ہو جلدی ملنے والی (دنیا) کو۔	كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾
اور چھوڑ دیتے ہو بعد میں آنے والی (آخرت) کو	وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ ﴿٢١﴾
کئی چہرے اُس دن تروتازہ ہوں گے۔	وَجُوهٌ يُّومِئِذٍ نَّاصِرَةٌ ﴿٢٢﴾
اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے۔	إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾

اور کئی چہرے اُس دن بگڑے ہوئے ہوں گے۔	وَوُجُوهُ يَوْمَئِذٍ بِاسِرَةٍ ۝۲۳
سمجھتے ہوں گے کہ اُن کے ساتھ کی جائے گی کمر توڑ دینے والی سختی۔	تَتَّظَنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝۲۴

انسانوں کی اکثریت کی افسوسناک روش ہے کہ وہ دنیا کی فوری ملنے والی لذتوں کو ترجیح دیتی ہے اور آخرت کی ابدی اور اعلیٰ نعمتوں کے حصول کے لیے تیاری سے غفلت برتی ہے۔ عنقریب آخرت آنے والی ہے۔ اُس روز تمام انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ نیک لوگوں کے چہرے بڑے تروتازہ ہوں گے۔ انھیں اللہ سبحانہ تعالیٰ کے رُخِ انور کے دیدار کی لذت عطا کی جائے گی۔ اس کے برعکس مجرموں کے چہرے خوف سے بگڑے ہوئے ہوں گے۔ وہ جان لیں گے کہ اب انھیں جہنم میں داخل کیا جائے گا اور کمر توڑ دینے والے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دینے کی توفیق عطا فرمائے اور روز قیامت کی رسوائی سے محفوظ رکھے۔ آمین!

آیات ۲۶ تا ۳۰

موت کا منظر

ہر گز نہیں! جب پہنچتی ہے جان گلے تک۔	كَلَّا اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝۲۶
اور کہا جائے گا کوئی ہے دم کرنے والا؟	وَقِيلَ مَنْ سَاقٍ ۝۲۷
اور سمجھ جائے گا مرنے والا کہ یہ جدائی ہے۔	وَوَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝۲۸
اور لپٹ جائے گی پنڈلی، پنڈلی کے ساتھ	وَالْتَفَتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝۲۹
تمہارے رب کی طرف ہی اُس دن جانا ہے۔	اِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ۝۳۰

انسان پر جب موت کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو اُس کی جان حلق کے قریب آکر اٹک جاتی ہے۔ انسان شدید اذیت سے دوچار ہوتا ہے۔ قرابت داروں پر انتہائی مایوسی طاری ہو جاتی ہے۔ دوائیں اب کارگر نہیں رہتیں۔ اب بے کسی کے عالم میں پکارا جاتا ہے کہ

ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا جو مرنے والے کو بچالے۔ مرنے والا جان چکا ہوتا ہے کہ اب دنیا سے جدائی کا وقت آچکا ہے۔ پنڈلی، پنڈلی سے لپٹ جاتی ہے اور انسان خالق حقیقی سے جا ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر موت کی سختیاں آسان فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۱ تا ۳۵

سرکشوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب

فَلَا صَدَقَ وَلَا صَلَّى ۝۳۱	پھر اُس نے نہ تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی۔
وَلَكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى ۝۳۲	اور لیکن اُس نے جھٹلایا اور رخ پھیرا۔
ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّى ۝۳۳	پھر گیا اپنے گھر والوں کی طرف اکڑتا ہوا۔
أُولَىٰ لَكَ فَأُولَىٰ ۝۳۴	تباہی ہے تیرے لیے پھر تباہی۔
ثُمَّ أُولَىٰ لَكَ فَأُولَىٰ ۝۳۵	پھر تباہی ہے تیرے لیے پھر تباہی۔

ان آیات میں ایسے شخص کی شدید مذمت کی گئی ہے جس نے سرکشی اختیار کی، حق کو قبول نہ کیا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکایا۔ اس کے برعکس بڑے تکبر سے دینی تعلیمات کو جھٹلایا۔ یہ بد نصیب اسی قابل ہے کہ اس کے لیے تباہی و بربادی ہو، شدید تباہی و بربادی۔ اُسے چار مرتبہ تباہی کی وعید سنائی گئی یعنی موت کے وقت، قبر میں، میدانِ حشر میں اور پھر ہمیشہ کے لیے جہنم میں۔ اللہ تعالیٰ اس روش اور اس انجام سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۶ تا ۴۰

کیا انسان سے حساب کتاب نہ ہوگا؟

کیا گمان کرتا ہے انسان کہ اُسے یونہی چھوڑ دیا جائے گا بغیر پوچھے۔	اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُتْرَكَ سُدًى ۝۳۶
کیا وہ نہیں تھا قطرہ منی کا جو ٹپکایا جاتا ہے۔	اَلَمْ يَكْ نُطْفَةٌ مِّنْ مَّنِيٍّ يُنثَى ۝۳۷
پھر وہ تھا جما ہوا خون تو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا پھر درست بنا دیا۔	ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَى ۝۳۸
پھر اُس نے بنائے اُس میں سے دو جوڑے مند کر اور مونث۔	فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثَى ۝۳۹
کیا نہیں ہے وہ قادر اس پر کہ زندہ کرے مُردوں کو؟	اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَدْرِ عَلٰى اَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى ۝۴۰

کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ بے مقصد چھوڑ دیا گیا ہے؟ جو جی میں آئے کرتا رہے؟ کسی کی آبرو کی دھجیاں اڑا دے، کسی کی جان کے ساتھ کھیلے اور کسی کے مال و اسباب کو لوٹے؟ نہیں! اللہ تعالیٰ نے اُسے دیگر مخلوقات کے مقابلے میں امتیازی صلاحیتیں دی ہیں اور نعمتوں سے نوازا ہے۔ لہذا اب وہ اُس سے دی گئی صلاحیتوں کے حوالے سے باز پرس کرے گا اور نعمتوں کے استعمال کے بارے میں حساب لے گا۔ ذرا غور تو کرو کہ جس اللہ تعالیٰ نے انسان کو نطفے سے پیدا کیا اور نطفے ہی سے مرد بھی پیدا کیے اور عورتیں بھی، کیا وہ انسان کو دوبارہ زندہ کرنے پر قدرت نہیں رکھتا؟ کوئی مانے یا نہ مانے حقیقت یہ ہے کہ ہر انسان نے دوبارہ زندہ ہونا ہے، اپنی روش کی اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کرنی ہے اور اعمال کا بدلہ پانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن کے ذریعے وہ ہم سے راضی ہو جائے۔ آمین!

سورة الانسان

ناشکری اور شکر گزارى کا نتیجہ

یہ سورہ مبارکہ آگاہ کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو باختیار مخلوق بنایا ہے۔ اب وہ اپنے اختیارات کا جیسا استعمال کرے گا، روز قیامت ویسا ہی اُس کے حق میں نتیجہ ظاہر ہوگا۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۳ تا ۳ انسان کو پیدا کرنے اور اختیار دینے کا بیان
- آیت ۴ اختیار کے غلط استعمال کا انجام
- آیات ۵ تا ۲۲ اختیار کے اچھے استعمال کا انعام
- آیات ۲۳ تا ۲۶ نبی اکرم ﷺ کو صبر اور ذکر کی تلقین
- آیات ۲۷ تا ۳۱ دنیا داروں کو نیکی کی راہ اختیار کرنے کی دعوت

آیات ۳ تا ۳

خالق نے انسان کو ہدایت دی اور اختیار بھی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کیا گزرا ہے انسان پر ایسا وقت زمانے میں	هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنَ مِّنَ الدَّهْرِ
کہ وہ نہیں تھا کوئی قابل ذکر چیز؟	لَمْ يَكُنْ شَيْعًا مَّذْكُورًا ۝
بے شک ہم نے پیدا کیا انسان کو ملے جلے قطرے سے	اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ
تاکہ ہم آزمائیں اُسے	تَبْتَلِيْهِ
سو ہم نے بنایا ہے اُسے خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا	فَجَعَلْنٰهُ سَبِيْعًا بَصِيْرًا ۝

بے شک ہم نے دکھا دیا ہے اُسے راستہ	اِنَّكَ هَدَيْتَهُ السَّبِيْلَ
خواہ شکر کرنے والا بنے اور خواہ ناشکرا۔	اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ﴿۷۵﴾

یہ آیات انسان کو یاد دہانی کروارہی ہیں کہ ایک وقت ایسا بھی تھا جب اُس کا بظاہر کوئی نام و نشان ہی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے ایک مرد اور ایک عورت کے ملے جلے نطفے سے پیدا فرمایا اور ایک مکمل انسان کی صورت دی۔ پھر مکلف بنانے کی غرض سے اس کو سنتا، دیکھتا (سمجھتا) بنایا پھر اُسے نیکی اور بدی کی تمیز، نیکی کی طرف رغبت اور برائی سے کراہت عطا فرمائی۔ پھر اُسے ضمیر دیا جو نیکی پر شاباش دیتا ہے اور بدی پر بے چین کر دیتا ہے۔ اب انسان کو اختیار ہے کہ وہ نیکی کی راہ اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بن جائے یا بدی کی راہ پر چل کر اپنے خالق کے احسانات کی ناشکری کرتا پھرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا شکر گزار بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۴

ناشکروں کا برا انجام

بے شک ہم نے تیار کی ہیں کافروں کے لیے زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ۔	اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِّلْكَافِرِيْنَ سَلْسِلًا وَّ اَغْلَالًا وَّ سَعِيْرًا ﴿۷۶﴾
---	---

اس آیت میں خبردار کر دیا گیا کہ جو شخص ناشکری کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے اختیار کو اُس کی نافرمانیوں کے لیے استعمال کرے گا، اُس کا برا انجام ہوگا۔ روزِ قیامت اُسے زنجیروں میں جکڑ کر اور اُس کے گلے میں طوق ڈال کر اسے دکھتی ہوئی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ مولانا شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”جو لوگ رسم و رواج اور اوہام و ظنون کی زنجیروں میں جکڑے رہے اور غیر اللہ کی حکومت و اقتدار کے طوق اپنے گلوں سے نہ نکال سکے بلکہ حق و حالمین حق کے خلاف دشمنی اور برائی کی آگ بھڑکانے میں عمریں گزار دیں، کبھی بھول کر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد نہ کیا، نہ اُس کی سچی فرمانبرداری کا خیال دل میں لائے، اُن کے لیے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں دوزخ کے طوق و سلاسل اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔“

آیات ۱۰ تا ۱۰

شکر گزاری کی راہ اور حسین انجام

بے شک نیک لوگ یہیں گے ایسے جام سے	إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ
جس کی آمیزش کافور سے ہے۔	كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ⑤
وہ ایک چشمہ ہے یہیں گے جس سے اللہ تعالیٰ کے بندے	عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ
وہ بہا کر لے جائیں گے اُسے شاخیں نکالتے ہوئے۔	يُفَجِّرُوهَا تَفْجِيرًا ⑥
وہ پورا کرتے ہیں نذروں کو	يُوفُونَ بِالنَّذْرِ
اور ڈرتے ہیں اُس دن سے جس کی سختی پھیلنے والی ہوگی۔	وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ⑦
اور وہ کھلاتے ہیں کھانا اللہ تعالیٰ کی محبت میں محتاجوں اور یتیموں اور قیدیوں کو۔	وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ⑧
(کہتے ہیں) بے شک ہم تمہیں کھلاتے ہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے	إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ
ہم نہیں چاہتے تم سے کوئی بدلہ اور نہ شکریہ۔	لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكْرًا ⑨
بے شک ہم خوف رکھتے ہیں اپنے رب کا اُس دن سے جو نہایت تلخ، بہت سخت ہوگا۔	إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَطَطِيرًا ⑩

شکر گزاری کی روش اختیار کرتے ہوئے جو لوگ نیکی کی راہ پر چلیں گے انھیں اللہ تعالیٰ جنت میں ایک ایسے چشمے کا مشروب پلائے گا جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ یہ مشروب اس قدر لذیذ ہوگا کہ جنتی نالیوں کے ذریعے اسے اپنے محلات تک لے آئیں گے۔ ان خوش نصیبوں نے جو نیکی کی راہ اختیار کی تھی اُس کے مظاہر یہ ہیں:

- i. وہ اپنی مانی ہوئی نذریں ذوق و شوق سے پوری کرتے تھے۔
 - ii. وہ ہر وقت آخرت کے دن کی رسوائی کے خوف سے لرزاں و ترساں رہتے تھے۔
 - iii. وہ محتاجوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے تھے۔
 - iv. وہ اپنی نیکیوں کے لیے دنیا میں کسی اجر یہاں تک کہ کسی کی طرف سے شکر یہ ادا کرنے کی بھی خواہش نہیں رکھتے تھے۔
 - v. اُن کی نیکیوں کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب اور آخرت کے دن کے عذاب سے بچنا تھا۔
- اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی ہی روش اختیار کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۱ تا ۲۲

شکر گزاری کی روش کے انعامات

فَوْقَهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ	پس بچا لیا انھیں اللہ تعالیٰ نے اُس دن کے شر سے
وَلَقَّهُمْ نُصْرَةً وَسُرُورًا ۝۱۱	اور عطا کی انھیں تازگی (چہروں پر) اور سرور (دلوں میں)۔
وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ۝۱۲	اور بدلے میں دی انھیں، اس وجہ سے کہ انھوں نے صبر کیا تھا جنت اور ریشمی لباس۔
مُتَّكِنِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۝۱۳	ٹیک لگا کر بیٹھنے والے ہیں اُس میں تختوں پر
لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ۝۱۴	نہیں دیکھیں گے اُس میں سخت دھوپ اور نہ سخت ٹھنڈ۔
وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلُّهَا	اور جھلکے ہوئے ہوں گے اُن پر جنت کے درختوں کے سائے

اور نیچے کر دیے جائیں گے اُس کے پھل پست کر کے۔	وَذَلَّلْتُ فُطُوفَهَا تَذْلِيلًا ﴿١٧﴾
اور پیش کیے جائیں گے اُن کے سامنے برتن چاندی کے	وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِآيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ
اور پیالے جو ہوں گے شیشے کے۔	وَ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرًا ﴿١٨﴾
وہ شیشہ بنا ہوگا چاندی سے	قَوَارِيرًا مِّنْ فِضَّةٍ
بھرا ہوگا بھرنے والوں نے ٹھیک اندازے پر۔	قَدَّارُوهَا تَقْدِيرًا ﴿١٩﴾
اور انھیں پلایا جائے گا اُس میں ایک ایسے جام سے	وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا
جس کی آمیزش سوٹھ سے ہے۔	كَانَ مَرَاجُهَا زُجَبِيلًا ﴿٢٠﴾
وہ ایک چشمہ ہے اُس میں	عَيْنًا فِيهَا
جس کا نام رکھا گیا ہے سلسبیل۔	تُسَمَّى سَلْسَبِيلًا ﴿٢١﴾
(ہر چیزیں لے کر) آس پاس پھریں گے اُن کے وہ جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے	وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ﴿٢٢﴾
جب تم دیکھو گے انھیں	اِذَا رَأَيْتَهُمْ
گمان کرو گے انھیں بکھرے ہوئے موتی۔	حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَنْثُورًا ﴿٢٣﴾
اور جب تم دیکھو گے	وَ اِذَا رَأَيْتَ
تم دیکھو گے وہاں نعمت ہی نعمت اور بڑی بادشاہی۔	تَهُمْ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَّ مُلْكًا كَبِيرًا ﴿٢٤﴾
اُن کے بدن پر لباس ہوگا سبز باریک ریشم کا	عَلَيْهِمْ شِيَابٌ سُنْدُسٍ خُضْرٌ
اور دبیز ریشم کا	وَ اِسْتَبْرَقٌ ﴿٢٥﴾

اور انھیں پہنائے جائیں گے کنگن چاندی کے	وَحُلُوًا اَسْوَرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ
اور پلائے گا انھیں اُن کارب پاکیزہ شراب۔	وَسَقْفُهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ﴿۱۱﴾
بے شک یہ ہے تمہارے لیے بدلہ	اِنَّ هَذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً
اور تمہاری کوششوں کی قدر کی گئی ہے۔	وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُورًا ﴿۱۲﴾

۱۹

ان آیات میں جنت کی حسبِ ذیل نعمتوں کا ذکر ہے جو شکر گزاری کی روش اختیار کرنے والوں کو عطا کی جائیں گی :

- i. وہ ہمیشہ فرحت بخش تازگی اور قلبی سکون دینے والے سرور سے لطف اندوز ہوں گے۔
- ii. وہ ٹیک لگا کر تختوں پر ایک ایسی فضا میں بیٹھے ہوں گے جس میں نہ سردی ہوگی اور نہ گرمی بلکہ معتدل موسم ہوگا۔
- iii. اُن کے لیے ایسے درختوں کے سائے ہوں گے جو بہت اونچے ہیں لیکن اُن کے پھل لٹک رہے ہوں گے۔
- iv. انھیں چاندی کے برتنوں میں لذیذ کھانے اور شیشے کے پیالوں میں مشروبات پیش کیے جائیں گے۔ شیشہ بھی ایسا ہوگا جو چاندی کو صیقل کر کے تیار کیا گیا ہوگا۔
- v. انھیں سلسبیل نامی چشمے کا مشروب پلایا جائے گا جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔
- vi. اُن کی خدمت کے لیے موتیوں کی طرح خوبصورت لڑکے ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے یعنی اُن کی عمر میں اضافہ نہ ہوگا تاکہ پردہ کا اہتمام نہ کرنا پڑے۔
- vii. انھیں چہار طرف پھیلی ہوئی وسیع جنت اور اُس میں نعمتوں کی فراوانی میسر ہوگی۔
- viii. انھوں نے سبز ریشم کا لباس زیب تن کیا ہوگا اور چاندی کے کنگنوں سے زیب و زینت اختیار کی ہوگی۔
- ix. اللہ انھیں اپنے ہاتھ سے پاکیزہ شراب کے جام پلائے گا۔
- x. اللہ اپنی رضا کا اظہار کرتے ہوئے فرمائے گا کہ یہ تمام نعمتیں تمہاری شکر گزاری کی روش کے انعام کے طور پر عطا کی جا رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۳ تا ۲۶

صبر اور ذکر کی تلقین

اے نبی! بے شک ہم نے نازل کیا ہے آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے۔	اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا ﴿۲۳﴾
پس انتظار کیجیے اپنے رب کے حکم کا	فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ
اور بات نہ مانئے اُن میں سے کسی بد عمل اور ناشکرے کی۔	وَلَا تَطْعَمْ مِنْهُمْ اِثْمًا اَوْ كَفُورًا ﴿۲۴﴾
اور ذکر کرتے رہیے اپنے رب کے نام کا صبح اور شام۔	وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيلاً ﴿۲۵﴾
اور رات کے کچھ حصے میں پھر سجدہ کیجیے اُسے	وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ
اور تسبیح کیجیے اُس کی طویل رات میں۔	وَسَبِّحْهُ كَبِيْرًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾

یہ آیات ایسے پس منظر میں نازل ہوئیں جب مشرکین کی مخالفت عروج پر تھی اور وہ نبی اکرم ﷺ کو راہِ حق سے ہٹانے کے لیے شدید دباؤ ڈال رہے تھے۔ ایسے میں فرمایا:

i. اے نبی ﷺ ہم نے آپ ﷺ کے حوصلے اور قلب کو ثبات دینے کے لیے قرآن آہستہ آہستہ نازل کیا ہے تاکہ کسی سوال کا فوری جواب، کسی اعتراض کا بروقت ازالہ، کسی تکلیف پر دلجوئی اور حق کی خاطر قربانی و ایثار پر تحسین نازل کر دی جائے۔

ii. اللہ تعالیٰ نے مخالفین کے لیے مہلت کا ایک وقت طے کر رکھا ہے۔ لہذا آپ ﷺ صبر کیجیے اور کافروں کے طنز سے غمگین نہ ہوں، اُن کے تشدد سے ہمت نہ ہاریں اور اُن کے کسی دباؤ کو قبول نہ کریں، صبر کا نتیجہ جلد ظاہر ہوگا۔

iii. صبح و شام اور رات کے طویل حصہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیجیے۔ یہ ذکر آپ ﷺ کے لیے تسکین اور راحت کا ذریعہ بنے گا۔

گا۔

بلاشبہ مخالفانہ فضا میں قرآن کریم کی تلاوت، صبر کی ریاضت اور ذکر کی کثرت مومنوں کے لیے بہت بڑا سہارا ہے۔

آیات ۲۷ تا ۲۹

انسان کی اصل کمزوری

بے شک یہ لوگ پسند کرتے ہیں جلدی ملنے والی (دنیا) کو	إِنَّ هَؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ
اور چھوڑ رہے ہیں اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو۔	وَيَذَرُونَ وَّرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ﴿٢٧﴾
ہم نے پیدا کیا ہے انھیں	نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ
اور ہم نے مضبوط کیا ہے ان کے جوڑوں کو	وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ ﴿٢٨﴾
اور جب ہم چاہیں گے	وَإِذَا شِئْنَا
بدل کر لے آئیں گے ان جیسے تبدیل کرتے ہوئے۔	بَدَلْنَا أَمْثَلَهُمْ تَبْدِيلًا ﴿٢٩﴾
بے شک یہ ایک نصیحت ہے	إِنَّ هَذِهِ تَذَكُّرَةٌ ﴿٣٠﴾
پس جو چاہے اختیار کر لے اپنے رب کی طرف راستہ۔	فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿٣١﴾

انسانوں کی اکثریت کا حق سے اعراض کا اصل سبب دنیا کی محبت ہے۔ انسان نقد اور فوری ملنے والی عارضی لذتوں کو ترجیح دیتا ہے اور آخرت کے اُس دن کی تیاری سے غافل ہو جاتا ہے جو مجرموں پر بہت ہی بھاری ہوگا۔ بعض مجرم ایسے بھی ہیں جو اُس دن دوبارہ اٹھنے کا ہی انکار کر دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کیسے ممکن ہے کہ بوسیدہ ہڈیوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے۔ جس اللہ تعالیٰ نے پہلی بار انسانوں کو بنایا اور ان کے جوڑوں کو خوب مضبوط کیا، وہ انھیں دوبارہ بنانے پر بھی قادر ہے۔ یہ مضمون بلاشبہ ایک نصیحت ہے۔ اب انسان

کو اختیار ہے کہ نصیحت حاصل کرے یا نہ کرے۔ خیر اسی میں ہے کہ نصیحت حاصل کرے اور رب کی طرف سیدھی راہ پر چل پڑے۔

آیات ۳۰ تا ۳۱

سیدھی راہ پر اللہ تعالیٰ ہی چلاتا ہے

اور تم نہیں چاہ سکتے مگر یہ کہ چاہے اللہ	وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ^ط
بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔	إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ^ق
وہ داخل کرتا ہے جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں	يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ^ط
اور جو ظالم ہیں اُس نے تیار کیا ہے اُن کے لیے دردناک عذاب۔	وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ^ع

انسان نیکی کا ارادہ کرتا ہے لیکن اس کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ملتی ہے۔ پھر ایسے نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے۔ اس کے برعکس جو لوگ بدی کی راہ اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ڈھیل دیتا ہے۔ وہ ظالم ہیں اور اُن کے لیے اُس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے خیر کی توفیق مانگنی چاہیے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں کتنی پیاری دعا سکھائی ہے:

رَبِّ أَوْذِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ (الاحقاف: ۱۵)

”اے میرے رب! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں شکر کروں تیری نعمت کا جو کہ تو نے انعام کی مجھ پر اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ میں عمل کروں اچھا تو پسند فرمائے جسے اور اصلاح فرمادے میرے لیے میری اولاد میں بے شک میں نے رجوع کیا تیری طرف اور بے شک میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔“

سورة المرسلات

ذکرِ آخرتِ جلالی اسلوب میں

اس سورہ مبارکہ میں احوالِ آخرت اور منکرین کے لیے عذاب کی دھمکی بڑے جلالی اسلوب میں بیان ہوئی ہے یہ وعید دس بار دہرائی گئی ہے کہ :

وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ

”ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔“

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۲۸ تا ۲۸
 - آیات ۲۹ تا ۴۰
 - آیات ۴۱ تا ۴۴
 - آیات ۴۵ تا ۵۰
- قیامت کے واقع ہونے کا بیان
منکرین قیامت کے لیے وعید
متقین کا حسین انجام
مجرمین کا برا انجام

آیات ۱ تا ۷

قیامت واقع ہو کر رہے گی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قسم ہے اُن ہواؤں کی جو بھیجی جاتی ہیں نرمی کے ساتھ۔	وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ۝۱
پھر جو تند ہو کر خوب تیز چلنے والی ہیں۔	فَالْعَصْفِ عَصْفًا ۝۲
اور جو پھیلانے والی ہیں (بادلوں کو) خوب ہی پھیلا کر۔	وَالنُّشْرَاتِ نَشْرًا ۝۳
پھر جو جدا جدا کرنے والی ہیں (بادلوں کو) پھاڑ کر۔	فَالْفُرْقَاتِ فَرْقًا ۝۴

فَالْمُلْكِيَّتِ ذِكْرًا ۝	پھر جو ڈالنے والی ہیں (دلوں میں اللہ تعالیٰ کا) ذکر۔
عُدْرًا أَوْ نُزْرًا ۝	حجت تمام کرنے یا خبردار کرنے کے لیے۔
إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ ۝	بے شک تم سے جو وعدہ کیا جاتا ہے یقیناً وہ واقع ہونے والا ہے۔

ان آیات میں قسم کھا کر کہا گیا کہ حساب کتاب کا دن آکر رہے گا۔ قسم کھائی گئی اُن ہواؤں کی جو بادل لا کر زمین پر برساتی ہیں۔ وہ پہلے آہستہ چلتی ہیں۔ رفتہ رفتہ اُن کی شدت بڑھتی ہے۔ پھر وہ بھاری بادلوں کو اٹھا کر مختلف علاقوں میں تقسیم کر دیتی ہیں۔ کسی پر رحمت کی بارش برساتی ہے، کسی پر بارش کے ذریعے عذاب نازل کرتی ہیں اور کسی کو عذاب سے خبردار کرتی ہیں۔ یہ ہوائیں اللہ تعالیٰ کی یاد کا ذریعہ بنتی ہیں۔ باران رحمت پر انسان اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور طوفانی ہواؤں سے ڈر کر اللہ تعالیٰ کی طرف عافیت کے لیے متوجہ ہوتا ہے۔ یہی ہوائیں آگاہ کرتی ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے وہ تمام انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔ نیک لوگوں کو رحمت سے نوازے گا اور مجرموں کو جرائم کی مناسبت سے عذاب دے گا۔

آیات ۸ تا ۱۵

علاماتِ قیامت

فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ ۝	پس جب ستارے بے نور کر دیے جائیں گے۔
وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ ۝	اور جب آسمان پھاڑ دیا جائے گا۔
وَإِذَا الْجِبَالُ سُفَّتْ ۝	اور جب پہاڑ بکھیرے جائیں گے اڑا کر۔
وَإِذَا الرُّسُلُ أُقْتَتَتْ ۝	اور جب رسولوں کو وقت مقررہ پر اکٹھا کیا جائے گا۔
لِأَيِّ يَوْمٍ أُجِّلَتْ ۝	کس دن کے لیے (ان سب امور کی) مدت مقرر کی گئی ہے؟

فیصلے کے دن کے لیے۔	لَيَوْمِ الْفَصْلِ ۱۲
اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ فیصلے کا دن؟	وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۱۳
ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔	وَيَلُومِذِي لِمُكَدِّبِينَ ۱۵

روزِ قیامت ستارے بے نور ہو جائیں گے، آسمان پھٹ جائے گا، پہاڑ بکھیر دیے جائیں گے اور رسولوں کے بطور گواہ پیش ہونے کا وقت آجائے گا۔ یہ وقت دراصل جزا و سزا کا فیصلہ کرنے کے لیے طے کیا گیا تھا۔ فیصلے کے دن کیفیت کیا ہوگی؟ یہ کوئی نہیں جانتا، صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ بلاشبہ اُس روز اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کو جھٹلانے والوں کا تباہ کن انجام ہوگا۔

آیات ۱۶ تا ۱۹

مجرم قوموں کے انجام سے سبق حاصل کرو

اور کیا ہم نے ہلاک نہیں کیا پہلوں کو؟	أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ ۱۶
پھر ہم پیچھے بھیجتے رہے دوسروں کو۔	ثُمَّ نَتَّبِعُهُمُ الْآخَرِينَ ۱۷
اسی طرح ہم کرتے ہیں مجرموں کے ساتھ۔	كَذَلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ۱۸
ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔	وَيَلُومِذِي لِمُكَدِّبِينَ ۱۹

ماضی میں کتنی ہی سرکش قومیں آئیں جنہوں نے آخرت کا انکار کیا۔ زمین کو اپنی بد کاریوں، ظلم اور استحصال سے پامال کر دیا۔ جب انہوں نے اصلاح کی دعوت قبول نہ کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک و برباد کیا۔ اس کے باوجود جو بد بخت اُن کے انجام سے سبق حاصل نہیں کرتے اور حق کو جھٹلاتے ہیں تو پھر اُن کے لیے تباہی و بربادی ہی ہے۔

آیات ۲۰ تا ۲۴

پہلی بار بنانے والا کیادوبارہ نہ بنا سکے گا؟

کیا ہم نے پیدا نہیں کیا تمہیں حقیر پانی سے؟	اَلَمْ نَخْلُقْكُمْ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ ﴿۲۰﴾
پھر ہم نے رکھا اُسے ایک مضبوط ٹھکانے میں۔	فَجَعَلْنَاهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۲۱﴾
ایک معین اندازے تک۔	اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾
ہم نے اندازہ مقرر کیا	فَقَدَرْنَا ﴿۲۳﴾
پس ہم کیا خوب اندازہ مقرر کرنے والے ہیں۔	فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۴﴾
ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔	وَيَلٰٓئِيْٓمٌ يُّوْمِيْنٍ لِّلْمُكٰذِبِيْنَ ﴿۲۵﴾

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ناپاک پانی سے بنایا۔ اس ناپاک پانی کو ایک خاص مدت کے لیے رحم مادر میں بڑی مضبوطی کے ساتھ رکھا کہ کسی شدید حادثے کے بغیر اس کا اسقاط ہو نہیں سکتا۔ پھر اس پانی سے رفتہ رفتہ انسان کے وجود کی ایک مقررہ مدت میں تکمیل کی۔ پھر ہر انسان کے لیے ایک تقدیر طے کر دی۔ اس تقدیر میں یہ بھی طے ہے کہ انسان کو ایک روز مرنا ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ جس عظیم ہستی نے پہلی بار پیدا کیا کیا وہ دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ جو لوگ اپنی تخلیق کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کو جاننے کے باوجود آخرت میں دوبارہ جی اٹھنے کا انکار کر دیں، وہ تو تباہ و برباد ہونے کے ہی لائق ہیں۔

آیات ۲۵ تا ۲۸

زمین پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر

کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو سمیٹنے والی۔	اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾
---	---

زندوں کو اور مردوں کو۔	أَحْيَاءٌ وَأَمْوَاتًا ﴿٢٦﴾
اور ہم نے بنائے اس میں اونچے پہاڑ	وَجَعَلْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ شَيْخُتٍ
اور ہم نے پلایا تمھیں پیاس بجھانے والا میٹھا پانی۔	وَأَسْقَيْنَكُم مَّاءً فُرَاتًا ﴿٢٧﴾
ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔	وَيَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٨﴾

اللہ تعالیٰ نے کیسی وسیع و عریض زمین بنائی ہے جس نے اربوں انسانوں کو خواہ زندہ ہوں یا مردہ اپنے اندر سمیٹا ہوا ہے اور وہ تمام مخلوقات کی ضروریات پورا کرنے کے تمام اسباب سے مالا مال ہے۔ زمین کو متوازن رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس میں بڑے بڑے پہاڑ میخوں کی طرح گاڑ دیے ہیں۔ زمین میں کروڑوں گیلن میٹھے پانی کے سوتے ہیں جن سے زمین پر بسنے والے تمام انسان اور بے شمار دیگر مخلوقات اپنی پیاس بجھاتی اور دیگر ضروریات پوری کرتی ہیں۔ جس اللہ تعالیٰ کی قدرت کے یہ شاہکار ہیں کیا وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا؟ بلاشبہ جھٹلانے والے ہٹ دھرم ہیں اور ان کی سزا یہی ہے کہ وہ تباہ و برباد کر دیے جائیں۔

آیات ۲۹ تا ۳۴

جھٹلانے والوں کے لیے جہنم کا عذاب

(روزِ قیامت کہا جائے گا) چلو اُس (عذاب) کی طرف جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔	إِنطَلِقُوا إِلَىٰ مَا كُنْتُمْ بِهِ تُكذِّبُونَ ﴿٢٩﴾
چلو ایک سائے کی طرف جو تین شاخوں والا ہے۔	إِنطَلِقُوا إِلَىٰ ظِلِّ ذِي ثَلَاثِ شُعَبٍ ﴿٣٠﴾
نہ سایہ کرنے والا ہے اور نہ بچانے والا ہے تپش سے۔	لَا ظِلُّيلٍ وَلَا يُغْنِي مِنَ الْهَبِّ ﴿٣١﴾
بے شک وہ (جہنم) پھینکے گی بڑے بڑے انگارے جیسے محل۔	إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿٣٢﴾
گویا وہ زرد اونٹ ہیں۔	كَأَنَّهُ جِمَلَاتٌ صُفْرٌ ﴿٣٣﴾

وَيَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿۳۳﴾

ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔

روزِ قیامت جہنم سے ایک سایہ نکلے گا جو تین اطراف میں بٹ کر مجرموں کو گھیر لے گا۔ سائے کا ایک حصہ اُن کے سر پر ہوگا، دوسرا دائیں طرف اور تیسرا بائیں طرف۔ یہ سایہ انتہائی ہولناک ہوگا۔ اس میں نہ ٹھنڈک ہوگی اور نہ ہی گرمی سے بچاؤ کی کوئی خاصیت۔ یہ سایہ انہیں گھیر کر جہنم میں لے جائے گا۔ جہنم کی آگ جوش مار رہی ہوگی۔ اس سے نکلنے والے انگارے محل کی طرح بڑے ہوں گے اور اونٹ کی طرح زرد۔ جو بد نصیب اللہ تعالیٰ کی خبردار کرنے والی ان باتوں کو جھٹلا دے تو پھر تباہی و بربادی ہی اُس کا مقدر ہے۔

آیات ۳۵ تا ۴۰

روزِ قیامت جھٹلانے والوں کی بے بسی

یہ دن ہے کہ وہ نہیں بولیں گے۔	هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ ﴿۳۵﴾
اور نہ اجازت دی جائے گی انہیں کہ پھر وہ عذر پیش کر سکیں۔	وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ﴿۳۶﴾
ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔	وَيَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿۳۷﴾
یہ فیصلے کا دن ہے	هَذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿۳۸﴾
ہم نے جمع کر دیا ہے تمہیں اور پہلوں کو۔	جَمَعْنَاكُمْ وَالْأُولَئِينَ ﴿۳۹﴾
پس اگر ہے تمہارے پاس کوئی چال	فَإِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ
تو چال چلو میرے خلاف۔	فَكِيدُوا فِيهَا ﴿۴۰﴾
ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔	وَيَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿۴۱﴾

اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کو جھٹلانے والے روزِ قیامت کچھ بھی نہ بول سکیں گے۔ اُن کے ہاتھ، پاؤں، آنکھیں، کان اور کھالیں اُن کے خلاف گواہی دیں گی۔ انھیں اس کی بھی اجازت نہ دی جائے گی کہ وہ کوئی معذرت کر سکیں۔ اُن سے کہا جائے گا یہ ہے وہ فیصلے کا دن جسے تم جھٹلا رہے تھے۔ اب خود کو تباہی و بربادی سے بچانے کے لیے کچھ کر سکتے ہو تو کر لو۔ وہ کچھ بھی نہ کر سکیں گے اور تباہی و بربادی سے دوچار ہو کر رہیں گے۔

آیات ۴۱ تا ۴۵

پرہیزگاروں کا حسین انجام

بے شک پرہیزگار (اُس دن) سایوں اور چشموں میں ہوں گے۔	إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلِّ وَعُيُونٍ ﴿۴۱﴾
اور اُن پھلوں میں ہوں گے جنہیں وہ پسند کریں گے۔	وَفَوَاحِشَ مِمَّا يَشْتَهُونَ ﴿۴۲﴾
(کہا جائے گا) کھاؤ اور پیو مزے لے کر اُس کے بدلے میں جو تم کیا کرتے تھے۔	كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۴۳﴾
بے شک اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔	إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۴۴﴾
ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔	وَيَلُؤْاْ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿۴۵﴾

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اُس کی نافرمانی سے بچنے والے جنت کی ٹھنڈی چھاؤں اور لذیذ مشروبات کے چشموں سے لطف اندوز ہوں گے۔ انھیں ایسے میوے پیش کیے جائیں گے جو انھیں مرغوب ہوں گے۔ کہا جائے گا اپنے اعمال کے انعام کے طور پر جو چاہو کھاؤ اور پیو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نیکی کرنے والوں کے لیے ایسی ہی قدر دانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے نیک بندوں میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! جو بد نصیب اللہ تعالیٰ کے ایسے خوش کن وعدوں کو جھٹلائیں تو پھر وہ ہلاکت و بربادی والے انجام ہی کے مستحق ہیں۔

آیات ۳۶ تا ۵۰

مجرموں کا برا انجام

اے جھٹلانے والو! کھا لو اور فائدہ اٹھا لو تھوڑا سا	كُلُوا وَتَمْتَعُوا قَلِيلًا
بے شک تم مجرم ہو۔	اِنَّكُمْ مُّجْرِمُونَ ﴿۳۶﴾
ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔	وَيَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿۳۷﴾
اور جب کہا جاتا ہے اُن سے جھک جاؤ تو وہ نہیں جھکتے۔	وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ادْعُوا آلَآئِرْكَعُونَ ﴿۳۸﴾
ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔	وَيَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿۳۹﴾
تو کس بات پر اس کے بعد وہ ایمان لائیں گے؟	فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ كَآئِرْمُنُونَ ﴿۴۰﴾

۲
۳۶

مجرم جانوروں کی طرح دنیا میں جو کھانا ہے کھالیں اور جو پینا ہے پی لیں۔ عنقریب انھیں ہمیشہ ہمیش کی تباہی سے دوچار ہونا ہے۔ یہ اس قدر ڈھیٹ ہیں کہ آخرت کے تمام حقائق سننے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے احکامات کے سامنے سر جھکانے کے لیے تیار نہیں۔ جو بد نصیب قرآن حکیم سن کر بھی اپنی اصلاح پر آمادہ نہ ہو تو اُسے اب کیسے راہِ راست پر لایا جاسکتا ہے؟ یہ بد نصیب اسی قابل ہیں کہ تباہ و برباد کر دیے جائیں۔



ترجمہ برائے تدریس
قرآن حکیم

عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ

پارہ نمبر ۳۰

سورة النبا

فانی دنیا اور ابدی آخرت کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنی نعمتوں اور قدرتوں کے کئی مظاہر بیان فرمائے لیکن ساتھ ہی آگاہ کیا کہ یہ سب فنا ہونے والے ہیں۔ آخرت میں انسانوں کے انجام کا فیصلہ ہوگا اور وہاں ملنے والا بدلہ ابدی ہوگا۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۵
 - آیات ۶ تا ۱۶
 - آیات ۱۷ تا ۳۰
 - آیات ۳۱ تا ۳۶
 - آیات ۳۷ تا ۴۰
- قیامت کی عظیم خبر کے بارے میں باہم سوالات
اللہ تعالیٰ کی قدرتیں اور نعمتیں
روزِ قیامت سرکشوں پر عذاب
متقیوں کا حسین انجام
میدانِ حشر کا منظر

آیات ۱ تا ۵

قیامت کے بارے میں باہم سوالات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کس چیز کے بارے میں وہ آپس میں سوال کر رہے ہیں۔	عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ﴿١﴾
ایک بہت بڑی خبر کے بارے میں۔	عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ﴿٢﴾
ایسی خبر کہ وہ جس میں اختلاف کرنے والے ہیں۔	الَّذِي هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُونَ ﴿٣﴾
ہرگز نہیں! جلد ہی وہ جان لیں گے۔	كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ﴿٤﴾

ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ﴿۵﴾

پھر ہر گز نہیں! جلد ہی وہ جان لیں گے۔

قرآن مجید کی ابتدا میں نازل ہونے والی سورتوں نے دو اعتبارات سے سرزمین عرب میں پہلچل مچادی تھی۔ ایک تو وہ فصاحت، بلاغت اور زور کلام کی معراج تھیں اور دوسرے یہ کہ ان میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور اعمال کی جواب دہی کے حوالے سے خبردار کیا گیا تھا۔ ان سورتوں نے وہ کیفیت پیدا کی کہ

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی

عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی

ہر محفل میں قیامت کی عظیم خبر کے حوالے سے چہ مگوئیاں ہو رہی تھیں۔ لوگ اپنے اپنے من گھڑت تصورات پیش کر کے اس خبر سے اختلاف کر رہے تھے۔ کسی کے خیال میں دوبارہ جی اٹھنا ناممکنات میں سے ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ ہم گمان تو کرتے ہیں کہ آخرت ہوگی لیکن ہمیں اس کا یقین نہیں ہے۔ کچھ کا عقیدہ تھا کہ آخرت ہوگی اور ہمارے معبود سفارش کر کے ہمیں بخشوا لیں گے۔ کسی کا دعویٰ تھا کہ ہمیں دنیا میں سرداری اور مال و دولت سے نوازا گیا ہے اور اگر آخرت ہوئی تو اس میں بھی ہمیں یہی انعامات ملیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ اصل معاملہ کیا ہوگا، عنقریب وہ جان لیں گے، عنقریب انھیں معلوم ہو کر رہے گا۔

آیات ۶ تا ۱۶

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں

کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو بچھونا؟	الْمَنْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهْدًا ﴿۶﴾
اور پہاڑوں کو میخیں؟	وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا ﴿۷﴾
اور ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں جوڑا جوڑا۔	وَوَخَلَقْنَاكُمْ أَزْوَاجًا ﴿۸﴾
اور ہم نے بنایا تمہاری نیند کو آرام کے لیے۔	وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ﴿۹﴾
اور ہم نے بنایا رات کو ایک پردہ۔	وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا ﴿۱۰﴾

اور ہم نے بنایا دن کو روزگار کے لیے۔	وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝۱۱
اور ہم نے بنائے تمہارے اوپر سات مضبوط (آسمان)۔	وَابْنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝۱۲
اور ہم نے بنایا ایک چمکتا ہوا چراغ (یعنی سورج)۔	وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَاجًا ۝۱۳
اور ہم نے نازل کیا پانی بھرے بادلوں سے موسلا دھار پانی۔	وَأَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجًا ۝۱۴
تاکہ ہم نکالیں اُس کے ساتھ اناج اور سبزہ۔	لِيُخْرِجَ بِهِ حَبًّا وَنَبَاتًا ۝۱۵
اور گھنے باغات۔	وَجَدَّتِ الْغَاكَا ۝۱۶

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی دس نعمتوں کا بیان ہے :

- i. اُس نے زمین کو ہمارے فائدے کے لیے بچھونا بنادیا ہے۔ ہم اس سے کئی زرعی، تجارتی، تعمیراتی فوائد حاصل کر رہے ہیں اور اس میں پوشیدہ خزانوں سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔
- ii. زمین کو متوازن رکھنے کے لیے اُس نے اس پر بوجھل پہاڑوں کو میٹوں کی طرح ٹھوک دیا ہے۔
- iii. اُس نے ہمیں جوڑوں کی صورت میں بنایا تاکہ باہم تسکین حاصل کر سکیں۔
- iv. نیند کو اُس نے آرام و سکون دینے کے لیے ہم پر طاری فرمایا۔
- v. اُس نے رات بنائی جو لباس کی طرح زمین کو ڈھانپتی ہے اور انسانوں کو ایسا سکون بھی دیتی ہے کہ وہ بڑے مزے سے نیند کی نعمت سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔
- vi. دن میں وہ پھر سے ہمیں تازہ دم کر دیتا ہے اور ہم ایک نئے دلولے کے ساتھ اپنی معاشی جدوجہد میں سرگرم عمل ہو جاتے ہیں۔
- vii. اُس نے ہم پر سات آسمان مضبوط چھتوں کی صورت میں تخلیق فرمائے۔
- viii. سورج کو اُس نے ہمارے لیے روشن چراغ کی صورت میں بنایا۔

ix. اُس نے بدلیوں سے مسلسل برستی ہوئی بارش نازل فرمائی۔

x. بارش کے پانی سے اُس نے اناج ، سبزہ اور طرح طرح کے گھنے باغات پیدا فرمائے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۷ تا ۲۰

قیامت کا وقت طے شدہ ہے

بے شک فیصلے کا دن ایک معین وقت ہے۔	إِنَّ يَوْمَ الْفُضْلِ كَانَ مِيقَاتًا ۝۱۷
جس دن پھونکا جائے گا صور میں	يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ
پس تم آ جاؤ گے فوج در فوج۔	فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ۝۱۸
اور کھولا جائے گا آسمان تو وہ ہو جائے گا دروازے دروازے۔	وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ۝۱۹
اور چلائے جائیں گے پہاڑ	وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ
تو وہ ہو جائیں گے چمکتی ہوئی ریت۔	فَكَانَتْ سَرَابًا ۝۲۰

اللہ تعالیٰ نے طے فرمادیا ہے کہ قیامت کب واقع ہوگی۔ اُس روز صور میں پھونک ماری جائے گی اور تمام انسان فوج در فوج میدانِ حشر میں جمع ہو جائیں گے۔ آسمان میں کئی دروازے کھل جائیں گے جن سے فرشتوں کا میدانِ حشر میں نزول ہوگا۔ پہاڑ ریت بنا کر اڑا دیے جائیں گے تاکہ زمین صاف اور چٹیل میدان بنادی جائے اور اس پر سیدنا آدمؑ سے لے کر آخری انسان تک تمام لوگوں کو جمع کیا جاسکے۔

آیات ۲۱ تا ۲۶

سرکشوں کا برا انجام

بے شک جہنم گھات لگائے بیٹھی ہے۔	إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۱۱
سرکشوں کے لیے ٹھکانا ہے۔	لِللظَّالِمِينَ مَا بَأْسًا ۱۲
رہنے والے ہیں اسی میں مدتوں۔	لِيُثْبِتِينَ فِيهَا أَحْقَابًا ۱۳
نہیں چکھیں گے اُس میں کوئی ٹھنڈک کا مزہ اور نہ ہی کوئی پینے کی چیز۔	لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ۱۴
مگر کھولتا ہوا پانی اور بہتی ہوئی پیپ۔	إِلَّا حَيْبًا وَغَسَّاقًا ۱۵
بدلہ ہو گا پورا پورا۔	جَزَاءً وَفِاقًا ۱۶

جہنم سرکشوں کے انتظار میں ہے۔ وہ بد نصیب صدیوں اس ہولناک ٹھکانے میں رہیں گے۔ وہاں انھیں ٹھنڈک اور فرحت بخش مشروب نہیں ملے گا۔ اُن کی ضیافت کھولتے ہوئے پانی اور زخموں کے خون اور پیپ سے کی جائے گی۔ انھیں اُن کے جرائم کے تناسب سے پوری پوری سزا دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سرکشی سے بچائے اور جہنم سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۷ تا ۳۰

سرکشوں کے جرائم

بے شک وہ توقع نہیں رکھتے تھے کسی حساب کی۔	إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ۱۷
اور انھوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو بہت جھٹلاتے ہوئے۔	وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ۱۸

اور ہر چیز کہ ہم نے محفوظ رکھا تھا اُسے لکھ کر۔	وَكُلِّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ﴿١٦﴾
پس (اے مجرمو اپنے کیے کامزہ) چکھو	فَذُوقُوا
پھر ہم ہر گز نہیں بڑھائیں گے تمہیں مگر عذاب میں۔	فَكُنْ نَزِيدًا كُمْ إِلَّا عَذَابًا ﴿١٧﴾

سرکشوں کو جہنم کی ہولناک سزا اس لیے دی جائے گی کہ وہ روزِ قیامت اعمال کی جواب دہی کا یقین نہیں رکھتے تھے۔ آخرت کی بازپرس کے حوالے سے خبردار کرنے والی آیات کو بڑے تکبر سے جھٹلاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی ایک ایک حرکت محفوظ فرما رہا تھا۔ جب وہ جہنم کے عذاب سے دوچار ہوں گے تو اللہ فرمائے گا کہ پچھتے رہو یہ عذاب۔ تمہارے لیے سوائے عذاب کے اور کسی چیز کا اضافہ نہ کیا جائے گا۔

آیات ۳۱ تا ۳۷

پرہیزگاروں کے لیے انعامات

بے شک پرہیزگاروں کے لیے کامیابی ہے۔	إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ﴿١٨﴾
باغات اور انگور ہیں۔	حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا ﴿١٩﴾
اور جواں سال ہم عمر بیویاں ہیں۔	وَكَوَاعِبَ أُنثَىٰ بَابًا ﴿٢٠﴾
اور پھلکتے ہوئے جام ہیں۔	وَكَأْسًا دِهَاقًا ﴿٢١﴾
وہ نہیں سنیں گے اُن (باغات) میں کوئی بے مقصد بات اور نہ ہی کوئی جھٹلانا۔	لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِدًّا بَابًا ﴿٢٢﴾
بدلہ ہے تمہارے رب کی طرف سے	جَزَاءً مِّن رَّبِّكَ
عطیہ ہے (اعمال کے) حساب سے۔	عَطَاءً حِسَابًا ﴿٢٣﴾

وہ رب ہے آسمانوں اور زمین کا	رَّبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
اور اُن سب کا جو ان دونوں کے درمیان ہیں	وَمَا بَيْنَهُمَا
وہ بہت ہی مہربان ہے	الرَّحْمَنِ
لوگ اختیار نہیں رکھتے اُس سے بات کرنے کا۔	لَا يَلْبِغُونَ مِنْهُ خُطَابًا ۝۳۸

روزِ قیامت پر ہیزگاروں کو کامیابی کی بشارت دی جائے گی۔ اُن کی رہائش کے لیے باغات اور غذا کے لیے انگور ہوں گے۔ ہم عمر بیویوں کی رفاقت انھیں حاصل ہوگی۔ پھلکتے ہوئے جامِ مشروب کے طور پر انھیں پیش کیے جائیں گے۔ وہاں کوئی جھوٹی یا بے مقصد بات وہ نہیں سنیں گے۔ ہر ہیزگار کو اُس کی نیکیوں کے حساب سے پورا پورا انعام مل جائے گا۔ یہ انعام ہوگا کائنات کے اُس رب کی طرف سے جس کے جلال کا یہ عالم ہے کہ کوئی اُس سے اُس کی اجازت کے بغیر بات کرنے کی ہمت نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پرہیزگار بننے کی توفیق عطا فرمائے اور جنت کی لازوال نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین !

آیات ۳۸ تا ۴۰

میدانِ حشر کا منظر

اُس دن کھڑے ہوں گے روح الامین اور فرشتے صف بنا کر	يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا ۝
وہ نہیں بولیں گے سوائے اُس کے اجازت دی جسے رحمن نے	لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ اٰذَنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ
اور وہ کہے گا حق بات۔	وَقَالَ صَوَابًا ۝۳۹
وہ برحق دن ہے	ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۝
پس جو چاہے بنا لے اپنے رب کی طرف ٹھکانہ۔	فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ اِلٰى رَبِّهِ مَا بَا ۝۴۰
بے شک ہم نے خبردار کر دیا ہے تمہیں قریبی عذاب سے	اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۝

<p>اُس دن دیکھ لے گا ایک آدمی وہ جو آگے بھیجا ہے اُس کے دونوں ہاتھوں نے</p>	<p>يَوْمَ يَنْظُرُ الْبَرُّ مَا قَدَّامَتْ يَدَاهُ</p>
<p>اور کہے گا کافر اے کاش! میں ہوتا مٹی۔</p>	<p>وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَلِيَّتِي كُنْتُ تُرَابًا</p>

میدانِ حشر میں تمام انسان، فرشتے اور جبرائیل امین بھی صف باندھے اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ اُن میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ کے سامنے بولنے کی ہمت نہ ہوگی۔ جو بھی بولے گا اللہ تعالیٰ کی اجازت سے بولے گا اور کسی کی بے جا سفارش نہ کرے گا۔ بلاشبہ قیامت کے دن کا آنا یقینی ہے لہذا جو چاہے اُس کی تیاری کر کے اللہ تعالیٰ کے پاس جنت میں ٹھکانہ حاصل کرنے کی کوشش کر لے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر کرم کیا کہ انھیں جہنم کے جلد سامنے آنے والے عذاب سے پہلے سے خبردار کر دیا۔ اُس روز ہر انسان اپنا نامہ اعمال دیکھ رہا ہوگا۔ بد نصیب کافر نامہ اعمال میں اپنے سیاہ اعمال دیکھ کر حسرت سے کہے گا کہ کاش! میں انسان نہیں مٹی ہوتا اور اس برے انجام سے دوچار نہ ہوتا۔

سورة النازعات

قیامت کا عبرت انگیز بیان

یہ سورہ مبارکہ قیامت سے متعلق احوال و تفصیل بڑے عبرت آمیز اسلوب میں بیان کر رہی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۵ موت کا منظر
- آیات ۶ تا ۱۴ قیامت کا منظر
- آیات ۱۵ تا ۲۶ داستانِ سیدنا موسیٰؑ و فرعون
- آیات ۲۷ تا ۳۳ اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرتیں
- آیات ۳۴ تا ۴۶ احوالِ قیامت

آیات ۱ تا ۵

موت کا منظر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قسم ہے اُن (فرشتوں) کی جو کھینچنے والے ہیں (جان) ڈوب کر۔	وَالَّذِي غَرَقَا ۝۱
اور جو بند کھولنے والے ہیں نرمی سے۔	وَالَّذِي نَشَّطَا ۝۲
اور جو تیرنے والے ہیں تیزی سے۔	وَالَّذِي سَبَّحَا ۝۳
پھر جو آگے نکلنے والے ہیں لپک کر۔	فَالسَّيْفَتَا ۝۴
پھر جو تدبیر کرنے والے ہیں کام کی۔	فَالْمُدَبِّرَاتَا ۝۵

موت کے وقت دنیا دار آدمی کی جان بڑی مشکل سے نکلتی ہے۔ فرشتوں کو اُس کے وجود میں ڈوب کر اور بڑی قوت سے کھینچ کر اُس کی جان نکالنی پڑتی ہے۔ اس کے برعکس فرشتے نیک انسان کی جان بڑی آسانی سے محض ایک بند کھول کر نکال لیتے ہیں۔ اب وہ مرنے والے انسان کی روح کو لے کر تیرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف جاتے ہیں۔ ہر فرشتہ دوسرے فرشتے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم پر نیک انسان کی روح کو راحت کی جگہ اور برے انسان کی روح کو عذاب کی جگہ پہنچاتے ہیں۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ وہ بڑی تندہی اور تیزی سے اللہ تعالیٰ کے کیے ہوئے فیصلے پر عمل درآمد کی تدبیر کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے یہ فیصلہ مرنے والے پر موت طاری کرنے کا فیصلہ تھا۔ موت طاری کرنے والے فرشتوں کی قسم اس بات پر شاہد ہے کہ جو اللہ تعالیٰ ایک انسان کو فنا کر سکتا ہے وہ پوری کائنات کو بھی فنا کرنے پر قادر ہے اور جو ایک زندہ انسان کو مردہ کر دیتا ہے وہ مردہ کو دوبارہ زندہ کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔

آیات ۶ تا ۱۴

قیامت کا منظر

یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝۶	جس دن لرزے گی لرزنے والی۔
تَتَّبِعَهَا الرِّادِفَةُ ۝۷	پیچھے آئے گی اُس کے پیچھے آنے والی۔
قُلُوبٌ يَوْمَئِذٍ وَاجِفَةٌ ۝۸	کئی دل اُس دن دھڑکنے والے ہوں گے۔
أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝۹	اُن کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی۔
يَقُولُونَ ءَا إِنَّا لَنَرُدُّوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝۱۰	وہ کہتے ہیں کیا بے شک ہم یقیناً لوٹائے جانے والے ہیں پہلی حالت میں؟
ءَا إِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخْرَةً ۝۱۱	کیا جب ہم ہو جائیں گے بوسیدہ ہڈیاں۔
قَالُوا تِلْكَ إِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝۱۲	انھوں نے کہا یہ تو اُس وقت خسارے والا لوٹنا ہوگا۔

وقف لازم

وقف لازم

پس بے شک وہ تو ہوگی ایک ہی ڈانٹ۔ سخت آواز	فَاتِمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ﴿١٠﴾
پھر یکایک وہ ہوں گے ایک کھلے میدان میں۔	فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿١٣﴾

روزِ قیامت زمین بڑی شدت سے کانپے گی۔ اُس پر ایک کے بعد دوسرا زلزلہ آئے گا۔ دل اُس روز دھڑکتے ہوں گے اور نگاہیں خوف کے مارے جھکی ہوئی ہوں گی۔ کفار بڑی حیرت سے کہتے ہیں جب ہماری ہڈیاں گل سڑ جائیں گی تو کیا ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟ اگر ایسا ہو گیا تو پھر ہماری شامت آجائے گی! انہیں کیا معلوم کہ جب صور میں پھونکا جائے گا تو ایسے محسوس ہوگا جیسے ایک زوردار جھڑکی کی آواز ہے اور وہ سب کے سب حشر کے کھلے میدان میں جمع ہو جائیں گے۔

آیات ۱۵ تا ۲۶

سرکش فرعون کا عبرت ناک انجام

اور کیا آگئی تمہارے پاس خبر موسیٰؑ کی؟	هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ ﴿١٥﴾
جب پکارا انہیں اُن کے رب نے طوی کی مقدس وادی میں۔	إِذْ نَادَاهُ رَبُّهُ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿١٦﴾
جاؤ فرعون کے پاس	إِذْ هَبُّ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ
بے شک وہ حد سے بڑھ گیا ہے۔	إِنَّهُ طَغَىٰ ﴿١٧﴾
تو کہو اُس سے کیا ہے تیرے لیے امکان کہ تو پاک ہو جائے؟	فَقُلْ هَلْ لَّكَ إِلَىٰ أَنْ تَزْكَىٰ ﴿١٨﴾
اور میں رہنمائی کروں تیری تیرے رب کی طرف	وَأَهْدِيكَ إِلَىٰ رَبِّكَ
پس تو ڈر جائے؟	فَتَحْشَىٰ ﴿١٩﴾
پھر انہوں نے دکھائی اُسے بہت بڑی نشانی۔ (عصا وید بیضاء)	فَأَرَاهُ الْآيَةَ الْكُبْرَىٰ ﴿٢٠﴾
تو اُس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی۔	فَكَذَّبَ وَعَصَىٰ ﴿٢١﴾

پھر اُس نے پیٹھ پھیری بھاگ دوڑ کرتے ہوئے۔	ثُمَّ ادْبَرَ يَسْعَى ﴿٢١﴾
پھر اُس نے جمع کیا (لوگوں کو) پس پکار لگائی۔	فَحَشَرَ فَنَادَى ﴿٢٢﴾
تو کہنے لگا میں تمہارا سب سے اونچا رہا ہوں۔	فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمْ الَّاَعْلَىٰ ﴿٢٣﴾
تو پکڑ لیا اُسے اللہ تعالیٰ نے آخرت اور دنیا کے عذاب میں۔	فَاخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاٰوَلٰى ﴿٢٤﴾
بے شک اس میں یقیناً عبرت ہے اُس کے لیے جو ڈرتا ہے۔	اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يُّخْشٰى ﴿٢٥﴾

وَقَفَّ اِلٰیہِمْ

اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ کو طوی کی مقدس وادی میں منصب رسالت پر فائز کیا۔ انھیں حکم دیا کہ فرعون کے پاس جائیں، وہ انتہائی سرکشی کر رہا ہے۔ اُسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور سیدھی راہ پر آنے کی دعوت دیں۔ سیدنا موسیٰ نے فرعون کو معجزات دکھائے اور اُسے اصلاح کی دعوت دی۔ اُس نے آپ ﷺ کی دعوت کو حقارت سے ٹھکرا دیا اور آپ کے مقابلے پر جادو گروں کو لے آیا۔ اُس نے دعویٰ کیا میں ہی سب سے بڑا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے اور اُس کے لشکر کو غرق کر دیا اور اُس کی لاش کو محفوظ کر کے دنیا و آخرت کے لیے عبرت بنا دیا۔ بلاشبہ فرعون کے انجام میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والوں کی نصیحت کے لیے بہت بڑا سبق ہے۔

آیات ۲۷ تا ۳۳

کیا انسان کو دوبارہ بنانا بہت ہی مشکل ہے؟

کیا تم زیادہ مشکل ہو دوبارہ بنا کر نے میں یا آسمان؟	ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمٰوٰتُ
اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اُسے۔	بِنٰہَا ﴿٢٧﴾
بلند کیا اُس کی چھت کو	رَفَعَ سَمٰوٰتِهَا
پھر درست کر دیا اُسے۔	فَسَوَّيْنٰهَا ﴿٢٨﴾
اور تاریک کیا اُس کی رات کو	وَ اَغْطَشَ لَيْلَهَا

وَقَفَّ اِلٰیہِمْ

اور نظام کیا اُس کے دن کی روشنی کو۔	وَ أَخْرَجَ ضُحَاهَا ۱۹
اور زمین کہ اس کے بعد بچھا دیا اُسے۔	وَالْأَرْضُ بَعْدَ ذَلِكَ دَحَاهَا ۲۰
نکالا اُس سے اُس کا پانی اور اُس کا چارہ۔	أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَهَا وَمَرْعَهَا ۲۱
اور پہاڑ کہ گاڑ دیا انھیں۔	وَالْجِبَالَ أَرْسَاهَا ۲۲
فائدے کا سامان ہے تمہارے لیے اور تمہارے چوپایوں کے لیے۔	مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ۲۳

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے وسیع و عریض آسمان تخلیق کیا، اُس کے ابھار کو بلند کیا اور اُسے ہموار کر کے بڑا خوبصورت بنا دیا۔ اُسی نے آسمان پر سورج کی گردش کے ذریعے دن اور رات کا نظام بنایا۔ پھر زمین کو پھیلا دیا اور زمین سے پانی اور سبزہ نکالا۔ بڑے بڑے پہاڑوں کو لنگر کے طور پر زمین میں گاڑ کر زمین کو توازن بخشا۔ کائنات کی یہ نعمتیں انسانوں اور اُن کے چوپایوں دونوں کی ضروریات پوری کر رہی ہیں۔ کیا ان قدرتوں اور نعمتوں کا پیدا کرنے والا اللہ، انسان کو دوبارہ نہیں بنا سکتا؟

آیات ۳۲ تا ۴۱

روزِ قیامت کیا ہوگا؟

پھر جب آجائے گی سب سے بڑی چھا جانے والی آفت۔	فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرَى ۳۲
اُس دن یاد کرے گا انسان اُسے جو اُس نے کوشش کی۔	يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ مَا سَعَى ۳۳
اور نظام کر دی جائے گی جہنم اُس کے لیے جو دیکھتا ہے۔	وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَنْ يَرَى ۳۴
پس وہ کہ جس نے سرکشی کی۔	فَأَمَّا مَنْ طَغَى ۳۵
اور ترجیح دی دنیا کی زندگی کو۔	وَأَشْرَ الْجِبَوَةِ الدُّنْيَا ۳۶

تو بے شک جہنم ہی (اُس کا) ٹھکانہ ہے۔	فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۖ
اور وہ جو ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے	وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ
اور اُس نے روکا نفس کو خواہشات سے۔	وَنَهَىٰ النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ
تو بے شک جنت ہی (اُس کا) ٹھکانہ ہے۔	فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۖ

روزِ قیامت جب صور میں پھونک ماری جائے گی تو بہت بڑی تباہی آجائے گی۔ پھر تمام انسان زندہ ہو کر میدانِ حشر کی طرف دوڑیں گے۔ اُس روز ہر انسان یاد کرے گا کہ اُس نے دنیا کی زندگی میں کیا عمل کیا ہے؟ جس بد نصیب نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی، اُس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ اس کے برعکس جو دنیا میں رب کے سامنے جواب دہی کے احساس سے ڈرتا رہا اور خود کو بھی نفس کی خواہشات سے بچانے کی کوشش کی، اُس سعادت مند کا ٹھکانہ جنت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کو ترجیح دینے اور اس کے لیے من چاہی نہیں بلکہ رب چاہی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۲ تا ۴۶

قیامت کب آئے گی؟

اے نبی! وہ پوچھتے ہیں آپ سے قیامت کے بارے میں کہ کب ہے اس کا واقع ہونا؟	يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۖ
کیا تعلق ہے آپ کا اس کے ذکر سے۔	فِيمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرِهَا ۖ
آپ کے رب کی طرف ہی اس (کے علم) کی انتہا ہے۔	إِلَىٰ رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا ۖ
بے شک آپ تو ہیں ہی خبردار کرنے والے اُسے جو ڈرتا ہے اس سے۔	إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ مَّن يَخْشَاهَا ۖ
گویا کہ وہ جس دن دیکھیں گے اُسے	كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا

لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا ۝

(سمجھیں گے) نہیں رہے (دنیا میں) ایک شام یا اس کی ایک صبح۔

کفار نبی اکرم ﷺ سے سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی؟ انھیں جواب دیا گیا کہ قیامت آنے کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ وہ تو اتنا بتا رہے ہیں کہ قیامت ضرور آئے گی۔ جب قیامت آئے گی تو کفار محسوس کریں گے کہ وہ دنیا میں انتہائی مختصر وقت رہے یعنی صرف ایک شام یا ایک دن کا کچھ حصہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں غیر ضروری سوالات کرنے سے محفوظ فرمائے اور زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کر کے آخرت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سورة عبس

اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انسانوں کی ناشکری کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے احسانات کا بیان اور انسانوں کی ناشکری کا ذکر بڑے جلالی اسلوب میں کیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱۰ تا ۱۰
 - آیات ۱۱ تا ۱۶
 - آیات ۱۷ تا ۳۲
 - آیات ۳۳ تا ۴۲
- دعوت کے کام میں اعتدال کی تلقین
عظمتِ قرآنِ حکیم
اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انسان کی ناشکری
احوالِ آخرت

آیات ۱۰ تا ۱۰

دعوت کے کام میں اعتدال کی تلقین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انہوں نے تیوری چڑھائی اور رخ پھیر لیا۔	عَبَسَ وَتَوَلَّى ۱
اس لیے کہ آیا ان کے پاس ایک نابینا۔	أَنْ جَاءَهُ الْاَعْمٰی ۲
اور اے نبی! آپ کیا جانیں شاید وہ پاکیزگی حاصل کرتا۔	وَمَا يَدْرِيكَ لَعَلَّهٗ يَزْكٰی ۳
یا وہ نصیحت حاصل کرتا تو فائدہ دیتی اُسے نصیحت۔	اَوْ يَذْكُرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰی ۴
وہ جو بے پروائی کرتا ہے۔	اَمَّا مَنْ اَسْتَعٰی ۵
تو آپ اُس کے پیچھے پڑ رہے ہیں۔	فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰی ۶

حالا نکه نہیں ہے آپ پر کوئی ذمے داری اگر وہ پاکیزگی اختیار نہیں کرتا۔	وَمَا عَلَيْكَ إِلَّا يَزْكِي ٥
اور وہ جو آپ کے پاس آیا ہے دوڑتا ہوا۔	وَأَمَّا مَنْ جَاءَكَ يَسْعَى ٦
اور وہ ڈر رہا ہے۔	وَهُوَ يَخْشَى ٧
تو آپ اُس سے غفلت برت رہے ہیں۔	فَأَنْتَ عَنْهُ تَلَهَّى ٨

اسلام کی دعوت کا اصول یہ ہے کہ اس کا اولین خطاب معاشرے کے بااثر افراد سے ہوتا ہے۔ اگر وہ اصلاح قبول کر لیں تو نظام کی تبدیلی آسان ہو جاتی ہے۔ عوام اُن کی پیروی میں اصلاح قبول کر لیتے ہیں۔ اگر بااثر افراد دعوت قبول نہ کریں تو وہ عوام کو بھی حق قبول کرنے سے روکتے ہیں اور حق قبول کرنے والوں کو تکالیف پہنچاتے ہیں۔ گویا عوام کی بہتری بھی اسی میں ہے کہ اُن کے معاشرے کے سردار حق کو قبول کر لیں۔ اسی اصول کے پیش نظر ایک بار نبی کریم ﷺ سردار ان قریش کو دعوت دے رہے تھے۔ اسی دوران ایک نابینا صحابی سیدنا عبد اللہ بن ام مکتوم آگئے۔ وہ نابینا تھے اور دیکھ نہیں سکتے تھے کہ آپ ﷺ کن لوگوں سے جو گفتگو ہیں۔ انھوں نے آپ ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ آپ ﷺ کو اندیشہ محسوس ہوا کہ اب سردار میری دعوت کی طرف توجہ نہیں دیں گے کیونکہ وہ اپنی محفل میں کسی مفلس صحابی کی آمد کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اس اندیشے کی وجہ سے آپ ﷺ کو سیدنا عبد اللہ بن ام مکتوم کی آمد ناگوار محسوس ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو متوجہ فرمایا کہ یہ ناگواری درست نہیں۔ اللہ کا ایک بندہ اپنے تزکیے و تربیت کے لیے چل کر آیا ہے اور آپ ﷺ اُس سے رخ پھیر رہے ہیں۔ اگر آپ ﷺ اُس پر توجہ دیں گے تو وہ آپ ﷺ کی توجہ کی قدر کرے گا۔ اس کے برعکس جو بد نصیب آپ ﷺ کی دعوت سے اعراض کر رہے ہیں، آپ ﷺ اُن کے پیچھے پڑ رہے ہیں۔ اگر یہ سردار ایمان نہ لائے تو آپ ﷺ پر کوئی الزام نہ ہوگا۔ آپ ﷺ کیوں اُن کو دعوت دینے میں ایسی ترجیح دے رہے ہیں کہ جس سے اپنے ایک مخلص ساتھی کی تربیت و تزکیے کی خواہش پوری نہیں ہو رہی۔ گویا معاشرے کے بااثر طبقات کو دعوت میں اولین اہمیت دینا مفید ہے لیکن اعتدال کا تقاضا ہے کہ اس سے اپنے ساتھیوں کی تربیت کا معاملہ ہرگز متاثر نہ ہو۔

آیات ۱۱ تا ۱۶ عظمتِ قرآنِ حکیم

وقف لازم

ہر گز نہیں! بے شک یہ (قرآن) تو ایک نصیحت ہے۔	كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝۱۱
تو جو چاہے نصیحت حاصل کر لے اس سے۔	فَمَنْ شَاءَ ذَكَّرْهُ ۝۱۲
یہ ہے عزت والے صحیفوں میں۔	فِي صُحُفٍ مُّكْرَمَةٍ ۝۱۳
جو بلند مرتبہ، پاکیزہ ہیں۔	مَرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝۱۴
ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں۔	بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ۝۱۵
جو بہت باعزت، نیک ہیں۔	كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝۱۶

دعوت کے اعتبار سے معاشرے کے بااثر طبقات کو اولیت دینا، ہم ہے لیکن ایسا نہ ہو کہ اُن کی خواہشات کے احترام میں دعوت کا وقار مجروح ہو جائے۔ اسلام کی دعوت کا مرکز و محور قرآنِ حکیم ہے جس کی عظمت و وقار کو ہمیشہ ترجیح دینا ہے۔ قرآنِ اس کا محتاج نہیں ہے کہ لوگ اسے قبول کریں بلکہ لوگ اس کے محتاج ہیں کہ اس پر سچے دل سے ایمان لا کر خود کو ہلاکت سے بچائیں۔ یہ کتاب حقائق کی یاد دہانی کروارہی ہے۔ اب جو چاہے اس یاد دہانی سے فائدہ اٹھا کر سعادت کی منزل حاصل کرے اور جو چاہے اس یاد دہانی سے رُخ پھیر کر ذلت و رسوائی کی راہ اختیار کرے۔ یہ کتاب اصلاً لوحِ محفوظ میں انتہائی بلند اور عزت والے صحائف میں لکھی ہوئی ہے۔ اسے لکھنے والے بڑے ہی عزت و شرف رکھنے والے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقرب فرشتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے قلوب کو قرآنِ حکیم کی عظمت و جلال سے معمور فرمائے۔ آمین!

آیات ۷ تا ۲۳

انسان کتنا ناشکرا ہے؟

قُبِلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ ۗ	مارا جائے انسان! وہ کیسا ناشکرا ہے۔
مِنْ أَيْ شَيْءٍ خَلَقَهُ ۗ	کس چیز سے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اسے؟
مِنْ نُطْفَةٍ ۗ	ایک قطرے سے
خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ ۗ	اُس نے پیدا کیا اسے پھر تقدیر مقرر کی اس کی۔
ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ ۗ	پھر راستہ آسان کر دیا اس کے لیے۔
ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ۗ	پھر موت دی اسے اور قبر میں رکھوا دیا اسے۔
ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنشَرَهُ ۗ	پھر وہ جب چاہے گا اٹھائے گا اسے۔
كَلَّا لَبَّآ يَقْضِ مَا أَمَرَهُ ۗ	ہر گز نہیں! ابھی تک اس نے پورا نہیں کیا وہ کام جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا اسے۔

انسان کو سوچنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے کس شے سے بنایا ہے؟ ایک ناپاک پانی کے قطرے سے۔ اُس نے نہ صرف اُسے بنایا بلکہ اُس کی تقدیر بھی طے کر دی۔ مزید یہ کہ اس تقدیر کے مطابق اُس کے لیے ضروریات زندگی کا حصول اور خطرات سے تحفظ آسان کر دیا۔ اب وہ تقدیر میں طے شدہ وقت پر اُسے موت سے دوچار کرے گا اور قبر میں پہنچا دے گا۔ پھر وہ جب چاہے گا اُسے دوبارہ زندہ کر دے گا۔ افسوس ہے کہ انسان سراپا اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر ہونے کے باوجود اُس کا ناشکرا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے جو احکامات دیے ہیں اُن پر عمل کرنے کو تیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں احسان فراموشی کی اس روش سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۴ تا ۳۲

غذاؤں کی فراہمی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا شاہکار

پس چاہیے کہ دیکھے انسان اپنے کھانے کی طرف۔	فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهِ ﴿٢٧﴾
بے شک ہم نے برسایا پانی بہت زور سے۔	أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ﴿٢٤﴾
پھر ہم نے پھاڑا زمین کو چیر کر۔	ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ﴿٢٥﴾
پھر ہم نے اگایا اُس میں اناج۔	فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ﴿٢٦﴾
اور انگور اور ترکاری۔	وَعِنَبًا وَقَضْبًا ﴿٢٨﴾
اور زیتون اور کھجور۔	وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ﴿٢٩﴾
اور گھنے باغات۔	وَحَدَائِقٍ غَلَبًا ﴿٣٠﴾
اور پھل اور چارہ۔	وَفَاكِهَةً وَأَبًّا ﴿٣١﴾
فائدے کا سامان ہے تمہارے لیے اور تمہارے چوپایوں کے لیے۔	مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ﴿٣٢﴾

انسان کو غور کرنا چاہیے کہ جو غذا وہ کھاتا ہے، کیسے فراہم ہوتی ہے؟ اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برساتا ہے۔ وہی زمین کو پھاڑتا ہے اور زمین پانی جذب کر لیتی ہے اور اُس کے اندر موجود بیجوں سے کونپلیں باہر نکل آتی ہیں۔ پانی سے اللہ تعالیٰ انسانوں کے لیے اناج، انگور، سبزیاں، زیتون، کھجوریں، پھلوں کے گھنے باغات، میوے اور جانوروں کے لیے گھاس اگاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا انسانوں اور جانوروں پر کتنا بڑا احسان ہے۔ پھر چارہ کھا کر پلنے والے مویشی بھی انسان کو غذا کے لیے دودھ اور گوشت کی فراہمی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۳ تا ۳۷

آخرت میں کوئی کسی کو نہ پوچھے گا

پھر جب آجائے گی کانوں کو بہرہ کرنے والی (صور کی آواز)۔	فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاحَّةُ ﴿٣٣﴾
اُس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی سے۔	يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾
اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے۔	وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾
اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے۔	وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ﴿٣٦﴾
ہر فرد کے لیے اُن میں سے اُس دن ایک ایسی حالت ہوگی جو بے پرواہ کر دے گی اُسے (دوسروں سے)۔	لِكُلِّ امْرِيٍّ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿٣٧﴾

روزِ قیامت جب صور میں پھونکا جائے گا تو ایسی شدت والی آواز پیدا ہوگی جو کانوں کے پردے پھاڑنے والی ہوگی۔ اُس روز مجرم انسان اپنے بھائی، والدہ، والد، بیوی اور بیٹے سے دور بھاگے گا۔ رسوائی کی وجہ سے اپنا منہ چھپائے گا اور ڈرے گا کہ کہیں کوئی عزیز اپنی گمراہی کا ذمے دار مجھے نہ ٹھہرا دے۔ اُسے صرف اپنے آپ کو بچانے کی فکر لاحق ہوگی۔ کیسے بد نصیب ہیں وہ لوگ جو دنیا میں اپنے رشتے داروں کو سہولیات پہنچانے یا خوش کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے احکامات توڑتے رہتے ہیں۔ دوسروں کی دنیا بن رہی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو توڑنے والوں کی آخرت برباد ہو رہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں اپنے احکامات کا پاس کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۸ تا ۴۲

روزِ قیامت نتیجہ چہرے سے ظاہر ہوگا

وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾	کچھ چہرے اُس دن روشن ہوں گے۔
ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾	ہنسنے والے، خوشی منانے والے۔
وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾	اور کچھ چہرے، اُس دن اُن پر گرد پڑی ہوگی۔
تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾	چھار ہی ہوگی اُن پر سیاہی۔
أُولَئِكَ هُمُ الْكٰفِرَةُ الْفٰجِرَةُ ﴿۴۲﴾	یہی ہیں جو کافر ہیں، نافرمان ہیں۔

ع

روزِ قیامت نیک لوگوں کے چہرے روشن ہوں گے۔ ایمان اور نیک اعمال کے نور سے اُن کے چہرے دمک رہے ہوں گے۔ وہ خوشی سے ہنس رہے ہوں گے اور لازوال نعمتوں کی بشارتیں پارہے ہوں گے۔ اس کے برعکس کافروں اور اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کے چہرے غبار آلود ہوں گے۔ اُن پر ذلت اور سیاہی چھار ہی ہوگی۔ کفر اور بد اعمالیوں کی کالک چہروں پر نمایاں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی رسوائی اور ذلت سے محفوظ رکھے۔ آمین!

سورة التکویر

انکار رسالت ﷺ کے ذریعے عمل سے گریز کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں واضح کیا گیا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ کفار اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل سے گریز کرنے کے لیے آپ ﷺ کی رسالت ہی کا انکار کر رہے ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ :

• آیات ۱۳ تا ۱۴ احوالِ قیامت

• آیات ۲۹ تا ۳۵ رسول اکرم ﷺ کی سچائی کا بیان

آیات ۶ تا ۶

قیامت کی منظر کشی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔	إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝۱
اور جب ستارے بے نور ہو جائیں گے۔	وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ۝۲
اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔	وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝۳
اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنی بے کار چھوڑ دی جائے گی۔	وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝۴
اور جب جنگلی جانور اکٹھے کیے جائیں گے۔	وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ۝۵
اور جب سمندر بھڑکائے جائیں گے۔	وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝۶

جب قیامت قائم ہوگی تو :

- i. سورج کی بساط لپیٹ دی جائے گی یعنی سورج کی روشنی پھیلنا بند ہو جائے گی۔
- ii. ستارے بے نور کر دیے جائیں گے اور وہ بکھر جائیں گے۔
- iii. زمین کی کشش ثقل ختم کر دی جائے گی اور اس پر موجود پہاڑ چلائے جائیں گے۔
- iv. دس ماہ کی حاملہ اونٹنی جیسی دولت سے اُس کا مالک غافل ہو جائے گا اور وہ آزاد پھر رہی ہوگی۔
- v. خوف کے مارے جنگل کے جانور ایک ہی جگہ جمع ہو جائیں گے۔
- vi. سمندر کھولتے ہوئے پانی کی طرح ابل رہے ہوں گے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے :

مَنْ سَرَّهَا أَنْ يَنْظُرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ رَأَى عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ انْقَطَعَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ

(رواہ الترمذی)

”جو کوئی بھی چاہتا ہو کہ دیکھ لے قیامت کو اپنی آنکھوں سے، اُسے چاہیے کہ وہ پڑھ لے سورہ تکویر، سورہ انفطار اور سورہ انشقاق“۔

آیات ۷ تا ۱۴

روزِ قیامت کیا ہوگا؟

اور جب روحیں (جسموں سے) ملادی جائیں گی۔	وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ۝۷
اور جب زندہ دفن کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا۔	وَإِذَا الْمَوْءِدَةُ سُبِّلَتْ ۝۸
کہ وہ کس گناہ کے بدلے قتل کی گئی۔	بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ۝۹
اور جب اعمال نامے کھول دیے جائیں گے۔	وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝۱۰
اور جب آسمان کی کھال اتار لی جائے گی۔	وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ۝۱۱

وَإِذَا الْجَحِيْمُ سُعِرَتْ ۝۱۱	اور جب جہنم بھڑکائی جائے گی۔
وَإِذَا الْجَنَّةُ أُرْفِتْ ۝۱۲	اور جب جنت قریب لائی جائے گی۔
عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ ۝۱۳	ہر جان جان لے گی جو لے کر آئی ہے۔

روزِ قیامت تمام انسانوں کا بدن اور روح کا رشتہ پھر سے جوڑ دیا جائے گا۔ اب اعمال کی جواب دہی کا مرحلہ شروع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ زندہ دفن کی گئی بچی سے دریافت فرمائے گا کہ تجھے کس جرم کی سزا دی گئی تھی؟ وہ مظلوم بچی جس کو خود اُس کے ماں باپ نے قتل کیا تھا۔ اُس کے خون کا انتقام لینے کے لیے یا اُس کی طرف سے کوئی دعویٰ کرنے والا تھا ہی نہیں۔ اُس سے سوال کرنے کا مقصد یہ ہوگا کہ وہ اپنی بے گناہی اور مظلوم ہونے کی فریاد بارگاہِ رب العزت میں پیش کرے تاکہ اُس کے قاتلوں سے انتقام لیا جاسکے۔ تمام انسانوں کے نامہ اعمال کھول کر اُن کے ہاتھوں میں دے دیے جائیں گے۔ آسمان کی کھال کھینچ لی جائے گی جس سے مجرموں کے لیے وحشت ناک منظر وجود میں آئے گا۔ پھر اُن کے لیے جہنم کی آگ کو خوب دہکایا جائے گا۔ دوسری طرف پرہیزگاروں کے لیے جنت کو آراستہ کر کے قریب لے آیا جائے گا۔ اُس روز ہر انسان اچھی طرح سے دیکھ لے گا کہ وہ کیا اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرنے کے لیے لایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس روز کی رسوائی سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۵ تا ۲۱

قرآنِ حکیم سیدنا جبرائیلؑ لے کر آئے ہیں

فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُيُوسِ ۝۱۵	پس نہیں، میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹنے والے ستاروں کی۔
الْجَوَارِ الْكُنُوسِ ۝۱۶	جو چلنے والے ہیں، چھپ جانے والے ہیں۔
وَاللَّيْلِ إِذَا عَسَسَ ۝۱۷	اور رات کی جب وہ جانے لگتی ہے۔
وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ۝۱۸	اور صبح کی جب وہ سانس لیتی ہے۔

بے شک یہ (قرآن) یقیناً ایک عزت والے رسول کا بیان کردہ قول ہے۔	إِنَّكَ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿١٩﴾
وہ بڑی قوت والے ہیں	ذِي قُوَّةٍ
عرش والے کے ہاں بڑے مرتبے والے ہیں۔	عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ﴿٢٠﴾
ایسے سردار ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے	مُطَاعٍ
وہاں بڑے معتبر ہیں۔	ثُمَّ أَمِينٍ ﴿٢١﴾

ان آیات میں اُن ستاروں کی قسم کھائی گئی ہے جو پوشیدہ ہوتے ہیں، پھر ظاہر ہو کر حرکت کرتے ہیں اور پھر دوبارہ غائب ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد اُس وقت کی قسم کھائی گئی جب رات بیت رہی ہو۔ پھر صبح کی قسم کھائی گئی جب کہ اُس کا آغاز ہو رہا ہو۔ جس طرح یہ حقائق یقینی ہیں اور روز مشاہدے میں آتے ہیں، اسی طرح سے یہ بات بھی حق ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے سیدنا جبرائیل نے نبی اکرم ﷺ کے قلب مبارک پر نازل کیا ہے۔ سیدنا جبرائیل چھ سو پر رکھنے والے طاقتور فرشتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں انھیں بہت قربت والا مقام اور بلند مرتبہ حاصل ہے۔ وہ فرشتوں کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی قابل اعتماد حیثیت کے حامل ہیں۔ اُس کا کلام بغیر کمی بیشی کے رسولوں تک پہنچا دیتے ہیں۔

آیات ۲۲ تا ۲۴

رسولِ بشر کی رسولِ ملک سے ملاقات

اور تمہارے ساتھی (حضرت محمدؐ) مجنون نہیں ہیں۔	وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ ﴿٢٢﴾
اور یقیناً انہوں نے دیکھا ہے جبرائیلؑ کو آسمان کے کھلے کنارے پر۔	وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ﴿٢٣﴾
اور وہ غیب کی باتیں بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔	وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ﴿٢٤﴾

سیدنا جبرائیل علیہ السلام رسول ملک ہیں اور نبی اکرم ﷺ رسول بشر۔ یہ دونوں حدیث اللہ یعنی قرآن حکیم کے راوی ہیں۔ ان دونوں کے ذریعے اللہ سے اُس کا کلام بندوں تک پہنچا ہے۔ یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہر گز مجنون نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول ہیں۔ انھوں نے اپنی آنکھوں سے رسول ملک کو اصل ملکوتی صورت میں واضح افک پر دیکھا ہے۔ وہ رسول ملک کے ذریعے ملنے والے کلام کو بغیر کسی کمی یا اضافے کے بندوں تک پہنچا دیتے ہیں۔ اُن کی نبوت کے دعوے سے قبل کی چالیس سالہ زندگی اُن کے خلوص و اخلاص، صداقت اور امانت کی گواہ ہے۔ انھیں مجنون کہہ کر اُن کی رسالت کا انکار کرنے والے دراصل اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل سے گریز کرنا چاہتے ہیں۔ اپنی اس روش کا جواز فراہم کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا نہیں، معاذ اللہ کسی شیطان جن کا القاء کیا ہوا کلام ہے۔

آیات ۲۵ تا ۲۹

قرآن کیا ہے، کیا نہیں ہے؟

اور یہ (قرآن) ہر گز نہیں ہے کسی مردود شیطان کا کلام۔	وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ﴿۲۵﴾
پھر تم کہاں جا رہے ہو؟	فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ ﴿۲۶﴾
نہیں ہے یہ قرآن مگر نصیحت تمام جہان والوں کے لیے۔	إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴿۲۷﴾
اُس کے لیے جو چاہے تم میں سے کہ سیدھی راہ پر چلے۔	لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ ﴿۲۸﴾
اور تم نہیں چاہ سکتے مگر یہ کہ چاہے اللہ تعالیٰ جو تمام جہانوں کا رب ہے۔	وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿۲۹﴾

قرآن ہر گز کسی شیطان کا القاء کیا ہوا کلام نہیں ہے۔ یہ تو ایک یاد دہانی اور نصیحت ہے۔ شیاطین کے سکھائے ہوئے منتر بے مقصد اور غیر واضح ہوتے ہیں۔ پھر بھلا شیطان سے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ انسان کو کفر، شرک اور دنیا داری سے ہٹا کر اللہ تعالیٰ کی خالص توحید اور عبادت کی تعلیم دے؟ اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس دلائے؟ پاکیزہ زندگی، عدل، پرہیزگاری اور اچھے اخلاق

کی طرف رہنمائی کرے؟ قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو وضاحت کے ساتھ ایک ہی حقیقت بار بار یاد دلا رہا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے اور اپنے اعمال کی جواب دہی کے لیے اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہو گے۔ اس یاد دہانی سے نصیحت وہی حاصل کرے گا جو واقعی دور اندیش ہو اور سیدھے راستے کو اختیار کرنا چاہے۔ سیدھے راستے کی ہدایت اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے لہذا خلوصِ دل سے اُس کی بارگاہ میں التجا کرتے رہنا چاہیے کہ: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

”(اے اللہ تعالیٰ!) تو ہمیں ہدایت عطا فرما سیدھے راستے کی“۔ آمین!

سورة الانفطار

انکار جزا و سزا کے ذریعے عمل سے گریز کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں عمل سے گریز کرنے والوں کا جزا و سزا سے انکار کرنے کا انتہائی پُر فریب تصور بے نقاب کیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۵ تا ۱۱ قیامت کی نشانیاں
- آیات ۱۲ تا ۱۶ انکار جزا و سزا کا پُر فریب تصور
- آیات ۱۳ تا ۱۹ جزا و سزا ہو کر رہے گی

آیات ۱ تا ۵

قیامت کی نشانیاں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جب آسمان پھٹ جائے گا۔	اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ ۙ
اور جب ستارے بکھر جائیں گے۔	وَ اِذَا الْكُوٰكِبُ انْتَثَرَتْ ۙ
اور جب سمندر بہا دیے جائیں گے۔	وَ اِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۙ
اور جب قبریں کریدی جائیں گی۔	وَ اِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۙ
جان لے گا ہر فرد جو اُس نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا۔	عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۙ

روزِ قیامت آسمان پھٹ جائے گا۔ ستاروں کی باہمی کشش ختم ہو جائے گی اور وہ بکھر کر گر جائیں گے۔ سمندروں کا ابلنا اس شدت تک پہنچ جائے گا کہ وہ اپنی حدود سے نکل کر بہنا شروع کر دیں گے۔ قبروں کو کرید کرید کر اُن میں مدفون انسانوں کو نکالا جائے

گا اور میدانِ حشر میں حاضر کیا جائے گا۔ اُس روز ہر انسان جان لے گا کہ اُس نے دنیا میں کس شے کو ترجیح دی تھی اور کس شے کو پس پشت ڈال دیا تھا؟ کیا اعمال آگے بھیجے تھے اور اُن کے کیا اثرات پیچھے چھوڑے تھے؟

آیات ۶ تا ۱۲

انکارِ جزا و سزا کا پُر فریب تصور

اے انسان!	يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ
کس چیز نے دھوکا دیا تجھے تیرے کرم والے رب کے بارے میں؟	مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ﴿٦﴾
جس نے پیدا کیا تجھے	الَّذِي خَلَقَكَ
پھر درست کیا تجھے	فَسَوَّكَ
پھر متوازن بنایا تجھے۔	فَعَدَلَكَ ﴿٧﴾
جس صورت میں بھی چاہا جوڑ دیا تجھے۔	فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَبُّكَ ﴿٨﴾
ہر گز نہیں! بلکہ تم جھٹلاتے ہو جزا و سزا کو۔	كَلَّا بَلْ تُكذِّبُونَ بِالذِّينِ ﴿٩﴾
حالانکہ بے شک تم پر نگران مقرر ہیں۔	وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ﴿١٠﴾
جو بہت عزت والے لکھنے والے ہیں۔	كِرَامًا كَاتِبِينَ ﴿١١﴾
وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔	يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ﴿١٢﴾

ایک خوش کن تصور ہر دور میں بیان کیا جاتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ رب کریم ہے۔ وہ انسان سے اُس کی ماں سے بھی زیادہ بڑھ کر محبت کرتا ہے۔ کیسے ممکن ہے کہ وہ انسان کو آگ میں ڈال دے۔ قرآن حکیم میں جہنم کا ذکر صرف اس لیے ہے کہ انسان سرکشی میں حد سے نہ بڑھ جائے، البتہ اللہ کسی کو بھی جہنم میں نہیں ڈالے گا۔ بقول شاعر۔

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارہ نہ کیا
 پر تو نے دل آزرده ہمارا نہ کیا
 ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
 لیکن تری رحمت نے گوارہ نہ کیا

ان آیات میں واضح کیا گیا کہ یہ تصور پُر فریب ہے۔ بظاہر اس تصور میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے لیکن درحقیقت شریعت کی اہمیت اور جزا و سزا کا انکار ہے۔ کوئی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شریعت پر عمل کرے یا نہ کرے وہ سب کو ہی جنت میں داخل فرمادے گا۔ نہ شریعت پر عمل کی کوئی اہمیت ہے اور نہ ہی روزِ قیامت ظالموں کو ان کے ظلم کی سزا ملے گی۔ غور کیجئے! اگر یہ تصور درست ہو تو اللہ کو ہر انسان کے ساتھ کرنا گاتین یعنی اعمال درج کرنے والے دو فرشتے کیوں مامور کرنا پڑیں۔ نیکیوں اور برائیوں کا اندراج تو پھر بے مقصد ہو جاتا۔ درحقیقت یہ تصور گمراہ کن ہے۔ جس اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے، حسن دیا ہے، تمہارے اعضاء میں تناسب اور تمہارے مزاج میں اعتدال پیدا کیا ہے اب وہ تم سے اپنی فرمانبرداری بھی چاہتا ہے۔ وہ تمہارے طرزِ عمل کی ایک ایک بات لکھوا رہا ہے۔ نیکیاں کرنے والوں کو اچھا بدلہ اور برائیاں کرنے والوں کو برابر بدلہ مل کر رہے گا۔

آیات ۱۳ تا ۱۹

جزا و سزا ہو کر رہے گی

بے شک نیک لوگ یقیناً بڑی نعمت میں ہوں گے۔	إِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿۱۳﴾
اور بے شک نافرمان لوگ یقیناً بھڑکتی ہوئی آگ میں ہوں گے۔	وَإِنَّ الْفٰجِرَ لَفِي جَحِيمٍ ﴿۱۴﴾
وہ داخل ہوں گے اُس میں بدلے کے دن۔	يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ﴿۱۵﴾
اور وہ اُس سے غائب ہونے والے نہیں ہیں۔	وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغٰبِبِينَ ﴿۱۶﴾
اور تم کیا جانو کیا ہے بدلے کا دن؟	وَمَا اَدْرٰكُ مَا يَوْمَ الدِّينِ ﴿۱۷﴾

پھر تم کیا جانو کیا ہے بدلے کا دن؟	ثُمَّ مَا آدُرُّكَ مَا يَوْمَ الدِّينِ ۝۱۸
جس دن اختیار نہ رکھے گی کوئی جان کسی جان کے لیے کچھ بھی	يَوْمَ لَا تَبْلُكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۝
اور حکم اُس دن صرف اللہ تعالیٰ کا ہوگا۔	وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ۝۱۹

کراماً کا تبین ہر انسان کے اعمال کا جو اندارج کر رہے ہیں اُس کا نتیجہ روزِ قیامت ظاہر ہوگا۔ قیامت کا دن دراصل بدلے کا دن ہے۔ اُس روز نیک لوگوں کو نعمتیں دی جائیں گی اور برے لوگوں کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ وہ جہنم سے بچ کر کہیں بھاگ نہ سکیں گے۔ اُس روز کل اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہوگا اور کوئی انسان کسی دوسرے انسان کی مدد نہ کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو گمراہ کن تصورات اور ان تصورات کے برے انجام سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

سورۃ المطففین

سرکشوں اور نیک لوگوں کا انجام

اس سورہ مبارکہ میں روزِ قیامت ملنے والی جزا و سزا کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۶ ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے وعید
- آیات ۷ تا ۱۷ سرکشوں کے لیے بری سزا
- آیات ۱۸ تا ۲۸ نیک لوگوں کی بہترین جزا
- آیات ۲۹ تا ۳۶ مجرموں کا طرزِ عمل اور سزا

آیات ۱ تا ۶

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے وعید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہلاکت ہے کمی کرنے والوں کے لیے۔	وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ﴿١﴾
وہ لوگ کہ جب ناپ کر لیتے ہیں لوگوں سے تو پورا لیتے ہیں۔	الَّذِينَ إِذَا كُنُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ﴿٢﴾
اور جب ناپ کر دیتے ہیں انھیں	وَإِذَا كَانُوا لَهُمْ
یا تول کر دیتے ہیں انھیں	أَوْ زَنُوهُمْ
تو کم دیتے ہیں۔	يُخْسِرُونَ ﴿٣﴾
کیا یقین نہیں رکھتے یہ لوگ کہ وہ اٹھائے جانے والے ہیں۔	أَلَا يَضُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ ﴿٤﴾

ایک بڑے دن کے لیے۔	لِیَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۵﴾
اُس دن کھڑے ہوں گے لوگ تمام جہانوں کے رب کے سامنے۔	یَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۶﴾

ان آیات میں ناپ تول میں ڈنڈی مارنے والوں کو ہلاکت و بربادی کی وعید سنائی گئی۔ وہ لوگوں سے لیتے ہوئے تو ہر شے پوری پوری لیتے ہیں لیکن لوگوں کو دیتے ہوئے کمی کرتے ہیں۔ اُن کا یہ طرزِ عمل گواہی دے رہا ہے کہ انھیں مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا یقین نہیں ہے۔ اگر یقین ہوتا تو انتہائی حقیر سے عارضی فائدے کے عوض جہنم جیسی ہولناک آفت سے دوچار کرنے والے جرم کا ارتکاب نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ جو چیز ہمیں اپنے لیے پسند ہو وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کریں۔ جتنی فکر اپنے حقوق کے حصول کی کرتے ہیں اتنی ہی فکر اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے بھی کریں۔ آمین!

آیات ۷ تا ۱۷

سرکشوں کی بری سزا

ہر گز نہیں! بے شک نافرمانوں کا نامہ اعمال یقیناً سبجین میں ہے۔	كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفَجَّارِ لَفِي سَجِّينٍ ﴿۷﴾
اور تم کیا جانو کہ کیا ہے سبجین؟	وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَجِّينٌ ﴿۸﴾
وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔	كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ﴿۹﴾
ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔	وَيَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿۱۰﴾
وہ جو جھٹلاتے ہیں بدلے کے دن کو۔	الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿۱۱﴾
اور نہیں جھٹلاتا اسے مگر ہر حد سے گزرنے والا، گناہ گار۔	وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ﴿۱۲﴾

جب تلاوت کی جاتی ہیں اُس پر ہماری آیات	اِذَا تَنَلَىٰ عَلَيْهِ اٰیٰتِنَا
کہتا ہے یہ کہانیاں ہیں پہلے لوگوں کی۔	قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۳
ہر گز نہیں! چھا گیا ہے اُن کے دلوں پر وہ جو یہ لوگ کہا کرتے تھے۔	كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۱۴
ہر گز نہیں! بے شک وہ اپنے رب سے اُس دن یقیناً حجاب میں ہوں گے۔	كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّحٰجِبُوْنَ ۝۱۵
پھر بے شک وہ یقیناً داخل ہونے والے ہیں بھڑکتی ہوئی آگ میں۔	ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُو الْجَحِيْمِ ۝۱۶
پھر کہا جائے گا یہی ہے وہ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔	ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهٖ تُكٰذِبُوْنَ ۝۱۷

سرکشوں کے نامہ اعمال اُن کی موت کے بعد سچین نامی قید خانے میں رکھ دیے جاتے ہیں۔ روزِ قیامت یہ بد نصیب ہلاکت و بربادی سے دوچار ہوں گے۔ یہ لوگ دنیا میں جزا و سزا کی حقیقت کو جھٹلاتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ وہ حد سے گزرنے والے گناہ گار تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ ان کے جرائم کی سزا دی جائے۔ جب بھی انھیں اللہ تعالیٰ کی آیات سنائی جاتیں تو وہ انھیں پچھلے زمانے کے قصے کہانیاں بتلا کر جھٹلایا کرتے تھے۔ حالانکہ اصل حقیقت یہ تھی کہ اُن کے دلوں پر اُن کے سیاہ کر تو توں کا زنگ چڑھا ہوا تھا اور ایسے دل حق کی معرفت اور قبولیت سے محروم تھے۔ روزِ قیامت یہ بد نصیب اپنے رب سے دو پر دوں میں ہوں گے اور پھر جہنم میں پھینک دیے جائیں گے۔ اُن سے کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ سزا جسے تم جھٹلاتے تھے۔

آیات ۱۸ تا ۲۸

نیک لوگوں کا بہترین بدلہ

ہر گز نہیں! بے شک نیک لوگوں کا نامہ اعمال یقیناً علیین میں ہے۔	كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عَلِيَيْنَ ۝۱۸ ط
اور تم کیا جانو کہ کیا ہے علیین؟	وَمَا أَدْرَاكَ مَا عَلِيُونَ ۝۱۹ ط
وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔	كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ۝۲۰ ل
حاضر رہتے ہیں اُس کے پاس (اللہ تعالیٰ کے) مقرب فرشتے	يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ ۝۲۱ ط
بے شک نیک لوگ یقیناً بڑی نعمت میں ہوں گے۔	إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝۲۲ ل
تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔	عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ ۝۲۳ ل
تم پہچان لو گے اُن کے چہروں پر نعمتوں کی تازگی۔	تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ۝۲۴ ج
انھیں پلائی جائے گی مہر لگی خالص شراب۔	يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَّخْتُومٍ ۝۲۵ ل
جس کی مہر ہوگی مشک	خِتْمُهُ مِسْكَ ۝۲۶ ط
اس کے لیے سبقت لے جانے کی کوشش کریں سبقت لے جانے والے۔	وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَفَّسْ الْبِتْنَفْسُونَ ۝۲۷ ط
اور اُس کی آمیزش تسنیم سے ہے۔	وَمَزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ ۝۲۸ ل
وہ ایک چشمہ ہے پیسے گے جس سے (اللہ کے) مقرب بندے۔	عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ۝۲۹ ط

نیک لوگوں کے نامہ اعمال اُن کی موت کے بعد اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتوں کی تحویل میں مقامِ علیین پر ہوتے ہیں۔ روزِ قیامت وہ جنت میں نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ آرامِ وہ تختوں پر بیٹھ کر خوبصورت مناظر دیکھ رہے ہوں گے۔ اُن کے چہروں پر نعمتوں کی تازگی نمایاں ہوگی۔ مشک کی مہر سے بند کی گئی ایسی شراب کے جام پی رہے ہوں گے جس میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ اس شراب کا ایک چشمہ جاری ہوگا اور یہ صرف مقربین کو ہی پیش کی جائے گی۔ مقابلہ کرنے والوں کو چاہیے کہ ان نعمتوں کے حصول کے لیے نیکیاں کر کے ایک دوسرے سے آگے نکلیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نیکیوں میں سبقت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے مقربین میں شامل فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۹ تا ۳۶

مجرمین کا طرزِ عمل اور سزا

بے شک وہ لوگ جنہوں نے جرم کیے	إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا
وہ اُن لوگوں پر جو ایمان لائے تحقیر اُنہیں کرتے تھے۔	كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾
اور جب وہ گزرتے تھے اُن کے پاس سے	وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ
تو ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارے کرتے تھے۔	يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾
اور جب وہ لوٹتے تھے اپنے گھر والوں کی طرف	وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ
لوٹتے تھے اترا تے ہوئے۔	انْقَلَبُوا فَكِهِينَ ﴿٣١﴾
اور جب وہ دیکھتے تھے اُنہیں	وَإِذَا رَأَوْهُمْ
کہتے تھے بے شک یہ لوگ یقیناً گمراہ ہیں۔	قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ﴿٣٢﴾
حالانکہ وہ نہیں بھیجے گئے تھے اُن پر نگران بنا کر۔	وَمَا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَفِظِينَ ﴿٣٣﴾

سوا آج وہ لوگ جو ایمان لائے کافروں پر ہنس رہے ہیں۔	فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿٣٧﴾
تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔	عَلَى الْأَرَآئِكِ لَا يَنظُرُونَ ﴿٣٨﴾
کیا بدلہ دے دیا گیا کافروں کو اُس کا جو وہ کیا کرتے تھے؟	هَلْ تُؤْتَوْنَ الْكُفَّارَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٩﴾

دنیا میں مجرمین اہل ایمان کو دنیا کی ناجائز لذتوں اور مفادات سے پرہیز کی وجہ سے بیوقوف سمجھتے ہیں۔ اُن کا مذاق اڑاتے ہیں کہ یہ سادہ لوح لوگ جنت کی لالچ میں اپنے مال اور جان کا نقصان کر رہے ہیں۔ اُن کے قریب سے گزرتے ہوئے، آنکھوں کے اشاروں سے اُن کی توہین کرتے ہیں۔ اپنے گھروں میں بھی اُن کے مذاق اڑانے اور توہین کرنے کے مزے لے لے کر تذکرہ کرتے ہیں۔ جب بھی انہیں دیکھتے ہیں، انہیں گمراہ قرار دیتے ہیں حالانکہ وہ اُن کے نگران نہیں کہ اُن کے ہدایت یا گمراہی پر ہونے کے فیصلے صادر کریں۔ روزِ قیامت اہل ایمان جنت میں تختوں پر بیٹھ کر خوبصورت مناظر دیکھ رہے ہوں گے۔ اُس روز وہ مجرمین پر ہنس رہے ہوں گے۔ دیکھ لیں گے کہ مجرمین کو ان کے جرائم کی قرار واقعی سزا مل گئی ہے۔

سورة الانشقاق

اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کا بیان

یہ سورہ مبارکہ آگاہ کر رہی ہے کہ انسان دنیا میں بھی مشکلات کا شکار ہے لیکن اُسے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو کر جواب دہی بھی کرنی ہے اور وہی مرحلہ اُس کی مشکلات کا نقطہ عروج ہوگا۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۵ قیامت کی منظر کشی
- آیات ۶ تا ۱۹ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری
- آیات ۲۰ تا ۲۵ انکارِ آخرت پر اظہارِ تعجب

آیات ۱ تا ۵

قیامت کی منظر کشی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ ۝۱	جب آسمان پھٹ جائے گا۔
وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا	اور وہ سن لے گا اپنے رب کا حکم
وَحَقَّتْ ۝۲	اور یہی اُس کے لائق ہے۔
وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ ۝۳	اور جب زمین پھیلا دی جائے گی۔
وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا	اور وہ باہر نکال دے گی وہ سب جو اُس میں ہے
وَتَخَلَّتْ ۝۴	اور خالی ہو جائے گی۔

اور وہ سن لے گی اپنے رب کا حکم	وَ اٰذِنَتْ لِرَبِّهَا
اور یہی اُس کے لائق ہے۔	وَ حَقَّتْ ۞

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ وہ پھٹ جائے۔ آسمان اُس کے حکم کی فرمانبرداری کرے گا اور پھٹ جائے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دے گا تو وہ پچک کر بالکل سیدھی ہو جائے گی اور اپنے اندر مدفون تمام انسانوں اور دُفینوں کو نکال کر بالکل خالی ہو جائے گی۔ آسمان اور زمین اسی لائق ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم مانیں۔ درحقیقت ہر مخلوق کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ اپنے خالق کی اطاعت کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیت ۶

انسان کی مشکلات کا عروج... اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری

اے انسان بے شک تو مشقت جھیلنے والا ہے	يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ
اپنے رب کی طرف (جانے والا) ہے مشقت جھیلتے ہوئے	إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا
پھر تو ملنے والا ہے اُس سے۔	فَمُلِقِيهِ ۞

دنیا میں ہر انسان مشقت میں ہے۔ اُسے اپنے حیوانی تقاضوں یعنی روٹی، کپڑا، مکان اور اولاد کے لیے مصیبتیں جھیلنی پڑتی ہیں۔ پھر بحیثیت انسان احساسات، صدمات اور ناکام منصوبوں کے دکھ اٹھانے پڑتے ہیں۔ مزید یہ کہ اپنے وطن، قوم اور نظریے کی سربلندی کے لیے قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ باعمل مسلمان ہے تو شریعت کی پابندیوں کو اختیار کرنے اور دین کی تبلیغ و غلبے کے لیے مال و جان سے جہاد کرنا پڑتا ہے، بقول شاعر۔

بشر پہلو میں دل رکھتا ہے جب تک
اُسے دنیا کا غم کھانا پڑے گا

البتہ دنیا کی مشکلات جھیلتے جھیلتے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف جا رہا ہے۔ اُسے اُس باری تعالیٰ کے سامنے اپنے ایک ایک عمل کی جواب دہی کرنی ہے۔

اب تو گھبرا کہ یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے

مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

ارشادِ نبوی ﷺ ہے: كُلُّ النَّاسِ يَخْدُوْا فَبِئْسَ عُنْفُسَهُ فَمُعْتَقُهَا اَوْ مُؤَبِّقُهَا (مسلم)

”ہر انسان صبح کرتا ہے اور اپنی جان کو بیچتا ہے پھر اُسے جہنم کی آگ سے بچا لیتا ہے یا جہنم کا بندھن بنا دیتا ہے۔“

پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو کر اُسے پانچ سوالات کے جوابات دینے ہوں گے:

لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْئَلَ عَنْ خَيْرٍ عَنْ عُمُرِهِ فَيَقِيْ مَا اَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهِ فَيَقِيْ مَا اَبْلَاهُ وَعَنْ مَّالِهِ مِنْ اَيْنَ

اٰكْتَسَبَهُ وَفِيْمَا اَنْفَقَهُ وَمَا ذَا عَمِلَ فَيَقِيْ عِلْمَهُ (ترمذی)

”ہل نہ سکیں گے ابنِ آدم کے (دونوں) قدم روزِ قیامت یہاں تک کہ پوچھا جائے گا اُس سے پانچ باتوں کے بارے میں زندگی کے

بارے میں کہ کہاں لگا دی، جوانی کے بارے میں کہ کہاں کھپا دی، مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور جو علم

حاصل کیا اُس پر کتنا عمل کیا۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کی مشکلات کے دوران اپنی مسلسل یاد اور اپنے احکامات کا ہر حال میں پاس کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷ تا ۹

خوش نصیب انسان

پس وہ کہ جسے دیا گیا اُس کا نامہ اعمال اُس کے دائیں ہاتھ میں۔	فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهُ بِيَمِيْنِهٖ ۙ
سو عنقریب اُس سے حساب لیا جائے گا آسان حساب۔	فَسَوْفَ يُحٰسِبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۙ
اور وہ لوٹے گا اپنے گھر والوں کی طرف خوش خوش۔	وَ يَنْقَلِبُ اِلٰى اٰهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۙ

ایک خوش نصیب انسان کو اُس کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ یہ اُس کی کامیابی کی علامت ہوگی۔ اب اُس کا اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کے وقت آسان حساب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ صرف نیکیوں کو دیکھے گا اور برائیوں سے صرف نظر کرے گا جیسا کہ سورہ احقاف آیت میں مذکور ہے:

أُولَئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَتَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ وَعَدَّ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ
”یہ وہ لوگ ہیں کہ ہم قبول کرتے ہیں اُن کی طرف سے وہ بہترین عمل جو انہوں نے کیا اور ہم درگزر کرتے ہیں اُن کی برائیوں سے وہ جنت والوں میں ہیں سچے وعدے کے مطابق جو اُن سے کیا جا رہا ہے۔“

اب یہ خوش نصیب خوشی خوشی اپنے گھر والوں کے پاس آئے گا اور ملنے والی سعادت سے انہیں آگاہ کرے گا۔ آئیے ہم بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ :

اللَّهُمَّ حَاسِبِنَا حِسَابًا يَسِيرًا۔۔۔ ”اے اللہ تعالیٰ! ہمارا حساب فرمائیے گا، آسان حساب۔“ آمین!

آیات ۱۰ تا ۱۵

بد نصیب انسان

اور وہ کہ جسے دیا گیا اُس کا نامہ اعمال اُس کی پیٹھ کے پیچھے سے۔	وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ۝۱۰
سو وہ پکارے گا موت کو۔	فَسَوْفَ يَدْعُوا ثُبُورًا ۝۱۱
اور داخل ہوگا بھڑکتی ہوئی آگ میں۔	وَيَصِلُ سَعِيرًا ۝۱۲
بے شک وہ اپنے گھر والوں میں خوش تھا۔	إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝۱۳
بے شک اُس نے سمجھا تھا کہ ہر گز نہیں لوٹے گا (اپنے رب کی طرف)۔	إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ ۝۱۴
کیوں نہیں! بے شک اُس کا رب اُسے خوب دیکھنے والا تھا۔	بَلَىٰ إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا ۝۱۵

گناہ گار انسان کو معلوم ہو گا کہ میرے سیاہ اعمال کی وجہ سے مجھے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ بائیں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے چھپانے کی کوشش کرے گا، لیکن اُسے زبردستی نامہ اعمال دے دیا جائے گا۔ نامہ اعمال دیکھتے ہی چیخ و پکار کرے گا اور مر جانے کی تمنا کرے گا۔ اب موت کا معاملہ ختم ہو چکا ہو گا اور اُسے دہکتی ہوئی آگ میں داخل کر دیا جائے گا۔ اُس کا جرم یہ تھا کہ وہ اپنے گھر والوں میں بے فکری کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ فرائض سے غافل اور حرام میں ملوث ہو کر عیاشی کر رہا تھا۔ حرام کمائی سے شاندار گھر، عمدہ سہولیات اور لذیذ کھانوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ اُسے گمان تک نہ تھا کہ ان عیاشیوں کو ختم ہونا ہے اور آخرت میں محاسبے کے لیے پیش ہونا ہے۔ اُس کا رب اُس کی تمام غفلتوں اور جرائم سے واقف تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر وقت خوفِ آخرت اپنے اوپر طاری رکھنے اور آخرت کے لیے تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۶ تا ۱۹

انسان رفتہ رفتہ اللہ کے سامنے حاضری کی طرف جا رہا ہے

پس نہیں میں قسم کھاتا ہوں شام کی سرخی کی۔	فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝۱۶
اور رات کی اور اُس چیز کی جسے وہ جمع کرتی ہے۔	وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝۱۷
اور چاند کی جب وہ پورا ہوتا ہے۔	وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ۝۱۸
تم ضرور چڑھو گے ایک منزل سے دوسری منزل پر۔	لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ ۝۱۹

دنیا میں ہمارا مشاہدہ ہے کہ واقعات درجہ بدرجہ ظہور پذیر ہوتے جاتے ہیں۔ دن بالکل روشن ہوتا ہے لیکن رفتہ رفتہ شام کے وقت شفق کی سرخی آنا شروع ہو جاتی ہے۔ پھر تاریکی چھا جانے کا آغاز ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ بالکل سیاہ رات زمین کو ڈھانپ لیتی ہے۔ چاند جب طلوع ہوتا ہے تو انتہائی باریک نظر آتا ہے۔ وہ درجہ بدرجہ بڑا ہوتا جاتا ہے اور چودھویں شب کو مکمل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان ہر روز اپنی موت اور پھر آخرت کی طرف بڑھ رہا ہے۔ آخر کار وہ آخرت کا دن آہی جائے گا اور انسان کو رب کے سامنے پیش ہونا پڑے گا۔

آیات ۲۰ تا ۲۵

انکارِ آخرت پر تعجب

فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۲۰﴾	تو کیا ہے انھیں کہ وہ ایمان نہیں لاتے۔
وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ﴿۲۱﴾	اور جب پڑھا جاتا ہے اُن کے سامنے قرآن تو وہ سجدہ نہیں کرتے۔
بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكذِّبُونَ ﴿۲۲﴾	بلکہ وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا جھٹلاتے ہیں۔
وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ ﴿۲۳﴾	اور اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے جو کچھ وہ جمع کر رہے ہیں۔
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۲۴﴾	پس اے نبی! خوشخبری دیجیے انھیں دردناک عذاب کی۔
إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا	سوائے اُن کے جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	اور انھوں نے عمل کیے اچھے
لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿۲۵﴾	اُن کے لیے اجر ہے نہ ختم ہونے والا۔

ان آیات میں اظہارِ تعجب کیا گیا ہے کہ قرآنِ حکیم کی اتنی واضح خبریں آنے کے باوجود کافرِ آخرت کا انکار کر رہے ہیں۔ تعلیماتِ قرآنی کے سامنے سر جھکانے کو تیار نہیں ہیں۔ اس کے برعکس وہ بڑی ڈھٹائی سے تعلیماتِ قرآنی کو جھٹلا رہے ہیں۔ آخرت کا انکار کر کے دنیا داری میں ملوث ہیں۔ البتہ دنیا داری کر کے جو کچھ جمع کر رہے ہیں، وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ ان بد نصیبوں کو بشارت ہو دردناک عذاب کی۔ البتہ جو خوش نصیب تعلیماتِ قرآنی پر ایمان لا کر اُن کے مطابق عمل کر رہے ہیں، اُن کے لیے ایسا اجر ہے جس کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہی طرزِ عمل اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورة البروج

اہل حق کی تحسین اور اہل باطل کی مذمت

اس سورہ مبارکہ میں اہل حق کی مدح و تحسین کی گئی ہے اور اہل باطل کی شدید مذمت کی گئی ہے جنہوں نے اہل حق پر ظلم و ستم کا بازار گرم کیا۔

☆ آیات کا تجزیہ :

ظالموں کی مذمت، مظلوموں کی تحسین
اللہ تعالیٰ کی قدرت و جلال کا بیان

• آیات ۱۱ تا ۱۱

• آیات ۲۲ تا ۲۲

آیات ۹ تا ۹

بر باد مظلوم نہیں ظالم ہوتے ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قسم ہے برجوں والے آسمان کی۔	وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ﴿۱﴾
اور اُس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔	وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ ﴿۲﴾
اور حاضر ہونے والے کی اور اُس کی جس کے پاس حاضر ہوا جائے۔	وَشَٰهِدٍ وَّ مَّشْهُودٍ ﴿۳﴾
مارے گئے خندق (کھودنے) والے۔	قَتِيلَ اَصْحٰبِ الْاُخْدُوْدِ ﴿۴﴾
(جس میں) آگ تھی بہت ایندھن والی۔	التَّارِ ذَاتِ الْوُكُوْدِ ﴿۵﴾
جب وہ اُس پر بیٹھے ہوئے تھے۔	اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ﴿۶﴾

اور وہ اُس پر، جو وہ کر رہے تھے مومنوں کے ساتھ، گواہ تھے۔	وَهُمْ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ ۗ
اور انھوں نے بدلہ نہیں لیا اُن سے	وَمَا نَقَبُوا مِنْهُمْ
مگر اس کا کہ وہ ایمان لائے تھے اللہ تعالیٰ پر جو زبردست، سب خوبیوں والا ہے۔	إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۙ
وہ کہ جس کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی	الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ
اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔	وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۙ

ان آیات میں ستاروں بھرے آسمان، روزِ قیامت اور اُس روز قائم ہونے والی گواہیوں کی قسم کھا کر کہا گیا ہے کہ بظاہر ظالم مظلوموں کو انیت دیتے ہیں لیکن آخرت کا انجام ثابت کر دے گا کہ برباد مظلوم نہیں ظالم ہوتے ہیں۔ یہاں ظالمین سے مراد وہ یہودی ہیں جنھوں نے ۵۲۳ء میں (یعنی ولادت نبوی ﷺ سے ۴۸ سال قبل) یمن کے علاقے میں عیسائی اہل ایمان کو جلا کر شہید کر دیا تھا۔ اُس وقت عیسائی ہی مومن تھے کیونکہ مومن وہ ہوتا ہے جو تمام انبیاء پر ایمان رکھے۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے یہ سعادت صرف عیسائیوں کو حاصل تھی۔ اہل ایمان کو جلانے کے لیے یہودیوں نے خندقیں کھود کر اُن میں خوب ایندھن بھرا اور پھر اُس ایندھن کو جلا کر اُس میں اہل ایمان کو پھینک دیا تھا۔ اسی لیے ان یہودی ظالموں کو اصحاب الاخدود یعنی خندق والے کہا گیا۔ اُن کی جانب سے اہل ایمان کو اس بات کی سزا دی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اُس کی توحید کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ مظلوموں کی بے بسی اور ظالموں کی سنگدلی دیکھ رہا تھا۔ عنقریب مظلوموں کو بہترین انعامات اور ظالموں کو بدترین عذاب دے دیا جائے گا۔

آیات ۱۰ تا ۱۱

ظالموں کے لیے وعید اور مومنوں کے لیے نوید

بے شک جن لوگوں نے آزمائش میں ڈالا مومن	إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
--	--

مردوں اور مومن عورتوں کو	
پھر انھوں نے توبہ نہیں کی	ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا
تو ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے	فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ
اور ان کے لیے جلنے کا عذاب ہے۔	وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ۝۱۰
بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے	إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا
اور انھوں نے عمل کیے اچھے	وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
ان کے لیے باغات ہیں بہتی ہیں جن کے نیچے سے	لَهُمْ جَنَّاتُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۝۱۱
نہریں	
یہی بڑی کامیابی ہے۔	ذَلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ ۝۱۱

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ جن بد بختوں نے مومن مردوں اور مومن خواتین کو اذیت دی اور پھر توبہ نہ کی، ان کے لیے جہنم میں بھون دینے والا عذاب ہو گا۔ اس کے برعکس ایسے اہل ایمان جو اچھے اعمال کر رہے ہیں جنت کے اونچے باغات میں ہوں گے جن کے دامن میں نہریں بہ رہی ہیں۔ بلاشبہ ایسی جنت کا حصول ہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بڑی کامیابی سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۲ تا ۱۶ اللہ تعالیٰ کی دو شانیں

اے نبی! بے شک آپ کے رب کی پکڑ یقیناً بہت سخت ہے۔	إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ۝۱۲
بے شک وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا	إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ ۝۱۳

کرے گا۔	
اور وہی ہے بہت بخشنے والا، نہایت محبت کرنے والا۔	وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ﴿۱۷﴾
عرشِ کمالک ہے، بڑی شان والا ہے۔	ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ﴿۱۵﴾
کر گزرنے والا ہے جو چاہتا ہے۔	فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴿۱۶﴾

اللہ تعالیٰ کی ایک شان تو یہ ہے کہ اُس کی پکڑ بہت شدید ہے۔ اُس نے پہلی بار بنایا ہے اور وہ دوبارہ زندہ کر کے ظالموں کو ظلم کا مزہ چکھائے گا۔ اُس کی دوسری شان یہ ہے کہ وہ گناہوں سے توبہ کرنے والوں کو بہت بخشنے والا اور نیک لوگوں سے انتہائی محبت کرنے والا ہے۔ عظیم تختِ حکومت کا مالک ہے لہذا کوئی اُس کی پکڑ سے بچ نہیں سکتا۔ وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے، جو چاہے سو کر سکتا ہے اور کوئی اُس کے کام میں رکاوٹ نہیں ڈال سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی شانِ رحمت و بخشش کا مستحق بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۷ تا ۲۲

سرکش قوموں کے انجام سے عبرت پکڑو

اے نبی! کیا پہنچی ہے آپ کے پاس لشکروں کی خبر۔	هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ﴿۱۷﴾
یعنی فرعون اور ثمود کی۔	فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ ﴿۱۸﴾
بلکہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں۔	بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ ﴿۱۹﴾
اور اللہ تعالیٰ انہیں ہر طرف سے گھیرنے والا ہے۔	وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مُحِيطٌ ﴿۲۰﴾
بلکہ وہ ایک بڑی شان والا قرآن ہے۔	بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ﴿۲۱﴾
لوح محفوظ میں (لکھا ہوا) ہے۔	فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ﴿۲۲﴾

اللہ تعالیٰ نے ماضی میں کئی سرکش قوموں کو ہلاک کیا۔ فرعون اور قومِ ثمود کو عبرت ناک سزا دی جنہیں اپنی طاقت پر ناز تھا۔ افسوس ہے کہ کافران کے برے انجام سے کوئی سبق حاصل نہیں کر رہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر طرف سے گھیرا ہوا ہے۔ وہ بد نصیب قرآن جیسی عظیم کتاب کو جھٹلا رہے ہیں جو لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔ اس عظیم کتاب کو جھٹلانے کا برا نتیجہ جلد ان کے سامنے آجائے گا۔

سورة الطارق

آخرت کے حوالے سے شبہات کا جواب

اس سورہ مبارکہ میں اُن شبہات کا جواب دیا گیا ہے جو ایمان بالآخرت کے حوالے سے پیش کیے جاتے ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱۰ تا ۱۰ آخرت کے بارے میں شبہات کا جواب
- آیات ۱۱ تا ۱۷ قرآن فیصلہ کن کلام ہے

آیات ۱۰ تا ۱۰

ایمان بالآخرت کے حوالے سے چار شبہات کا جواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے کی۔	وَالسَّيِّءِ وَالطَّارِقِ ۝۱
اور تم کیا جانو کیا ہے رات کو آنے والا؟	وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ ۝۲
وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے۔	النَّجْمِ الثَّاقِبِ ۝۳
نہیں کوئی جان مگر اُس پر ایک نگران ہے۔	إِنَّ كُلَّ نَفْسٍ لَّبَا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝۴
پس چاہیے کہ دیکھے انسان وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟	فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝۵
وہ پیدا کیا گیا ہے اچھلتے ہوئے پانی سے۔	خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ ۝۶
جو نکلتا ہے پیٹھ اور پسلیوں کے درمیان سے۔	يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ ۝۷
بے شک وہ (اللہ) اُس کے دوبارہ پیدا کرنے پر یقیناً قادر ہے۔	إِنَّهُ عَلَى رَجْعِهِ لَقَادِرٌ ۝۸

یَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ ﴿٩﴾	جس دن جانچے جائیں گے تمام راز۔
فَبَاكِهِ مِنْ قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ ﴿١٠﴾	تو نہیں ہوگی اُس کے پاس کوئی قوت اور نہ ہی کوئی مددگار۔

ان آیات میں ایمان بالآخرت کے حوالے سے چار شبہات کا جواب دیا گیا :

- i. کیسے ممکن ہے کہ ہر انسان کی نگرانی کی جا رہی ہو اور اُس کا ہر عمل لکھا جا رہا ہو؟ جواب دیا گیا کہ جس طرح آسمان اور اُس پر موجود چمکتے ہوئے ستارے ہر وقت زمین پر نگران کی طرح نظر رکھتے ہیں، اسی طرح ہر انسان پر بھی نگران فرشتے موجود ہیں جو اُس کے ہر عمل کو لکھ رہے ہیں۔
- ii. کیا انسان کو دوبارہ پیدا کرنا ممکن ہے؟ جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی بار انسان کو اچھلتے ہوئے ناپاک پانی سے پیدا کیا۔ وہ پانی جو ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیان پیدا ہو کر فوطوں (Testicles) میں آجاتا ہے۔ پہلی بار اِس طرح سے پیدا کرنے والا خالق انسان کو دوبارہ بھی پیدا کرنے پر قادر ہے۔
- iii. کیا اللہ تعالیٰ انسان کی ہر چھوٹی سے چھوٹی بات سے بھی واقف ہے؟ جواب دیا گیا کہ چھوٹی بات کیا وہ تو انسان کی نیت، ارادے اور سینوں میں پوشیدہ رازوں سے بھی واقف ہے۔ روزِ قیامت اُس کے اعمال کا جائزہ اُس کی نیت، ارادے اور پوشیدہ مقاصد کی بنا پر ہی لیا جائے گا۔
- iv. آخرت میں کسی کی سفارش گناہگار انسان کو عذاب سے بچالے گی۔ جواب دیا گیا کہ اُس روز اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی قوت اور کوئی مددگار انسان کو اُس کی پکڑ سے نہ بچا سکے گا۔

آیات ۱۱ تا ۱۷

قرآنِ حکیم ایک فیصلہ کن کتاب ہے

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿١١﴾	قسم ہے آسمان کی جو بار بار بارش برسانے والا ہے۔
وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿١٢﴾	اور زمین کی جو پھٹنے والی ہے۔

بے شک یہ (قرآن) فیصلہ کن کلام ہے۔	إِنَّكَ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿۱۳﴾
اور یہ نہیں ہے کوئی ہنسی کی بات۔	وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿۱۴﴾
بے شک وہ سازش کر رہے ہیں ایک سازش۔	إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ﴿۱۵﴾
اور میں تدبیر کر رہا ہوں ایک تدبیر۔	وَ أَكِيدُ كَيْدًا ﴿۱۶﴾
پس اے نبیؐ مہلت دیجیے کافروں کو	فَمَهِّلِ الْكُفْرِينَ
مہلت دیجیے انھیں تھوڑی سی مہلت۔	أَمْهَلُهُمْ ذَوِيْدًا ﴿۱۷﴾

یہ آیات اُس آسمان کو گواہ بنا کر جو بار بار بارش لاتا ہے اور اُس زمین کی قسم کھا کر جو بارش کے پانی کو جذب کر کے دوبارہ زندہ ہو جاتی ہے، آگاہ کر رہی ہیں کہ قرآن حکیم ایک فیصلہ کن کتاب ہے اور یہ ہرگز کوئی بے مقصد کلام نہیں۔ جو اس کتاب کی قدر کرے گا وہ سرخرو ہوگا اور جو اس کی ناقدری کرے گا وہ ناکام و نامراد ہوگا۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ (مسلم)

”بے شک اللہ تعالیٰ عروج دے گا اس کتاب (قرآن) کے ذریعے قوموں کو اور پست کر دے گا اس کتاب (کو چھوڑنے) کی وجہ سے دوسروں کو“۔

قرآن حکیم کو جھٹلانے والے بڑی بڑی سازشیں کر رہے ہیں لیکن اللہ بھی اپنی تدبیر فرما رہا ہے۔ کافروں کے لیے محض چند دن کی مہلت ہے۔ یہ دنیا اُن کے لیے چار دن کی چاندنی ہے۔ اس کے بعد ابدی اندھیری رات اُن کا مقدر بننے والی ہے۔

سورة الاعلیٰ

ذکر، صبر اور تذکیر کی تلقین

اس سورہ مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کا مضمون ہے اور انھیں مخالفانہ اور حوصلہ شکن فضا میں ذکر، صبر اور تذکیر یعنی یاد دہانی کراتے رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

ذکر اور صبر کی تلقین
تذکیر کا حکم

• آیات ۸ تا ۱۹

• آیات ۱۹ تا ۲۹

آیات ۸ تا ۱۹

ذکر اور صبر کی تلقین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے نبی! تسبیح کیجیے اپنے اُس رب کے نام کی جو سب سے بلند ہے۔	سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی ۱
وہ جس نے پیدا کیا اور درست کیا۔	الَّذِیْ خَلَقَ فَسُوِّیْ ۲
اور جس نے اندازہ ٹھہرا دیا اور ہدایت دی۔	وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی ۳
اور جس نے نکالا چارہ۔	وَالَّذِیْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی ۴
پھر اُس نے کر دیا اُس سے سیاہ کوڑا۔	فَجَعَلَهُ غُثٰیًا اَحْمٰی ۵
اے نبی! ہم پڑھا دیں گے آپ کو تو آپ نہیں بھولیں گے۔	سَنُقَرِّعُكَ فَلَا تَنْسٰی ۶

سوائے اُس کے جو چاہے اللہ تعالیٰ	إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ط
بے شک وہ جانتا ہے کھلی بات کو	إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ
اور اس بات کو بھی جو چھپی ہوئی ہے۔	وَمَا يَخْفَى ط
اور ہم سہولت دیں گے آپ کو آسان راستے کی۔	وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَى ١١

نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ اُس رب کے نام کی تسبیح کرتے رہیں جو بہت ہی بلند و بالا ہے۔ اُس نے ہر کام میں ایک تدریج رکھی ہے۔ انسان اور حیوانات کو مختلف مراحل سے گزار کر بنایا، سنوارا اور پھر ہر نوع اور ہر جنس کی تقدیر طے کر دی۔ اسی نے سبزہ پیدا کیا، پھر اُسے رفتہ رفتہ گہرا سبز اور پھر بالکل ہی سیاہ کوڑا کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ کو نصیحت کی گئی کہ آپ صبر کریں اور جلدی نہ کریں۔ عنقریب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو بھی پورا قرآن پڑھوادے گا اور آپ ﷺ اُسے نہیں بھولیں گے سوائے اُس کے جو اللہ تعالیٰ خود ہی منسوخ کر دے۔ وہ ہر ظاہر و پوشیدہ شے سے واقف و باخبر ہے۔ آپ ﷺ پر جو مشکلات گزر رہی ہیں وہ انہیں بھی جانتا ہے۔ عنقریب وہ آپ ﷺ کی مشکلات کو بھی آسان کر دے گا اور آپ ﷺ کے لیے کامیابیوں کے راستے کھول دے گا۔

آیات ۹ تا ۱۳

یاد دہانی کرانے کا حکم

پس اے نبی! یاد دہانی کراتے رہیے	فَذَكِّرْ
اگر فائدہ دے یاد دہانی کرانا۔	إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَى ط
جلد ہی نصیحت حاصل کر لے گا وہ جو ڈرتا ہے۔	سَيَذَكَّرُهُ مَنِ يَخْشَى ١٠
اور دور رہے گا اس سے وہ جو بڑا بد نصیب ہے۔	وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ١١
وہ جو داخل ہو گا سب سے بڑی آگ میں۔	الَّذِي يَصِلَى النَّارَ الْكُبْرَى ١٢

ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۝۱۳

پھر وہ نہ مرے گا اس میں اور نہ زندہ رہے گا۔

نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں کو مسلسل یاد دہانی کراتے رہیں۔ جس شخص کے دل میں بھی خوفِ خدا ہو وہ یاد دہانی سے اپنی اصلاح کر لیتا ہے۔ البتہ بڑا ہی بد بخت ہے وہ بد نصیب جو یاد دہانی سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ ایسے لوگ ایک بڑی آگ کا ایندھن بنیں گے۔ اس آگ میں ایسی بری حالت میں ہوں گے کہ نہ مر سکیں گے کہ عذاب سے بچ جائیں نہ ہی ایسے زندوں میں شمار ہوں گے جو جینے کا لطف اٹھا سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بد بختی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۲ تا ۱۹

ابدی کامیابی کسے ملے گی؟

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ ۝۱۴	یقیناً کامیاب ہو گیا وہ جو پاک ہو گیا۔
وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ۝۱۵	اور ذکر کرتا رہا اپنے رب کے نام کا پھر پڑھتا رہا نماز۔
بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝۱۶	بلکہ تم لوگ ترجیح دیتے ہو دنیا کی زندگی کو۔
وَالْآخِرَةَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝۱۷	حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔
إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۝۱۸	بے شک یہ بات یقیناً پہلے صحیفوں میں ہے۔
صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ۝۱۹	ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

آخرت میں ابدی کامیابی اُسے ملے گی جس نے اپنے نفس کو دنیا کی محبت سے پاک کیا اور اُسے اللہ تعالیٰ کی محبت اور آخرت کی فکر سے معمور کر دیا۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا اور نمازیں ادا کرتا رہا۔ بغیر نفس کی پاکیزگی کے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کی ادائیگی کے روحانی اثرات حاصل نہیں ہوتے۔ بقول اقبال ے

جو میں سر بسجود ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا

تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

المیہ یہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت آخرت کی فکر اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے بجائے دنیا کی عارضی اور گھٹیا لذتوں کو ترجیح دیتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آخرت کی نعمتیں بہت ہی اعلیٰ اور دائمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت تمام سابقہ صحیفوں میں بھی بیان کی تھی۔ خاص طور پر سیدنا ابراہیمؑ اور سیدنا موسیٰؑ کے صحیفوں میں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس حقیقت پر یقین کرنے اور اس کے مطابق اپنی محبت اور آخرت کی کامیابی کو ترجیح دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورة الغاشية

توحید اور آخرت کی یاد دہانی

اس سورہ مبارکہ میں توحید اور آخرت کی یاد دہانی بڑے مؤثر اسلوب میں کرائی گئی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۷ گناہگاروں کا برا انجام
- آیات ۸ تا ۱۶ نیکوکاروں کا حسین انجام
- آیات ۱۷ تا ۲۶ اللہ تعالیٰ کی قدرت و جلال کی یاد دہانی

آیات ۱ تا ۷

گناہگاروں کا برا انجام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے نبی! کیا آگئی آپ کے پاس خبر چھا جانے والی کی۔	هَلْ اَتٰتَكَ حٰدِیْثُ الْغَاشِیَةِ ۱
کئی چہرے اُس دن (ذلت کے مارے) جھک جانے والے ہوں گے۔	وَجُوْهُ یَوْمَیْمٍ خَاشِعَةٌ ۲
محنت کرنے والے، تھک جانے والے۔	عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۳
داخل ہوں گے تیز گرم آگ میں۔	تَصْلٰی نَارًا حَامِیَةً ۴
انھیں پلایا جائے گا کھولتے ہوئے چشمے سے۔	تُسْقٰی مِنْ عَیْنٍ اَنْبِیَّةٍ ۵
نہیں ہوگا ان کے لیے کھانا مگر کانٹے والے درخت سے۔	لَیْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِیْعٍ ۶

جُونہ موٹا کرے گا	لَا يُسِينُ
اور نہ کام آئے گا بھوک مٹانے میں۔	وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ ٤٠

روزِ قیامت گناہگاروں کے چہرے شرم اور ذلت کے مارے جھکے ہوئے ہوں گے۔ دنیا کی عارضی لذتوں کے حصول کے لیے کی گئی محنت کی وجہ سے مشقت اور تھکان کے آثار اُن کے چہروں پر نمایاں ہوں گے۔ پھر یہ بدنصیب چہرے جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔ وہاں اُن کا مشروب کھولتا ہوا پانی اور غذا کانٹے دار جھاڑی ہوگی۔ ایسی غذا جو گلے میں اٹک جائے گی لہذا نہ بھوک مٹائے گی اور نہ تقویت دے گی۔ اللہ تعالیٰ اس انجامِ بد سے ہمیں محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۸ تا ۱۶

نیکیو کاروں کا حسین انجام

کئی چہرے اُس دن رونق والے ہوں گے۔	وَجُوهٌ يُّومِئِذٍ نَّاعِبَةٌ ٨
اپنی کوشش پر خوش ہوں گے۔	لِسَعِيهَا رَاضِيَةٌ ٩
بلند جنت میں ہوں گے۔	فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ١٠
نہ سنیں گے اُس میں کوئی بے مقصد بات۔	لَا تَسْمَعُ فِيهَا لِغِيَّةٍ ١١
اُس میں ایک بہتا ہوا چشمہ ہے۔	فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ١٢
اُس میں اونچے اونچے تخت ہیں۔	فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ١٣
اور چنے ہوئے پیالے ہیں۔	وَأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ١٤
اور قطاروں میں لگے گاؤتیکے ہیں۔	وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ١٥
اور بچھائے ہوئے قیمتی قالین ہیں۔	وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ١٦

وقف لازم

روزِ قیامت نیک لوگوں کے چہرے نعمتوں کے آثار کی وجہ سے روشن اور دکھتے ہوئے ہوں گے۔ وہ دنیا میں کی گئی اپنی محنتوں پر مطمئن اور خوش ہوں گے۔ بقول حافظ شیرازی ۔

حاصلِ عمر نثارِ رہِ یارے کردم

شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

”میں نے اپنی زندگی کا کل سرمایہ محبوب کی راہ میں نچھاور کر دیا۔ میں خوش ہوں اپنی بیتی ہوئی زندگی سے کہ میں نے وہی کیا جو مجھے کرنا چاہیے تھا۔“

ان خوش نصیبوں کو انعام کے طور پر اونچا باغ رہائش کے لیے عطا کیا جائے گا۔ اُس باغ میں وہ کوئی بے مقصد اور غیر شائستہ بات نہ سنیں گے۔ وہاں خوش ذائقہ مشروب کا چشمہ رواں ہوگا۔ اونچے اونچے تخت بچھے ہوئے ہوں گے اور عمدہ کھانے چنے ہوئے ہوں گے۔ قالین بچھے ہوئے ہوں گے اور اُن پر ٹیک لگانے کے لیے جا بجا تکیے سجے ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۶ تا ۲۷

اللہ تعالیٰ کی قدرت و جلال کی یاد دہانی

تو میرا وہ نہیں دیکھتے اونٹوں کی طرف کہ وہ کیسے پیدا کیے گئے۔	أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿۲۶﴾
اور آسمان کی طرف کہ وہ کیسے بلند کیا گیا۔	وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾
اور پہاڑوں کی طرف کہ وہ کیسے نصب کیے گئے۔	وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿۱۹﴾
اور زمین کی طرف کہ وہ کیسے بچھادی گئی۔	وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾
پس اے نبی! یاد دہانی کراتے رہیے	فَذَكِّرْ قَف
بے شک آپ صرف یاد دہانی کرانے والے ہیں۔	إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾

نہیں ہیں آپ ان پر نگران۔	لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيِّرٍ ۝۲۱
مگر جس نے رخ پھیرا اور کفر کیا۔	إِلَّا مَنْ تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ۝۲۲
تو عذاب دے گا اُسے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عذاب۔	فِيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ۝۲۳
بے شک ہماری طرف اُن کا لوٹ کر آنا ہے۔	إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ۝۲۴
پھر بے شک ہمارے ذمے ہے اُن سے حساب لینا۔	ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝۲۵

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے حسبِ ذیل مظاہر سے اُس کی معرفت کی یاد دہانی کرائی گئی ہے :

i. اونٹ جسے اللہ تعالیٰ نے صحرا کے سفر کے حوالے سے کتنا موزوں بنایا ہے۔

ii. آسمان جسے اللہ تعالیٰ نے کیسی بلندی تک اٹھایا ہے۔

iii. پہاڑ جسے اللہ تعالیٰ نے کیسے مضبوطی سے زمین میں جمادیا ہے۔

iv. زمین جسے اللہ تعالیٰ نے کس ہمواری سے بچھا دیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ مظاہر قدرت پر غور کی دعوت دے کر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کی یاد دہانی کراتے رہیں۔ آپ ﷺ کی ذمے داری صرف یاد دہانی کرنا ہی ہے۔ جسے معرفت الہی حاصل ہوگئی وہ خوش نصیب ہے۔ جن بد نصیبوں نے یاد دہانی سے رخ پھیر لیا اور اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرتوں کا انکار کیا تو وہ انھیں بہت بڑے عذاب سے دوچار کرے گا۔ انھیں بالآخر اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہونا ہے اور پھر اُسی نے اُن سے حساب لینا ہے۔

اللَّهُمَّ حَاسِبْنَا حِسَابًا يَسِيرًا

”اے اللہ تعالیٰ! ہمارا حساب کرنا، آسان حساب“۔ آمین!

سورۃ الفجر

دنیا پرستوں کی شدید مذمت کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں ایسے کردار کی شدید مذمت کی گئی ہے جس کا مطلوب و مقصود صرف اور صرف دنیا ہی کی عارضی اور گھٹیا لذتیں، سہولیات اور آسائشیں ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۵ روحانی فیوض و برکات عطا کیے جانے کے اوقات
- آیات ۶ تا ۲۶ دنیا پرستوں کی شدید مذمت
- آیات ۲۷ تا ۳۰ خدا پرستی کا عظیم بدلہ

آیات ۱ تا ۵

روحانی فیوض و برکات عطا کیے جانے کے اوقات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالْفَجْرِ ۱	قسم ہے فجر کی۔
وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ ۲	اور دس راتوں کی۔ (ذی الحجہ کی ابتدائی اس راتوں کی)
وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۳	اور جفت اور طاق کی۔ (ذی الحجہ کی نویں تاریخ)
وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ ۴	اور رات کی جب وہ جانے لگے۔
هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرِ ۵	کیا ہے اس میں کوئی قسم عقل رکھنے والے کے لیے؟

ان آیات میں چار ایسے اوقات کا بیان ہے جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے روحانی فیوض و برکات عام ہوتے ہیں اور تھوڑی سی عبادت کا کثیر ثواب حاصل ہوتا ہے :

i. فجر کا وقت کہ جس میں قرآن کریم کی تلاوت کئی فیوض و برکات کے حصول کا ذریعہ بنتی ہے :

وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ الْفَجْرَ كَانَ مَشْهُودًا (بنی اسرائیل آیت ۷۸)

”اور (اے نبی ﷺ!) اہتمام کیجیے فجر کے وقت قرآن پڑھنے کا۔ بلاشبہ فجر کے قرآن پڑھنے کا وقت حضور کی کا وقت ہوتا ہے۔“

ii. ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتیں کہ جن میں عبادات کا ثواب کئی گنا بڑھا کر دیا جاتا ہے۔

iii. رمضان کا آخری عشرہ جس کی طاق راتوں میں سے ایک رات شب قدر ہے۔

iv. رات کا آخری پہر جس کے بارے میں روایت ہے کہ اس وقت سماء دنیا پر اللہ تعالیٰ کی خاص تجلیات کا ظہور ہوتا ہے اور اللہ

تعالیٰ پکارتا ہے : هَلْ مِنْ سَائِلٍ يُعْطَى هَلْ مِنْ دَاعٍ يُسْتَجَابُ لَهُ هَلْ مِنْ مُسْتَعْفِرٍ يُعْفَرُ لَهُ (صحیح مسلم)

”ہے کوئی مانگنے والا کہ اُس کو عطا کیا جائے؟ ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اُس کی دعا پوری کی جائے؟ ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا کہ اُس کو بخش دیا جائے؟“

اللہ تعالیٰ ہمیں ان اوقات میں اپنی ذاتِ مبارکہ سے لو لگانے اور زیادہ سے زیادہ ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶ تا ۱۴

دنیا پرست قوموں کی تباہی

اے نبی! کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ کس طرح کیا آپ کے رب نے عاد کے ساتھ؟	أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۖ
یعنی ارم کے ساتھ جو ستونوں والا (شہر) تھا۔	إِذْ أَمَرْنَا ذَاتَ الْعِبَادِ ۖ
وہ (قوم) کہ نہیں پیدا کیا گیا کوئی اُس جیسا شہروں میں۔	الَّتِي لَمْ يَخْلُقْ مِثْلَهَا فِي الْبِلَادِ ۖ
اور (کس طرح کیا) ثمود کے ساتھ جنھوں نے	وَتَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۖ

تراشا چٹانوں کو وادیوں میں۔	
اور (کس طرح کیا) فرعون کے ساتھ جو میخوں والا تھا۔	وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ۝۱۱
وہ لوگ جو حد سے گزر گئے شہروں میں۔	الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝۱۲
پس انھوں نے بہت پھیلا یا اُن میں فساد۔	فَاكْتَرُوا فِيهَا الْفُسَادَ ۝۱۳
تو برسیا اُن پر آپ ﷺ کے رب نے عذاب کا کوڑا۔	فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝۱۴
بے شک آپ کا رب یقیناً نظر رکھے ہوئے ہے (سرکشوں پر)۔	إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمُرْصَادِ ۝۱۵

یہ آیات تین دنیا پرست قوموں کی تباہی کی داستان بیان کر رہی ہیں :

i. بے مثال قوت رکھنے والی قوم عاد کہ جس نے ارم کے نام سے جنت بنائی جس میں اونچے اونچے ستونوں والے محلات تھے۔

ii. قوم ثمود کہ جس نے غالباً پہلی بار چٹانوں کو تراش تراش کر کشادہ گھر بنائے۔

iii. فرعون کہ جس نے زمین پر میخوں کی طرح گڑے ہوئے اہرام مصر تعمیر کیے۔

ان تینوں قوموں نے سرکشی کی اور شہروں کو فتنہ و فساد سے بھر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر شدید عذاب کا کوڑا برسیا اور انھیں برباد کر کے عبرت کا نشان بنا دیا۔ جو لوگ آج زمین میں فتنہ و فساد پھیلا رہے ہیں جان لیں کہ اللہ تعالیٰ اُن پر نگاہ رکھے ہوئے ہے۔ باز نہ آئے تو اچانک اُس کے عذاب کا شکار ہو جائیں گے۔

آیات ۱۵ تا ۱۶

آزمائش و امتحان کی دو صورتیں

پس وہ جو ہے انسان کہ جب کبھی بھی آزماتا ہے اُسے اُس کا رب	فَأَمَّا الْإِنْسَانَ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ
--	--

فَاكْرَمَهُ	پھر عزت بخشا ہے اُسے
وَنَعَّمَهُ	اور نعمت دیتا ہے اُسے
فَيَقُولُ رَبِّيَّ اَكْرَمَنِي	تو وہ کہتا ہے میرے رب نے عزت بخشی ہے مجھے۔
وَاَمَّا اِذَا مَا ابْتَلَاهُ	اور وہ جو ہے کہ جب کبھی بھی اُس کا رب آزماتا ہے اُسے
فَقَدَّرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ	پھر تنگ کر دیتا ہے اُس پر اُس کا رزق
فَيَقُولُ رَبِّيَّ اَهَانَنِي	تو وہ کہتا ہے میرے رب نے ذلیل کر دیا مجھے۔

اللہ تعالیٰ انسان کی آزمائش دو صورتوں سے کرتا ہے۔ کبھی نعمتوں کی فراوانی کر کے شکر کا امتحان لیتا ہے اور کبھی رزق کی تنگی کر کے یا نعمتیں چھین کر صبر کا امتحان لیتا ہے۔ دنیا پرست انسان نعمتوں کی فراوانی کو اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی علامت اور باعث عزت سمجھتا ہے۔ نعمتوں کے زوال کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا نتیجہ اور اپنے لیے باعث ذلت سمجھتا ہے۔ حقیقت میں نہ وہ عزت ہے اور نہ یہ ذلت۔ یہ دونوں صورتیں آزمائش کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نعمتوں پر شکر اور اگر کوئی مشکل آہی جائے تو اُس پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! حدیث مبارکہ ہے:

عَجَبًا لِمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرًا كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِدُؤْمِنٍ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءٌ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهِ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَاءٌ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهِ (مسلم)

”مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اُس کے ہر معاملے میں خیر ہے اور یہ چیز مومن کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں، اگر اُسے نعمت ملے وہ شکر کرتا ہے تو یہ اُس کے لیے بہتر ہے اور اگر اُسے تکلیف پہنچے وہ صبر کرتا ہے تو یہ اُس کے لیے بہتر ہے۔“

آیات ۲۰ تا ۲۷

دنیا پرستوں کی روش

كَلَّا بَلْ لَّا تَكْرُمُونَ الْيَتِيمَ	ہر گز نہیں! بلکہ تم عزت نہیں کرتے یتیم کی۔
---	--

اور نہ تم آپس میں ترغیب دیتے ہو مسکین کو کھانا کھلانے کی۔	وَلَا تَحْضُونَهُ عَلَىٰ طَعَامِ الْمَسْكِينِ ﴿۱۸﴾
اور کھا جاتے ہو وراثت کا مال بالکل ہی سمیٹ کر۔	وَتَأْكُلُونَ التَّرَاثَ أَكْلًا لَّبًّا ﴿۱۹﴾
اور محبت کرتے ہو مال سے خوب جی بھر کر۔	وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَبًّا ﴿۲۰﴾

دنیا پرست مالداروں کی عزت کرتے ہیں لیکن یتیموں کو کسی خاطر میں نہیں لاتے۔ اُن کے نزدیک باعزت ہونے اور کسی کی عزت کرنے کا معیار صرف دولت ہے۔ وہ مالداروں کے لیے پر تکلف ضیافتوں کا اہتمام کرتے ہیں لیکن غرباء و مساکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے۔ دوسرے وارثوں کو محروم کر کے وراثت کے سارے مال پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ مال و دولت سے خوب محبت کرتے ہیں۔ حلال و حرام کی تمیز کیے بغیر مال جمع کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس گھٹیا روش سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۱ تا ۲۶

دنیا اور دنیا پرستی کا انجام

ہر گز نہیں! جب ہموار کر دی جائے گی زمین کوٹ کوٹ کر۔	كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾
اور اے نبی! آئے گا آپ کا رب اور فرشتے بھی صف در صف۔	وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾
اور لائی جائے گی اُس دن جہنم	وَجَاءَتْ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ﴿۲۳﴾
اُس دن سمجھ جائے گا انسان	يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ ﴿۲۴﴾
اور کہاں فائدہ دے گا اُسے اب سمجھنا۔	وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرَىٰ ﴿۲۵﴾

کہے گا اے کاش! میں نے آگے بھیجا ہوتا اپنی زندگی کے لیے۔	يَقُولُ يَلَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي ﴿٢٣﴾
پھر اس دن اللہ کے برابر کوئی عذاب دینے والا نہیں ہوگا۔	فِيَوْمٍ مِّذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابُهُ أَحَدًا ﴿٢٤﴾
اور نہیں جکڑے گا اللہ تعالیٰ کے جکڑنے جیسا کوئی ایک بھی۔	وَأَلَّا يُوثِقَ وَثَاقَهُ أَحَدًا ﴿٢٥﴾

عنقریب اللہ تعالیٰ زمین کو کوٹ کوٹ کر بالکل برابر کر دے گا۔ زمین کے ساتھ ہی اس پر موجود تمام مال و اسباب، جاندار اور آرام دہ گھر سب ہی مٹا دیے جائیں گے۔ پھر زمین پر کی گئی دنیا پرستی کا بدلہ چکانے کے لیے اللہ تعالیٰ زمین پر نزول فرمائیں گے۔ اُس کے احکامات کے نفاذ کے لیے فرشتے بھی صف در صف زمین پر اتریں گے۔ دنیا پرستوں کو سزا دینے کے لیے جہنم بھی قریب ہی لے آئی جائے گی۔ اُس روز دنیا دار انسان افسوس کرے گا کہ وہ کس دنیا کے پیچھے مرتا رہا لیکن اب اس افسوس کا کیا فائدہ؟ وہ حسرت سے کہے گا کہ اے کاش میں نے اصل زندگی یعنی آخرت کے لیے کچھ تیاری کی ہوتی۔ اُس روز اللہ تعالیٰ اُسے اس طرح جکڑے گا جس طرح کوئی اور نہیں جکڑ سکتا۔ پھر وہ اُسے ایسا عذاب دے گا جیسا عذاب کوئی اور نہیں دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا پرستی اور اُس کے برے انجام سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۷ تا ۳۰

خدا پرستی کا عظیم بدلہ

اے اطمینان پا جانے والی جان۔	يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ ﴿٢٧﴾
لوٹ آ اپنے رب کی طرف	ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ
راضی ہو کر، پسندیدہ ہو کر۔	رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾

فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿٣٦﴾

پس داخل ہو جا میرے بندوں میں۔

وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٧﴾

اور داخل ہو جا میری جنت میں۔

وہ خدا پرست انسان جس کا مطلوب و مقصود دنیا نہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول تھا، اپنی اس ترجیح پر روزِ قیامت بہت ہی مطمئن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُسے بشارت دیں گے تمہارا مقصود حاصل ہوا۔ میں تم سے راضی ہوں اور اب تمہیں وہ نعمتیں دوں گا کہ تم بھی خوش ہو جاؤ گے۔ آؤ میرے مقرب بندوں میں شامل ہو جاؤ اور میری نعمتوں بھری جنت سے خوب فیض اور لذتیں حاصل کرو۔ اے اللہ! ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم تیری ذاتِ مبارکہ کو اپنا مطلوب و مقصود بنالیں اور تیری رضا حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ آمین!

جائیں۔ آمین!

سورة البلد

اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ و خیرات کی پسندیدہ صورت کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں ایسے کردار کی مذمت کی گئی ہے جو اپنے صدقات و خیرات کا چرچا کرتا ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی راہ میں کون سا صدقہ و خیرات مطلوب ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۴ انسان کی پر مشقت زندگی کا ذکر
- آیات ۵ تا ۱۰ ناپسندیدہ صدقہ و خیرات
- آیات ۱۱ تا ۱۶ پسندیدہ صدقہ و خیرات
- آیات ۱۷ تا ۲۰ قرب الہی کے حصول کے لیے سلوک قرآنی

آیات ۱ تا ۴

انسان بڑی مشقت میں ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نہیں، میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی۔	لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ ۝
اور اے نبی! آپ حلال (سمجھ لیے گئے) ہیں اس شہر میں۔	وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ ۝
قسم ہے والد کی اور اُس کی جو اُس نے جنا۔	وَوَالِدٍ وَمَا وَكَدَ ۝
یقیناً ہم نے پیدا کیا ہے انسان کو مشقت میں۔	لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ ۝

ان آیات میں قسمیں کھا کر یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ انسان بڑی مشقت میں ہے۔ بقول شاعر۔

قید حیات و بندِ غمِ اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں؟

انسان کی مشقت ظاہر کرنے کے لیے نبی اکرم ﷺ کی مثال دی گئی جن پر شہر مکہ میں ہر طرح کے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے۔ آپ ﷺ کا اپنا فرمان ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تمام انبیاء سے زیادہ تکالیف جھیلنی پڑیں۔ پھر والدین اور اولاد کے رشتے کو انسانی تکالیف پر دلیل کے طور پر پیش کیا گیا۔ بلاشبہ اولاد کی پیدائش، پرورش اور تربیت کے لیے والدین کو سخت محنت کرنا پڑتی ہے۔ پھر ان کی معاش، مستقبل کی فکر اور شادی بیاہ کے معاملات انسان کو پریشان رکھتے ہیں۔ اگر اولاد کسی بھی اعتبار سے سکھ میں نہ ہو تو والدین کی نیند حرام ہو جاتی ہے۔ اگر خدا نخواستہ اولاد نالائق یا نافرمان ہو تو یہ دکھ انسان کے لیے ناقابل برداشت ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری مشقتوں کو آسان فرمائے اور ہر حال میں ہمیں صبر و استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵ تا ۱۰

ناپسندیدہ صدقہ و خیرات

کیا انسان سمجھتا ہے کہ ہر گز اختیار نہ رکھے گا اُس پر کوئی ایک بھی۔	اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۝۵
وہ کہتا ہے میں نے لٹا دیا ڈھیروں مال۔	يَقُولُ اَهْلَكْتُ مَا لَّا لُبَدًا ۝۶
کیا وہ سمجھتا ہے کہ نہیں دیکھا اُسے کسی نے بھی۔	اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَكَ اَحَدٌ ۝۷
کیا ہم نے نہیں بنائیں اُس کے لیے دو آنکھیں۔	اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝۸
اور زبان اور دو ہونٹ۔	وَلِسَانًا وَشَفْتَيْنِ ۝۹
اور ہم نے دکھا دیے اُسے دو واضح راستے۔	وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ۝۱۰

وقف الزام

یہ آیات ایک ایسے کردار کی شدید مذمت کر رہی ہیں جو بڑے تکبر سے دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے ڈھیروں مال صدقہ و خیرات کیا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ اُسے دیکھ نہیں رہا؟ کیا وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں نہیں اور اُس کے سامنے لاچار اور بے بس نہیں؟ پھر تکبر کرنے کا کیا جواز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تو اُس پر بے شمار احسانات کیے ہیں۔ اُسے حق کی معرفت حاصل کرنے کے لیے دو آنکھیں دی ہیں جن سے مظاہر قدرت کو دیکھ کر اپنے باطن کو ایمان و یقین سے منور کر سکتا ہے۔ زبان اور دو ہونٹ دیے ہیں جن سے حق کا اعتراف کر سکتا ہے۔ اُسے نیکی اور بدی کی راہ کا فہم دے دیا ہے۔ اُس کے لیے خیر اسی میں ہے کہ نیکی کی راہ اختیار کرے اور ہر نیکی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق اور اُس کی رضا کے حصول کے لیے انجام دے۔ نہ دکھاوا کرے اور نہ ہی نیکی پر تکبر کرے۔

آیات ۱۶ تا ۱۱

پسندیدہ صدقہ و خیرات

پس وہ داخل ہی نہ ہو ایک مشکل گھاٹی (دین کی) میں۔	فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝۱۱
اور تم کیا جانو کیا ہے وہ مشکل گھاٹی؟	وَمَا اَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝۱۲
وہ گردن چھڑانا ہے۔	فَاِنَّ رَقَبَةً لَّۤیۡۤا ۝۱۳
یا کھانا کھلانا ہے ایک ایسے دن میں جو بھوک (یعنی قحط) والا ہو۔	اَوْ اطْعَمٌۢ فِي يَوْمٍۭ ذِي مَسْغَبَةٍ ۝۱۴
ایسے یتیم کو جو قرابت دار ہو۔	يَتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝۱۵
یا ایسے مسکین کو جو (غربت کے مارے) خاک میں رُل رہا ہو۔	اَوْ مَسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝۱۶

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ صدقہ و خیرات یہ ہے کہ پورے خلوص کے ساتھ ناداروں کی مدد کی جائے۔ غلاموں، مقروضوں یا جس پر تاوان آگیا ہو اُس کی گردن آزاد کرائی جائے۔ بھوکوں کو کھانا کھلایا جائے اور خاص طور پر یہ کارِ خیر اُس وقت کیا جائے جب

خوراک کی قلت ہو۔ یتیم کی سرپرستی کی جائے بالخصوص اُس کی جو قربت دار بھی ہو۔ محتاجوں کی مدد کی جائے اور خصوصاً خاک میں رلنے والے یعنی انتہائی مفلس مسکین کو سہارا دیا جائے۔ گویا ایسے ناداروں کی مدد کی جائے جن سے دنیا میں کسی بدلے کی اُمید نہ ہو۔ اُن کی مدد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کے اجر و ثواب کے لیے کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی حیثیت و توفیق دے کہ ہم خلوص کے ساتھ ناداروں کی مدد کرتے رہیں۔ آمین!

آیات ۷ تا ۲۰

قرب الہی کے حصول کے لیے سلوکِ قرآنی

پھر وہ ہو اُن لوگوں میں سے جو ایمان لائے	ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا
اور جنہوں نے ایک دوسرے کو وصیت کی صبر کی	وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ
اور ایک دوسرے کو وصیت کی رحم کرنے کی۔	وَتَوَاصَوْا بِالرَّحْمَةِ ۝۷
یہی لوگ دائیں ہاتھ والے ہیں۔	أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۝۸
اور جن لوگوں نے انکار کیا ہماری آیات کا	وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا
وہی بائیں ہاتھ والے ہیں۔	هُمُ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ۝۹
اُن پر (ہر طرف سے) چھائی ہوگی بند کی ہوئی آگ۔	عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤَصَّدَةٌ ۝۱۰

قرب الہی کے حصول کے لیے سلوکِ قرآنی یہ ہے کہ پہلے دل کو دنیا کی محبت سے خالی کیا جائے۔ دنیا کی محبت کا سب سے بڑا مظہر ہے مال کی محبت۔ اگر مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر کے دل کی صفائی کر دی جائے تو اب اُس کی قربت حاصل ہو جاتی ہے۔ بقول خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی

اب تو آجا، اب تو خلوت ہوگئی

اب انسان کا دل ایمانی کیفیات سے منور ہوگا۔ ایسے لوگ اگر معاشرے کی اصلاح اور اخلاقی پاکیزگی کے لیے دوسروں کو بھی حق پر صبر و استقامت کے ساتھ ڈٹے رہنے اور انسانی ہمدردی کی ترغیب دیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں روزِ قیامت بہترین بدلہ یعنی جنت کی نعمتیں عطا فرمائے گا۔ اس کے برعکس جو بد نصیب قرآنِ حکیم کی واضح رہنمائی کو نظر انداز کرتے ہیں اور اس کے برعکس روش اختیار کرتے ہیں تو انہیں ایسی جہنم کے عذاب کا مزہ چکھنا ہوگا جس میں ہر طرف سے چھائی ہوئی آگ اُن پر مسلط ہوگی۔

سورة الشمس

کون کامیاب ہے اور کون ناکام؟

اس سورہ مبارکہ میں واضح کیا گیا کہ جس شخص نے روح کے تقاضوں کو جسمانی تقاضوں پر فوقیت دے کر تزکیہ نفس کر لیا وہ کامیاب ہے۔ اس کے برعکس جس نے نفسانی خواہشات کو ترجیح دیتے ہوئے روح کو خاک کی وجود میں دفن کر دیا وہ ناکام ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱۰ تا ۱۰
- آیات ۱۱ تا ۱۵

آیات ۱۰ تا ۱۰

کامیابی اور ناکامی کی وضاحت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قسم ہے سورج کی اور اُس کی دھوپ کی۔	وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ۝۱
اور چاند کی جب وہ پیچھے آئے اُس کے۔	وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَّهَا ۝۲
اور دن کی جب وہ اُسے (سورج کو) ظاہر کر دے۔	وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّهَا ۝۳
اور رات کی جب وہ اُسے (سورج اور اس کے آثار کو) ڈھانپ لے۔	وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا ۝۴
اور آسمان کی اور اُس کی جس نے بنایا اُسے۔	وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا ۝۵
اور زمین کی اور اُس کی جس نے بچھایا اُسے۔	وَالْأَرْضِ وَمَا طَرَاهَا ۝۶
اور نفس کی اور اُس کی جس نے درست کیا اُسے۔	وَالنَّفْسِ وَمَا سَوَّاهَا ۝۷

پھر اُس کے دل میں ڈال دی اُس کی نافرمانی اور اُس کی پرہیزگاری (کی پہچان)۔	فَالههَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۝۱۰
یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جس نے پاک کر لیا اُس (نفس) کو۔	قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ۝۱۱
اور یقیناً وہ ناکام ہو گیا جس نے خاک میں دبا دیا اُسے۔	وَكَذَّابٌ مَنْ دَسَّاهَا ۝۱۲

ان آیات میں متضاد مظاہر قدرت کو گواہ بنا کر واضح کیا گیا ہے کہ انسان کو دو متضاد میلانات کا شعور دے دیا گیا ہے۔ سورج اور چاند، دن اور رات اور آسمان و زمین کی قسم کھا کر کہا گیا کہ انسانی وجود کو سنوارا گیا اور اس میں بدی اور نیکی کا شعور رکھ دیا گیا۔ یہ شعور دراصل اُس روحِ ربانی کی وجہ سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں پھونک دی ہے۔ اس روح میں اللہ تعالیٰ کی قربت کی ایک تڑپ ہے جس کے لیے اُسے نیکی کی طرف رغبت اور برائی سے نفرت ہے۔ اس کے برعکس انسان کا نفس تو آمّارۃ بالسوء کے مصداق برائی کی طرف جانے کی خواہش رکھتا ہے۔ اب اگر روح کے تقاضے سامنے رہیں تو یہی نفس ”نفسِ لواہمہ“ یعنی ضمیر بن کر انسان کو نیکی پر خوش اور برائی پر پشیمان کرتا ہے۔ رفتہ رفتہ انسان کا نفس برائی سے پاک ہو کر تزکیہ نفس کی منزل پاتا ہے اور ”نفسِ مطمئنہ“ بن جاتا ہے۔ اس سعادت کو حاصل کرنے والے کامیاب ہیں۔ اس کے برعکس جو بدنصیب نفس کی خواہشات کو روح کے تقاضوں پر ترجیح دیتے ہیں اور روح کو خاکی وجود میں دبا کر قید کر دیتے ہیں، وہ لوگ ناکام و نامراد ہو جاتے ہیں۔ آئیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا وَزَكَّاهَا اَنْتَ خَيْرٌ مِّنْ زَكَّاهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا (مسلم)

”اے اللہ! عطا فرما میرے نفس کو اُس کی پرہیزگاری اور پاک کر دے اسے تو ہی بہتر ہے جو پاک کرے اسے۔ تو ہی اس کا

سرپرست اور مولیٰ ہے۔“

آیات ۱۱ تا ۱۵

ناکام قوم کی عبرت ناک مثال

جھٹلایا ثمود نے اپنی سرکشی کی وجہ سے۔	كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا ۝۱۱
جب اٹھان کاسب سے بڑا بد بخت۔	إِذِ انْتَبَعَتْ أَشْقَاهَا ۝۱۲
تو کہا ان سے اللہ تعالیٰ کے رسول نے	فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ
(خیال رکھنا) اللہ تعالیٰ کی اونٹنی کا اور اس کے پینے کی باری کا۔	نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا ۝۱۳
تو انھوں نے جھٹلادیا رسول کو، پھر انھوں نے ٹانگیں کاٹ دیں اونٹنی کی	فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا ۝۱۴
پس ہلاکت نازل کی ان پر ان کے رب نے ان کے گناہ کی وجہ سے	فَدَامَ دَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذُنُوبِهِمْ
سو برابر کر دیا اس قوم کو۔	فَسَوَّلَهَا ۝۱۵
اور وہ نہیں ڈرتا اس کے پیچھے کسی بدلے سے۔	وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا ۝۱۶

انسانی وجود میں جس طرح ضمیر انسان کی اصلاح کرتا ہے، اسی طرح کسی قوم کا ضمیر ایسا نیک انسان ہوتا ہے جو دعوت و تبلیغ کے ذریعے لوگوں کو نیکی کی ترغیب اور بدی سے بچنے کی تلقین کرتا ہے۔ قوم ثمود کے لیے ضمیر کا کردار سیدنا صالح عَلَيْهِ السَّلَام نے انجام دیا۔ بد بخت قوم نے سرکشی اختیار کی اور ان کی دعوت کو جھٹلادیا۔ اللہ تعالیٰ کی نشانی کے طور پر ایک زندہ اونٹنی پہاڑ سے برآمد ہو کر ان کے سامنے آئی۔ انھوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا۔ اس جرم کی سزا دینے کے لیے اللہ تعالیٰ ان پر غضبناک ہوا اور انھیں سخت عذاب دے کر برابر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ایسی مقتدر ہستی ہے کہ اُسے کسی قوم کی طرف سے انتقام یا بدلہ لینے کا کوئی اندیشہ نہیں۔

سورة اللیل

پسندیدہ اور ناپسندیدہ کرداروں کا بیان

یہ سورہ مبارکہ رہنمائی ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کون سا کردار مطلوب اور پسندیدہ ہے اور کس کردار کو وہ ناپسند فرماتا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

• آیات ۱ تا ۱۱

پسندیدہ اور ناپسندیدہ کردار

• آیات ۱۲ تا ۲۱

پسندیدہ اور ناپسندیدہ کرداروں کا انجام

آیات ۱ تا ۴

انسانوں کے کردار جدا جدا ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے۔	وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ ۝۱
اور دن کی جب وہ روشن ہو۔	وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ ۝۲
اور اُس کی جو اُس نے پیدا کیے مند کر اور مؤنث۔	وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۝۳
بے شک تمہاری کوششیں یقیناً مختلف ہیں۔	إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ ۝۴

ان آیات میں مثال دی گئی کہ چھا جانے والی تاریک رات، نمایاں ہو جانے والے روشن دن سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ اسی طرح مذکر اپنی ساخت اور میلانات کے اعتبار سے مقابل جنس یعنی مؤنث کی ضد ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح انسانوں کے کردار اور محنتوں کا رخ بھی مختلف ہوتا ہے۔ ایک کردار اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور اُس کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ دوسرا کردار اللہ تعالیٰ کو

ناپسند ہے اور اُسے ناراض کرنے کا سبب بنتا ہے۔ اگلی آیات میں ان دونوں کرداروں کی وضاحت بیان ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ کردار اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اُسے پسند ہے۔ آمین!

آیات ۵ تا ۷

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں پسندیدہ کردار

پس وہ کہ جس نے دیا (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) اور پرہیزگاری اختیار کی۔	فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ۝
اور اُس نے تصدیق کی سب سے اچھی بات کی۔	وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ۝
تو ہم سہولت دیں گے اُسے آسان راستے کے لیے۔	فَسَنِّيَسِّرُهُ لِّلْيُسْرَىٰ ۝

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں پسندیدہ کردار اُس انسان کا ہے جو :

- i. اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اُس کی راہ میں مال خرچ کر کے دنیا کی محبت کو دل سے نکالے۔
- ii. ہر وقت محتاط رہے اور ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچ کر تقویٰ کی زندگی بسر کرے۔
- iii. حق کی دعوت کی تصدیق کرے اور تن، من، دھن سے اُس کا ساتھ دے۔

اس کردار کے حامل سعادت مندوں کے لیے اللہ تعالیٰ سب سے بڑی آسانی یعنی جنت کی راہ آسان فرمادے گا۔ یہ وہ راہ ہے جو انسان کی فطرت کے عین مطابق ہے اور اس میں انسان کو اپنے ضمیر سے لڑنا نہیں پڑتا۔ سعادت مند اس راہ میں بڑی بڑی قربانیاں دیں گے اور اُن کے لیے ایسا کرنا آسان بنا دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا ہی کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۸ تا ۱۱

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ناپسندیدہ کردار

اور وہ کہ جس نے بخل کیا اور بے پرواہی اختیار کی۔	وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ ۙ
اور اُس نے جھٹلایا سب سے اچھی بات کو۔	وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ ۙ
تو ہم سہولت دیں گے اُسے مشکل راستے کے لیے۔	فَسَنِّيئِرُهُ لِّلْعُسْرَىٰ ۙ
اور کام نہ آئے گا اُس کے اُس کامال جب وہ گڑھے میں گرے گا۔	وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّىٰ ۙ

اللہ تعالیٰ ایسے کردار کو ناپسند کرتا ہے جس میں انسان:

i. اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال دینے کے حوالے سے بخل کرے۔

ii. تقویٰ کے بجائے غفلت کی روش اختیار کرے اور جائز و ناجائز کی پرواہ نہ کرے۔

iii. حق کی دعوت کو جھٹلائے اور اُس کی مخالفت کرے۔

ایسے کردار کے حامل بد نصیب انسان کے لیے اللہ تعالیٰ سب سے بڑی مشکل یعنی جہنم کی راہ آسان کر دیتا ہے۔ اُسے سرکشی اور نافرمانی کے لیے ڈھیل دے دی جاتی ہے اور وہ اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کر کے جہنم کی طرف رُخ کر لیتا ہے۔ جب وہ قبر میں ڈالا جائے گا تو اُس کا حرام خوریوں اور بخل کے ذریعے جمع کیا ہوا مال اُس کے کچھ کام نہ آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسی روش سے ہمیں محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۲ تا ۱۶

ناپسندیدہ کردار کا انجام

بے شک ہمارے ہی ذمے ہے رہنمائی کرنا۔	إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَىٰ ۙ
-------------------------------------	------------------------------

اور بے شک ہمارے ہی اختیار میں یقیناً آخرت اور دنیا ہے۔	وَإِنَّ كُنَّا لِلْآخِرَةِ وَالْأُولَىٰ ۝۱۳
پس میں نے خبردار کر دیا ہے تمہیں ایک ایسی آگ سے جو بھڑک رہی ہے۔	فَأَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّىٰ ۝۱۴
نہیں داخل ہوگا اُس میں سوائے انتہائی بد بخت کے۔	لَا يَصْلُهَا إِلَّا الْأَشْقَىٰ ۝۱۵
جس نے جھٹلایا اور رخ پھیر لیا۔	الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝۱۶

اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے۔ اُس نے بندوں پر بڑا فضل کرتے ہوئے اُنہیں اچھے اور برے کردار کی روش اور انجام سے آگاہ فرمادیا ہے۔ اُس کی تعلیمات کو جھٹلانا اور اُن سے رخ پھیر لینا برا کردار ہے۔ ایسا کردار رکھنے والا بد نصیب انسان انتہائی بد بخت ہے کیونکہ وہ جہنم کی دہکتی اور بھڑکتی ہوئی آگ میں شدید عذاب سے دوچار ہوگا۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہمارا دنیا و آخرت کا انجام ہے۔ برا کردار اختیار کر کے ہم جہنم کے مستحق تو ہو جائیں گے لیکن دنیا میں بھی ہر خواہش پوری نہ کر سکیں گے۔ لہذا بہتری اسی میں ہے کہ دنیا میں نفسانی خواہشات کی پیروی کی بجائے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کی جائے۔

آیات ۱۷ تا ۲۱

پسندیدہ کردار کا انجام

اور دور رکھا جائے گا اُس سے وہ جو بڑا پرہیزگار ہے۔	وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَىٰ ۝۱۷
جو دیتا ہے اپنا مال تاکہ پاک ہو جائے۔	الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ۝۱۸
حالانکہ نہیں ہے کسی کا اُس کے ہاں کوئی احسان کہ جس کا بدلہ دیا جائے۔	وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَىٰ ۝۱۹
مگر حاصل کرنے کے لیے اپنے اُس رب کی رضا جو سب سے بلند ہے۔	إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ ۝۲۰

وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ﴿١٠﴾

اور یقیناً عنقریب وہ راضی ہو جائے گا۔

جہنم کی دہکتی و بھڑکتی آگ سے ہر وہ شخص محفوظ رہے گا جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو مطلوب و مقصود بنا لے۔ اُس کی رضا کے حصول کے لیے مال خرچ کرے اور دل کو دنیا کی محبت سے پاک کر کے نفس کی پاکیزگی حاصل کرے۔ اُس کا انفاقِ مال اس لیے نہ ہو کہ وہ کسی کے احسان کا بدلہ چکارہ ہے بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے ہو۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اُسے ایسے انعامات دے گا کہ وہ خوش ہو جائے گا۔ بقول امام رازی یہ کردار سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورة الضحیٰ

ما یوسی دور کرنے کا نسخہ

اس سورہ طیبہ میں اللہ تعالیٰ نے رہنمائی کی ہے کہ جب انسان پر مایوسی کا غلبہ ہو تو وہ ان نعمتوں کو یاد کرے جو اللہ تعالیٰ نے اُس پر کی ہیں۔ ان نعمتوں کی یاد سے شکر کے آنسو نکلیں گے جو مایوسی کو بہا کر لے جائیں گے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۵ تا ۵۱ نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی
- آیات ۶ تا ۸ نبی اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی عنایات
- آیات ۹ تا ۱۱ عنایات پر شکر

آیات ۱ تا ۵

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالضُّحَىٰ ۱	قسم ہے دھوپ چڑھنے کے وقت کی۔
وَاللَّیْلِ إِذَا سَجَىٰ ۲	اور رات کی جب وہ چھا جائے۔
مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ۳	اے نبی! نہ چھوڑا آپ کو آپ کے رب نے اور نہ وہ ناراض ہوا۔
وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ ۴	اور یقیناً ہر آنے والی حالت بہتر ہے آپ کے لیے پہلی سے۔
وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۵	اور عنقریب عطا فرمائے گا آپ کو آپ کا رب تو آپ

راضی ہو جائیں گے۔

ایک بار نزولِ وحی میں طویل وقفہ ہوا تو ابو لہب کی بیوی اُم جمیل نے آپ ﷺ کو طعنہ دیا کہ معاذ اللہ تمہارا جن تم سے ناراض ہو گیا ہے اور اب تم پر کوئی کلام القاء نہیں کر رہا ہے۔ اُس بد بخت کی گستاخی اور نزولِ وحی میں تاخیر سے آپ ﷺ پر مایوسی سی طاری ہونے لگی۔ آپ کو گمان سا ہونے لگا کہ کہیں اللہ مجھ سے ناراض تو نہیں ہو گیا! ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی دلجوئی فرمائی۔ جس طرح دن اور رات مختلف ہونے کے باوجود افادیت رکھتے ہیں، اسی طرح وحی کا نزول اور کبھی اس میں وقفے کی بھی حکمت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ سے ہر گز ناراض نہیں ہوا اور نہ ہی اُس نے اپنے حبیب ﷺ کو چھوڑ دیا ہے۔ وہ تو آپ ﷺ کے درجات مسلسل بلند فرما رہا ہے۔ ہر اگلی حالت آپ کے لیے پچھلی حالت سے بہتر ہے۔ دنیا میں آپ کو بے مثال کامیابیاں اور کامرانیاں نصیب ہوں گی لیکن آخرت آپ ﷺ کے لیے دنیا سے بھی بہتر ہوگی۔ عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا اور آخرت میں وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

آیات ۶ تا ۸

نبی کریم پر اللہ تعالیٰ کی عنایات

اے نبی! کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں پایا آپ کو یتیم تو ٹھکانہ دیا۔	اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوَىٰ ۝۶
اور اُس نے پایا آپ کو حق تلاش کرنے والا تو ہدایت دے دی	وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى ۝۷
اور اُس نے پایا آپ کو تنگ دست تو غنی کر دیا۔	وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰى ۝۸

مایوسی کی کیفیت میں اللہ تعالیٰ کی عنایات کا تصور انسان کو تسکین دیتا ہے اور مایوسی کو دور کر دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ یتیم تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کے دادا اور چچا کے ذریعے آپ کو سہارا اور ٹھکانہ عطا کر دیا۔ آپ ﷺ حق کی تلاش میں بے چین ہو کر غارِ حرا کی تنہائیوں میں غور و فکر کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مبین کے نزول کے ذریعے آپ ﷺ کو ہدایت دے دی۔

آپ ﷺ تنگدست تھے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اعانت کے ذریعے آپ کو مال دیا اور غم روزگار سے فارغ کر دیا۔

آیات ۹ تا ۱۱

اللہ تعالیٰ کی عنایات کا شکر

پس اے نبی! اب جو یتیم ہے تو (اُس پر) سختی نہ کیجیے۔	فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۙ
اور جو سائل ہے تو (اُسے) مت جھڑکیے۔	وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۙ
اور وہ جو آپ کے رب کی نعمت ہے تو (اُسے) بیان کیجیے۔	وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۙ

ان آیات میں نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی عنایات پر شکر ادا کرنے کا طریقہ سکھایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حالت یتیمی میں دستگیری کی لہذا آپ ﷺ بھی کبھی کسی یتیم کو نہ دبائیں۔ آپ ﷺ حق جاننے کے سوالی تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت دے دی لہذا آپ بھی کسی سوال کرنے والے یا مانگنے والے کو نہ جھڑکیں۔ آپ ﷺ کی تنگدستی کو اللہ تعالیٰ نے دور فرما دیا اب آپ اُس کی عطا ہونے والی نعمتوں کا تذکرہ کر کے شکر باللسان کی سعادت حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان ہدایات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورة الانشراح

نبی اکرم ﷺ کی عظمت کا بیان

نبی اکرم ﷺ غارِ حرا میں اللہ تعالیٰ سے لو لگانے کی لذت حاصل کر رہے تھے۔ اُس نے آپ کو اس لذت سے نکال کر جھگڑالو قوم کو تبلیغ کرنے کا حکم دیا۔ ذکر اللہ کی لذت سے محرومی آپ ﷺ پر بہت بھاری تھی۔ کچھ عرصے بعد آپ کو انشراح ہو گیا کہ میری اس مشقت سے بہت سے لوگوں کی عاقبت سنور جائے گی اور بلاشبہ یہ عمل ذاتی ریاضت سے زیادہ اہم ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۳ تا ۴ نبی اکرم ﷺ کی مشکل میں آسانی
- آیت ۴ ذکرِ حبیب ﷺ کی بلندی
- آیات ۵ تا ۸ مشکلات کے بعد ہی آسانیاں آتی ہیں

آیات ۳ تا ۴

نبی اکرم ﷺ کی مشکل میں آسانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے نبی! کیا ہم نے کھول نہیں دیا آپ کے لیے آپ کے سینے کو؟	اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ
اور ہم نے اتار دیا آپ سے آپ کے بوجھ کو۔	وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ۙ
جو توڑ رہا تھا آپ کی کمر کو۔	الَّذِي اُنْقَضَ ظَهْرَكَ ۙ

نبی اکرم ﷺ غارِ حرا کی تنہائیوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی چاشنی سے سرور حاصل کر رہے تھے۔ ایسے میں اُس نے آپ کو حکم دیا کہ قُمْ فَأَنْذِرْ ... کھڑے ہو جائیے، پھر خبردار کیجیے۔ پھر صرف وعظ و نصیحت ہی نہ کیجیے بلکہ وَرَبِّكَ فَكَبِّرْ ... اور اپنے رب ہی کی

پھر بڑائی کیجیے یعنی اُس کی بڑائی کو قائم کیجیے۔ کہاں وہ ذکر اللہ کی لذت اور کہاں ایک جھگڑنے والی قوم (قَوْمًا لِّدًّا) سورہ مریم آیت (۹۷) کو خبردار کرنا اور اُن کی گستاخیاں برداشت کرنا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے نفاذ کے لیے ایک منظم تحریک برپا کرنا اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے معرکہ آرائی کر کے دین حق کو غالب کرنا۔ اللہ کے رسول ﷺ اس قولِ ثقیل یعنی بھاری ذمے داری سے بوجھل ہو رہے تھے اور آپ ﷺ کی کمر جھک رہی تھی۔ البتہ کچھ عرصے بعد آپ ﷺ کو انشراح صدر ہوا کہ۔

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے

مزه تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

یعنی میری اس مشقت سے بہت سے لوگوں کی اصلاح ہوگی اور وہ دنیا میں ظلم اور آخرت میں جہنم کی آگ سے بچ جائیں گے۔ اسی انشراح صدر کا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے۔

آیت ۴

ذکر حبیب ﷺ کی بلندی

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ ط

اور اے نبی! ہم نے بلند کیا آپ کے لیے آپ کے ذکر کو۔

نبی اکرم ﷺ نے غارِ حرا کی تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے لو لگانے کی لذت کو اُس کے حکم سے چھوڑ کر باہر نکل کر دعوت و تبلیغ کو ترجیح دی تاکہ خلقِ خدا کا بھلا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس عمل کا بدلہ یہ دیا کہ آپ کا ذکرِ خیر بلند فرما دیا۔ چند ہی برسوں میں آپ کے جانثاروں کی تعداد لاکھوں کو پہنچ گئی۔ پھر رفتہ رفتہ دنیا کے ہر حصے میں شیعہ رسالت کے پروانے نظر آنے لگے اور آج اُن کی تعداد ایک ارب سے بھی زیادہ ہے۔ یہ وہ جاں نثار ہیں جو ناموسِ رسالت پر جان دینا اپنے لیے ایک اعزاز سمجھتے ہیں۔ دنیا میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں مسلمانوں کی کوئی بستی موجود اور دن میں پانچ مرتبہ اذان میں با آواز بلند آپ ﷺ کی رسالت کا اعلان نہ ہو رہا ہو، نمازوں میں آپ پر درود نہ بھیجا جا رہا ہو، جمعے کے خطبوں میں آپ کا ذکرِ خیر نہ کیا جا رہا ہو، اور سال کے بارہ مہینوں میں سے کوئی دن اور دن کے گھنٹوں میں سے کوئی وقت ایسا نہیں ہے جب روئے زمین میں کسی نہ کسی جگہ آپ ﷺ کا ذکرِ مبارک نہ ہو رہا ہو۔ دنیا میں آپ ﷺ کا ذکرِ خیر اپنی بلندی کی معراج پر اُس وقت ہو گا جب پورے کرہ ارضی پر آپ کا لایا ہو ا دین نافذ و غالب ہو گا۔ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے

چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے

رفعتِ شانِ رفعتنا لک ذکرک دیکھے

آخرت میں بھی آپ ﷺ کی شان امتیازی ہوگی۔ آپ مقام محمود پر فائز ہونگے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔ پھر آپ کی شفاعت کے نتیجے میں بڑی تعداد میں آپ کے امتی اللہ تعالیٰ سے بخشش کا پروانہ حاصل کریں گے۔

آیات ۵ تا ۸

آسانیاں مشکلات کے بعد ہی آتی ہیں

پس بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔	فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝
بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔	إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝
پس اے نبی! جب آپ فارغ ہوں تو محنت کیجیے۔	فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ۝
اور اپنے رب کی طرف پھر راغب ہوں۔	وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

ع
۱۹

جو لوگ مشکلات خندہ پیشانی سے جھیلنے ہیں بعد میں انھیں ہی آسانیاں میسر آتی ہیں۔ اس حقیقت کو اس سورہ مبارکہ میں دو بار بیان کیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ ابھی آپ کئی مشکلات سے گزر رہے ہیں لیکن عنقریب آپ کی ثابت قدمی کے نتیجے میں آسانیاں پیدا ہوں گی۔ آپ دعوت و تبلیغ اور غلبہ دین کے لیے دن بھر محنت کیجیے۔ آپ کا اصل مشن ہی یہ ہے۔ البتہ رات میں اللہ تعالیٰ سے لو لگانے کی لذت حاصل کرنے کے لیے تہجد میں ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھیے۔ یہ قرآن آپ کے قلب کو ثبات عطا کرے گا اور دن بھر مشن کی خاطر محنت کے لیے نیاز جذبہ اور مزید توانائی عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس دنیا میں دین و شریعت کی خاطر پیش آنے والی مشکلات کو ثابت قدمی سے برداشت کرنے کی ہمت عطا فرمائے تاکہ جنت کی آسانیاں ہمیں حاصل ہو سکیں۔ آمین!

سورة التین

انسان کی عظمت کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں قسم کھا کر تاکید اسلوب میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ انسان کی تخلیق بڑی عظیم ساخت میں ہوئی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۴ عظمتِ انسان
- آیات ۵ تا ۸ معرکہ روح و بدن

آیات ۱ تا ۴

عظمتِ انسان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالزَّيْتُونَ ﴿۱﴾	قسم ہے انجیر اور زیتون کی۔
وَطُورِ سِينِينَ ﴿۲﴾	اور طور سینا کی۔
وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ ﴿۳﴾	اور اس امن والے شہر (مکہ) کی۔
لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ﴿۴﴾	یقیناً ہم نے پیدا کیا ہے انسان کو سب سے اچھی بناوٹ میں۔

ان آیات میں پانچ پیغمبروں کی مثال دے کر ثابت کیا گیا کہ انسان کی تخلیق بہت عمدہ ساخت پر کی گئی ہے :

- i. انجیر کی قسم سے اشارہ سیدنا نوح علیہ السلام کی طرف ہے کیونکہ جس جودی پہاڑ پر ان کی کشتی ٹھہری تھی وہاں اس پھل کی کثرت تھی۔

ii. زیتون اشارہ کر رہا ہے سیدنا عیسیٰ ؑ کی طرف کیونکہ وہ زیتون کی کثرت والے علاقے بیت المقدس میں تبلیغ کرتے رہے۔

iii. طور سینا سیدنا موسیٰ ؑ کی طرف اشارہ کر رہا ہے کیونکہ اسی مقام پر آپ کو اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کاشرف حاصل ہوا۔

iv. بلد امین سے اشارہ سیدنا ابراہیم ؑ کی طرف ہے جنھوں نے شہر مکہ کے امن کا گوارہ بننے کی دعا کی تھی۔ پھر بلد امین نبی کریم ﷺ کی طرف بھی اشارہ کر رہا ہے کیونکہ آپ ﷺ کی ولادت اور بعثت اسی محترم شہر میں ہوئی۔

پانچ پیغمبروں کا پاکیزہ کردار اس بات کی دلیل ہے کہ انسان بنیادی طور پر بہترین ساخت کا حامل ہے۔ اصل انسان دراصل اُس کی روح ہے۔ اسی کی وجہ سے انسان مسجود ملائک بنا اور اسی کامیلان ہے اللہ تعالیٰ کی قربت کے حصول اور فرمانبرداری کی طرف۔

آیات ۵ تا ۸

معرکہ روح و بدن

پھر ہم نے لوٹا دیا اُسے پست سے پست تر حالت میں۔	ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ﴿٥﴾
سوائے اُن کے جو ایمان لائے	إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا
اور انھوں نے عمل کیے اچھے	وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
تو اُن کے لیے اجر ہے نہ ختم ہونے والا۔	فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿٦﴾
پھر کون جھٹلا سکتا ہے اے نبی! آپ کو اس کے بعد بدلہ ملنے کے بارے میں؟	فَمَا يَكْذِبُكَ بَعْدُ بِالذِّينِ ﴿٧﴾
کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ سب حاکموں میں سب سے بڑا حاکم؟	أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمَ الْحَكِمِينَ ﴿٨﴾

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ہر انسان کی روح کو وجود بخشا۔ پھر اُس روح کو بدن میں ڈال کر دنیا میں بھیج دیا۔ اب معرکہ روح و بدن شروع ہو گیا۔ روح کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے لہذا وہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانا چاہتی ہے۔ بدن مٹی سے بنا ہے اور وہ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ کے مصداق انسان کو مٹی سے پیدا ہونے والی سہولیات کی طرف کھینچتا ہے۔ جو انسان روح کے تقاضوں کو غالب کر کے ایمان اور عملِ صالح کی روش اختیار کرتا ہے وہ اپنی عظمت کو حاصل کر لیتا ہے۔ جو بدن نصیب بدن کے تقاضوں کو ترجیح دے کر وقتی لذتوں میں کھو جاتا ہے وہ ناکام ہو جاتا ہے۔ دونوں قسم کے یہ کردار برابر نہیں ہو سکتے۔ دنیا میں ان کرداروں کو اُن کے طرزِ عمل کا بدلہ نہیں ملتا، لہذا یہ بدلہ آخرت میں ملے گا۔ اب آخر کیا شے ہے جو انسان کو بدلے کی حقیقت کو جھٹلانے پر مجبور کر رہی ہے؟ دنیا کے چھوٹے چھوٹے حاکموں سے بھی یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ عدل کریں، مجرموں کو سزا دیں اور اچھے کام کرنے والوں کو انعام دیں۔ اللہ تعالیٰ تو سب سے بڑا حاکم ہے۔ کیا وہ اپنے فرمانبرداروں کو اچھا بدلہ اور اپنے باغیوں کو سزا نہ دے گا؟ بدلہ ملنے کی بات بالکل سیدھی ہے اور اس بات کو جھٹلانے والے ہٹ دھرم اور گمراہ ہیں۔

سورة العلق

اللہ تعالیٰ کے کرم اور غضب کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی دونوں شانیں یعنی شانِ کریمی اور شانِ جلالی کا بیان ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

• آیات ۱ تا ۵ علم کی دولت ... اللہ تعالیٰ کے کرم کا مظہر

• آیات ۶ تا ۸ انسان کی سرکشی کا علاج ... خوفِ خدا

• آیات ۹ تا ۱۹ اللہ تعالیٰ کا رعب و جلال

آیات ۱ تا ۵

علم کی دولت ... اللہ تعالیٰ کے کرم کا مظہر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے نبی! پڑھیے اپنے اُس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔	اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝۱
پیدا کیا انسان کو جسے ہوئے خون سے۔	خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝۲
پڑھیے اور آپ کا رب سب سے زیادہ کرم کرنے والا ہے۔	اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝۳
جس نے سکھایا قلم سے۔	الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝۴
اُس نے سکھایا انسان کو وہ کچھ جو وہ نہیں جانتا تھا۔	عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمُ ۝۵

نبی اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی ان پانچ آیات پر مشتمل تھی۔ ان آیات میں علم کی فضیلت کا بیان ہوا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو دوبار حکم دیا گیا کہ آپ اپنے رب کے نام کے ساتھ پڑھیے۔ وہ رب جو خالق ہے اور بڑا کریم بھی۔ اُس کے کرم کا مظہر ہے کہ اُس نے انسان کو علم جیسی دولت دی۔ وہ دولت جو انسان کو صحیح عمل، تخیل اور عزت عطا کرتی ہے۔ قلم کے ذریعے انسان کے علم کے سلسلے کو آگے بڑھایا اور اسے وسعت دی۔ اُسی نے انسان کو وہ سب کچھ سکھایا جو انسان نہیں جانتا تھا۔

آیات ۶ تا ۸

انسان کی سرکشی کا علاج... خوفِ خدا

کَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُفٍ ﴿٦﴾	ہر گز نہیں! بے شک انسان حد سے گزر جاتا ہے۔
أَنْ رَّاهُ اسْتَعْفَىٰ ﴿٧﴾	اِس لیے کہ وہ دیکھتا ہے خود کو کہ بے نیاز ہو گیا ہے۔
إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الرُّجْعَىٰ ﴿٨﴾	اے نبی! بے شک آپ کے رب کی طرف ہی لوٹنا ہے۔

انسان سرکشی کرتا ہی رہتا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ سرکشی پر فوری پکڑ نہیں ہوتی لیکن لذت فوری حاصل ہو جاتی ہے۔ اِس مسئلے کا حل کیا ہے یعنی معاشرے کو کیسے پاکیزہ بنایا جاسکتا ہے؟ اِس سوال کا جواب ہے آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس پیدا کر کے خوفِ خدا اور محاسبہِ اخروی کا احساس جس قدر بڑھتا جائے گا، انسان سرکشی کو چھوڑتا اور کردار کی پاکیزگی کو اپناتا چلا جائے گا۔

آیات ۹ تا ۱۹

اللہ تعالیٰ کے غضب اور جلال کا بیان

أَرَعَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ ﴿٩﴾	اے نبی! کیا آپ نے دیکھا اُسے جو منع کرتا ہے۔
عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ ﴿١٠﴾	(ہمارے) بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔
أَرَعَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَىٰ الْهُدَىٰ ﴿١١﴾	کیا آپ نے دیکھا اگر وہ ہو ہدایت پر۔

یا اُس نے حکم دیا ہو پر ہیزگاری کا۔	أَوْ أَمَرَ بِالْتَّقْوَىٰ ۝۱۲
کیا آپ نے دیکھا اگر اُس نے جھٹلایا اور رخ پھیرا۔	أَرَعَيْتَ إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝۱۳
کیا اُس نے نہیں جانا کہ بے شک اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔	أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ ۝۱۴
ہر گز نہیں! یقیناً اگر وہ باز نہ آیا	كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ
ہم ضرور لھسیٹیں گے پیشانی کے بالوں سے۔	لَنْسَفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۝۱۵
ایسی پیشانی جو جھوٹی، خطا کار ہے۔	نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝۱۶
پس وہ بلا لے اپنی مجلس والوں کو۔	فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ۝۱۷
ہم بلا لیں گے جہنم کے فرشتوں کو۔	سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝۱۸
ہر گز نہیں! نہ مانے اُس کی بات	كَلَّا لَا تَطِعَهُ
اور سجدہ کیجیے	وَأَسْجُدْ
اور (ہمارے مزید) قریب ہو جائیے۔	وَاقْتَرِبْ ۝۱۹

۱۹

یہ آیات ابو جہل پر اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کو بیان کر رہی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ جب بیت اللہ میں نماز ادا کرنے جاتے تو وہ آپ کو روکتا تھا۔ کاش کہ وہ نیکی سے روکنے کی بجائے برائی سے روکنے کی پاکیزہ روش اختیار کرتا۔ افسوس کہ بد بخت نے برائی ہی کو اپنی روش بنا لیا۔ اُس کا کیا گمان ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کے ساتھ اُس کے ظلم کو دیکھ نہیں رہا؟ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے جھوٹی اور سیاہ کار پیشانی کے بالوں سے گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دے گا۔ آج اُس کی چوپال میں اُس کے بہت ساتھی ہیں لیکن جہنم پر مامور فرشتوں کے مقابلے میں یہ ساتھی کام نہ آسکیں گے۔ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ اس بد بخت کے دباؤ کو قبول نہ کریں۔ جائیں حرم میں نماز ادا کریں اور سجدہ کر کے اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کریں۔

سورة القدر

قدر والی رات کی عظمت کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں شبِ قدر کی عظمت و فضیلت کا بیان ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۳ شبِ قدر کی عظمت و فضیلت
- آیات ۴ تا ۵ شبِ قدر میں فیصلوں کا نزول

آیات ۱ تا ۳

شبِ قدر کی عظمت و فضیلت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہم نے نازل کیا اُس (قرآن) کو قدر والی رات میں۔	إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝۱
اور تم کیا جانو کیا ہے قدر والی رات؟	وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝۲
قدر والی رات بہتر ہے ہزار مہینوں سے۔	لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝۳

شبِ قدر کی عظمت و فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ اس شب میں لوحِ محفوظ سے قرآنِ مجید سماءِ دنیا میں بیت العزت کے مقام پر نازل کیا گیا (نسائی)۔ یہ رات بڑی قدر والی رات ہے۔ اس رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ بخاری شریف میں آپ ﷺ کا ارشاد نقل ہوا ہے کہ اس شب کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کیا جائے۔ اس شب میں یہ مسنون دعا کرنی چاہیے :

اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي (ابن ماجہ)

”اے اللہ! بے شک تو معاف کرنے والا ہے، پسند فرماتا ہے معاف کرنے کو، پس معاف فرمادے مجھے۔“

آیات ۵ تا ۴

شبِ قدر میں فیصلوں کا نزول

نازل ہوتے ہیں فرشتے اور روحِ اس رات میں اپنے رب کے حکم سے	تَنْزِيلُ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ
ہر فیصلہ لے کر۔	مِنْ كُلِّ أَمْرٍ ۝
سلامتی ہے وہ رات فجر کے طلوع ہونے تک۔	سَلَامٌ فَهِيَ حَتَّىٰ مَطَلَعِ الْفَجْرِ ۝

اس شب میں اہل زمین کے لیے سال بھر کے فیصلے فرشتوں کے حوالے کیے جاتے ہیں۔ فرشتے اور سیدنا جبرائیل علیہ السلام ان فیصلوں کو لے کر اترتے ہیں۔ اس رات کی فضیلت اور سلامتی طلوعِ فجر تک جاری رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس رات کی برکتوں سے فیض یاب فرمائے۔ آمین!

سورۃ البینۃ

کھرے اور کھوٹے کے جدا ہونے کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں قرآن و سنت کے مجموعے کو بَیِّنَہ یعنی واضح دلیل قرار دیا گیا اور اس کی یہ افادیت بیان کی گئی کہ اس کی بنیاد پر کھرے اور کھوٹے میں تمیز ہو جاتی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۲ تا ۴ بینہ کی وضاحت و افادیت
- آیت ۵ خالص دین کی وضاحت
- آیات ۶ تا ۸ کھرے اور کھوٹے کا انجام

آیات ۲ تا ۴

بَیِّنَہ کی وضاحت و افادیت
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نہیں تھے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب میں سے اور مشرکین الگ ہونے والے	لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِیْنَ
یہاں تک کہ آئی اُن کے پاس واضح دلیل۔	حَتّٰی تَاْتِيَهُمُ الْبَیِّنَةُ ۝۱
یعنی ایک رسول اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو پڑھتے ہیں پاکیزہ صحیفے۔	رَسُولٌ مِّنَ اللّٰهِ یَتْلُوْا صَحَافًا مَّطَهَّرَةً ۝۲
جن میں لکھے ہوئے پختہ احکامات ہیں۔	فِیْهَا كُتُبٌ قَبِیۡۃٌ ۝۳
اور جدا جدا نہیں ہوئے وہ لوگ جنہیں دی گئی تھی کتاب	وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَةُ ۖ

مگر اس کے بعد کہ آگئی تھی اُن کے پاس واضح دلیل۔

ان آیات میں چار نکات بیان کیے گئے ہیں :

- i. بَيِّنَةٌ یعنی واضح دلیل، قرآن حکیم اور سنتِ رسول ﷺ کے مجموعے کا نام ہے۔ منکرینِ حدیث کا ہدایت کے لیے صرف قرآن کو کافی سمجھنا گمراہی ہے۔
- ii. بَيِّنَةٌ نے آکر اہل کتاب اور مشرکین کے کافروں کو الگ اور نمایاں کر دیا۔ دورِ جاہلیت میں بظاہر فلاحی کام بہت سے لوگ کرتے تھے۔ بَيِّنَةٌ کے آنے کے بعد واضح ہو گیا کہ کس کا فلاحی کام اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہے (مثلاً ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) اور کس کا کام ذاتی نام و نمود کے لیے ہے (مثلاً ابو جہل)۔
- iii. اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو مشرک نہیں کہا حالانکہ اُن کا شرک قرآن حکیم ہی نے واضح کیا ہے۔ اس اعتبار سے مسلمانوں میں شرک کرنے والوں کو مشرک کہنا قرآن حکیم کی دی ہوئی ہدایت کے خلاف ہے۔
- iv. اہل کتاب پر بَيِّنَةٌ کے ذریعے حق واضح ہو گیا لیکن انھوں نے جان بوجھ کر محض اس ضد کی وجہ سے کہ آخری رسول ہم میں سے کیوں نہیں آئے، حق سے اعراض کیا اور جدارستہ اختیار کر لیا۔

آیت ۵

بالکل سیدھا دین کیا ہے؟

اور انھیں حکم نہیں دیا گیا تھا مگر یہ کہ وہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی خالص کرنے والے ہو کر اُس کے لیے اطاعت	وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۗ
بالکل یکسو ہوتے ہوئے	حُنْفَاءَ
اور قائم کریں نماز	وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ
اور ادا کریں زکوٰۃ	وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ

وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ۝

اور یہی ہے سیدھا دین۔

بَیِّنَةٌ یعنی واضح دلیل کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو حکم دیا تھا کہ وہ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں بالکل یکسو ہو کر اور کسی دوسرے کی اطاعت کی آمیزش نہ کریں۔ نماز اور زکوٰۃ کے ذریعے وہ روحانی غذا اور تقویت حاصل کریں جس سے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی کامل بندگی کر سکیں، بقول شاعر۔

سرکشی نے کر دیے دھندلے نقوشِ بندگی

آؤ سجدے میں گریں لوحِ جبیں تازہ کریں

زندگی کے انفرادی و اجتماعی یعنی ہر گوشے میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنا ہی خالص اور بالکل سیدھا دین ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا ہی دین اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶ تا ۸

کھرے اور کھوٹے کا انجام

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اہل کتاب اور جو مشرکین میں سے	إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ
جہنم کی آگ میں ہوں گے	فِي نَارٍ جَهَنَّمَ
ہمیشہ رہنے والے ہیں اُس میں	خَالِدِينَ فِيهَا ۗ
یہ لوگ ہی مخلوق میں سے بدترین ہیں۔	أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝
بے شک جو لوگ ایمان لائے	إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا
اور انھوں نے عمل کیے اچھے	وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۗ
یہ لوگ ہی مخلوق میں سے بہترین ہیں۔	أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝

اُن کا بدلہ اُن کے رب کے پاس رہنے والے باغات ہیں	جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ
بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں	تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
وہ رہنے والے ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیش	خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا
راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ اُن سے	رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
اور وہ راضی ہو گئے اُس سے	وَرَضُوا عَنْهُ
یہ اُس کے لیے ہے جو ڈرتا رہا اپنے رب سے۔	ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۝

ع
۲۳

بِئِنَّہ یعنی واضح دلیل سامنے آنے کے باوجود جن اہل کتاب اور مشرکین نے حق کا انکار کیا وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بدترین مخلوق ہیں۔ اُن کی سزا ہے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اس کے برعکس حق پر ایمان لانے اور اچھے اعمال کرنے والے بہترین مخلوق ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب سے ڈر کر اُس کی فرمانبرداری کرتے رہتے ہیں۔ اُن کا انعام ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول۔ وہ انھیں ایسے دائمی قائم رہنے والے باغات میں داخل فرمائے گا جہاں بہتی ہوئی نہریں اور ایسی لذتیں ہوں گی کہ وہ خوش ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان باسعادت لوگوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

سورة الزلزال

روزِ قیامت زمین کی کیفیت و کردار کا بیان

یہ سورہ مبارکہ آگاہ کر رہی ہے کہ روزِ قیامت زمین ایک زوردار زلزلے کے ذریعے ہلائی جائے گی۔ وہ نہ صرف تمام مدفون انسانوں کو نکال پھینکے گی بلکہ یہ بھی بتائے گی کہ اُس کے سینے پر کس شخص نے کیا عمل کیا تھا۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۵ زمین کی کیفیت و کردار
- آیات ۶ تا ۸ ہر انسان، اپنا ہر عمل دیکھے گا

آیات ۱ تا ۵

زمین کی کیفیت و کردار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جب ہلائی جائے گی زمین اپنی سخت تھر تھراہٹ سے۔	إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۱
اور نکال ڈالے گی زمین اپنے تمام بوجھ۔	وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۲
اور کہے گا انسان کیا ہے اسے؟	وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا ۳
اُس دن وہ بیان کرے گی اپنی خبریں۔	يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۴
اس لیے کہ تمہارا رب (اس کا) حکم دے گا اُسے۔	بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۵

روزِ قیامت زمین ایک زبردست زلزلے کے ذریعے خوب شدت سے ہلائی جائے گی۔ اس آفت کی وجہ سے زمین اپنے اندر مدفون تمام انسانوں کو باہر نکال دے گی۔ انسان حیران ہو کر کہیں گے کہ زمین کو کیا ہوا ہے؟ پھر اس کے بعد زمین اللہ تعالیٰ کے

حکم سے اُن تمام اعمال کا حال سنائے گی جو اس پر انسانوں نے انجام دیے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زمین پر نیکیاں کر کے اسے اپنے حق میں گواہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶ تا ۸

ہر انسان اپنا ہر عمل دیکھے گا

اُس دن نکلیں گے لوگ مختلف گروہ بن کر	يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا ۙ
تاکہ انھیں دکھائے جائیں اُن کے اعمال	لِيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۗ
تو جس نے کی ذرہ برابر نیکی وہ دیکھ لے گا اُسے۔	فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۗ
اور جس نے کی ذرہ برابر برائی وہ دیکھ لے گا اُسے۔	وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۗ

روزِ قیامت تمام انسان اپنے اپنے اعمال کے اعتبار سے علیحدہ علیحدہ گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ پھر انھیں اُن کے نامہ اعمال دیے جائیں گے۔ نامہ اعمال میں اعمال کا انداز جس قدر کامل ہو گا کہ جس نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اُسے درج پائے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی وہ بھی اُسے سامنے لکھا ہوا پائے گا۔ پھر اُسے ایسی نیکی کا اجر ملے گا جو اُس کے کسی برے فعل سے ضائع نہ کر دی گئی ہو اور ایسی برائی پر معافی مل جائے گی جس پر اُس نے سچی توبہ کر لی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کسی چھوٹی نیکی کو چھوٹا سمجھ کر ترک کرنے اور کسی چھوٹی برائی کو چھوٹا سمجھ کر اُس کا ارتکاب کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

سورة العاديات

انسان کی ناشکری کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں انسان کی ناشکری اور اُس کی اللہ تعالیٰ کی محبت پر مال کی محبت کو ترجیح دینے کی روش کا بیان ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۸ تا ۱۱ انسان کی ناشکری کا بیان
- آیات ۱۱ تا ۱۹ نیت اور پوشیدہ رازوں کی جانچ پڑتال

آیات ۸ تا ۱۱

انسان کی ناشکری کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا ۱	قسم ہے تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی ہانپتے ہوئے۔
فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا ۲	پھر چنگاریاں نکالنے والوں کی سم مار کر۔
فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا ۳	پھر حملہ کرنے والوں کی صبح کے وقت۔
فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا ۴	پھر جو اٹھاتے ہیں اُس وقت گرد و غبار۔
فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا ۵	پھر وہ گھس جاتے ہیں اُس وقت بڑے لشکر میں۔
إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ ۶	بے شک انسان اپنے رب کا یقیناً بڑا ناشکر ہے۔
وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذٰلِكَ لَشَهِيدٌ ۷	اور بے شک وہ اس پر یقیناً گواہ ہے۔
وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ ۸	اور بے شک وہ مال کی محبت میں یقیناً بڑا پکا ہے۔

یہ آیات انسان کے کردار کا گھوڑوں کے کردار سے موازنہ کر رہی ہیں۔ گھوڑا اپنے مالک کا انتہائی وفادار ہوتا ہے۔ وہ اپنے مالک کے اشارے پر ہانپتا ہوا، سموں سے پتھر لی زمین پر چنگاریاں نکالتا ہوا اور گرد و غبار اڑاتا ہوا بڑی تیزی سے دوڑتا ہے۔ لوٹ مار اور غارت گری میں اپنے مالک کا ساتھ دیتا ہے اور اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر مالک کے ساتھ اُس کے دشمنوں کی صفوں میں جاگھستا ہے۔ مالک گھوڑے کا خالق نہیں اور نہ ہی اس کی خوراک پیدا کرتا ہے۔ وہ تو صرف اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ خوراک گھوڑے کے سامنے ڈال دیتا ہے اور گھوڑا اُس کے احسان کا کیسے اچھا بدلہ چکاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کا خالق ہے، اُس کے لیے غذا اور ہر نعمت پیدا کرتا ہے اور اُسے تمام ضروریات عطا فرماتا ہے لیکن انسان اُس کا بڑا ناشکر ہے۔ اُسے اپنی ناشکری اور احسان فراموشی کا علم ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت و رضا کو پس پشت ڈال کر مال کی محبت کو ترجیح دیتا ہے، مال کمانے کی ہوس میں قتل و غارت گری کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات توڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ناشکری اور احسان فراموشی کی اس روش سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۹ تا ۱۱

نیتوں اور پوشیدہ رازوں کی جانچ پڑتال

تو کیا وہ نہیں جانتا جب کرید جائے گا اُسے جو قبروں میں ہے۔	أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعِثَ مَا فِي الْقُبُورِ ۙ
اور ظاہر کر دیا جائے گا اُسے جو سینوں میں ہے۔	وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ ۙ
بے شک اُن کا رب اُس دن اُن سے یقیناً خوب باخبر ہوگا۔	إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ ۙ

روزِ قیامت قبروں کو کرید کرید کر ایک ایک انسان کو نکالا جائے گا۔ پھر اُن کے اعمال کے پیچھے کار فرما نیتوں اور پوشیدہ رازوں کو جانچا جائے گا تا کہ ظاہر ہو جائے کہ کون سی نیکی واقعی خلوص کے ساتھ کی گئی تھی اور کون سی نیکی کے پیچھے ریاکاری یا دنیا کا کوئی فائدہ مطلوب تھا۔ بلاشبہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہر انسان کے تمام رازوں سے پوری طرح واقف ہے۔ لہذا انسانی معاملات کے بارے میں عادلانہ فیصلے صرف وہی کر سکتا ہے۔

سورة القارعة

روزِ قیامت کی ہولناک آفت

یہ سورہ مبارکہ روزِ قیامت ایک ہولناک آفت کی وجہ سے آنے والی افراتفری کا نقشہ کھینچ رہی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۵ روزِ قیامت کی ہولناک آفت
- آیات ۶ تا ۱۱ اعمال کی بنیاد پر اچھا اور برا انجام

آیات ۱ تا ۵

روزِ قیامت کی ہولناک آفت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وہ کھڑکھڑانے والی۔	الْقَارِعَةُ ۱
کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی؟	مَا الْقَارِعَةُ ۲
اور تم کیا جانو کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی؟	وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ ۳
جس دن ہو جائیں گے لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح۔	يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ۴
اور ہو جائیں گے پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی طرح۔	وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ۵

روزِ قیامت ایک زوردار زلزلے کی صورت میں بڑی زبردست آفت برپا ہوگی۔ اُس روز لوگ بکھرے ہوئے پتنگوں کی طرح ادھر ادھر منتشر ہوں گے۔ پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی طرح اڑ رہے ہوں گے۔ یہ ہے اس دنیا کا انجام جس کی وقتی رعنائیوں میں کھو کر آج ہماری اکثریت اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُس کے احکامات سے غافل ہے۔

آیات ۶ تا ۱۱

اعمال کی بنیاد پر اچھا اور برا انجام

پس بھاری ہوئے جس کے ترازو۔	فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۝۶
تو وہ ہوگا خوشی کی زندگی میں۔	فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝۷
اور ہلکے ہوئے جس کے ترازو۔	وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ۝۸
تو اُس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے۔	فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ۝۹
اور تم کیا جانو کیا ہے وہ (ہاویہ)؟	وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَ ۝۱۰
تیز گرم آگ ہے۔	نَارٌ حَامِيَةٌ ۝۱۱

۱۱

روزِ قیامت فیصلہ ایمان اور نیکیوں کے وزن کی بنیاد پر ہوگا۔ جس کے ایمان اور نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ جنت میں خوش و خرم زندگی بسر کرے گا۔ اس کے برعکس جس کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا وہ بد نصیب بھڑکتی ہوئی آگ کا ایندھن بنے گا۔ اے اللہ! ہم آپ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور جہنم سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔

سورة التكاثر

کثرت کی ہوس اور اس کے انجام کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں انسان کی اس کمزوری کا ذکر ہے کہ وہ مال کی کثرت کا طلب گار ہوتا ہے۔ زیادہ مال حاصل کرنے کی حرص اُسے اللہ تعالیٰ کے احکامات سے غافل کر کے جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۴ تا ۴ کثرت کی ہوس
- آیات ۵ تا ۸ کثرت کی ہوس کا برا انجام

آیات ۴ تا ۴

کثرت کی ہوس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

غافل کر دیا تمہیں ایک دوسرے سے زیادہ حاصل کرنے کی حرص نے۔	اَلْهٰكُمُ التَّكْوِيْنُ ﴿۱﴾
یہاں تک کہ تم نے جا دیکھیں قبریں۔	حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿۲﴾
ہر گز نہیں! جلد ہی تم جان لو گے۔	كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾
پھر ہر گز نہیں! جلد ہی تم جان لو گے۔	ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾

مال کی کثرت کی ہوس ہر انسان میں ہوتی ہے۔ بد نصیب ہیں وہ لوگ کہ جنہیں کثرت کی ہوس نے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُس کے احکامات سے غافل کر دیا یہاں تک کہ وہ قبروں میں جا پہنچے۔

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

لَوْ كَانَ لِابْنِ اَدَمَ وَاَدِيَانِ مِنْ مَالٍ لَا يَبْتَغِي ثَالِثًا وَلَا يَهْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اَدَمَ اِلَّا التُّرَابَ وَيَتُوبُ اللهُ عَلٰى مَنْ تَابَ (بخاری و مسلم)

” اگر آدمی کے پاس مال سے بھری ہوئی دو وادیاں ہوں، تو وہ تیسری اور چاہے گا اور آدمی کا پیٹ تو بس مٹی سے بھرے گا (یعنی مال و دولت کی اس ختم نہ ہونے والی ہوس اور بھوک کا خاتمہ بس قبر میں جا کر ہوگا) اور اللہ تعالیٰ اُس بندے پر عنایت اور مہربانی کرتا ہے جو اپنا رخ اور اپنی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف کر لے۔“

عنقریب یعنی موت کے وقت غافل انسان جان لے گا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُس کے احکامات سے غفلت کا کیسا بھیانک نتیجہ نکلے گا۔

آیات ۸ تا ۵

کثرت کی ہوس کا برا انجام

ہر گز نہیں! کاش تم جان لیتے یقین کا جاننا۔	كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ۝۱
تم ضرور دیکھو گے جہنم کو۔	لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ۝۲
پھر تم ضرور دیکھ لو گے اُسے یقین کی آنکھ سے۔	ثُمَّ لَتَرَوْهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ۝۳
پھر ضرور تم سے پوچھا جائے گا اُس دن نعمتوں کے بارے میں۔	ثُمَّ لَتَسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝۴

کثرت کی ہوس کا برا انجام جہنم کی صورت میں سامنے آئے گا۔ یہ برا انجام یقینی ہے۔ کاش انسان کو اس یقینی انجام کا یقین حاصل ہو جائے اور وہ اپنی اصلاح کر لے۔ ایسا نہ ہو تو وہ جہنم کو دیکھے گا اور اُسے برے انجام کا عین یقین حاصل ہو جائے گا۔ البتہ اب یہ یقین فائدے مند نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ روز قیامت اُس سے ایک ایک نعمت کے بارے میں باز پرس فرمائے گا۔ نعمت کہاں سے حاصل کی؟ اس کے حصول کے دوران اللہ تعالیٰ یاد رہا کہ نہیں؟ نعمت استعمال کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ نہیں؟ نعمت سے تسکین اور تقویت حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی یا شیطان کی پیروی کی؟

سورة العصر

جہنم سے بچنے کا راستہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالْعَصْرِ ۝۱	قسم ہے تیزی سے گزرتے ہوئے زمانے کی۔
إِنَّ الْإِنْسَانَ لِفِي خُسْرٍ ۝۲	بے شک ہر انسان یقیناً خسارے میں ہے۔
إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا	سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	اور انھوں نے عمل کیے اچھے
وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۝۳	اور ایک دوسرے کو وصیت کی حق کی
وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝۴	اور ایک دوسرے کو وصیت کی صبر کی۔

اس سورہ مبارکہ میں تیزی سے گزرتے ہوئے زمانے کی قسم کھا کر یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ نوعِ انسانی ابدی خسارے سے دوچار ہونے والی ہے۔ بلاشبہ تاریخِ انسانی گواہ ہے کہ دنیا میں آنے والے انسانوں کی اکثریت دنیا کے دھوکے میں آگئی اور اُس نے غفلت کی زندگی گزار کر جہنم میں جانے کی راہ اختیار کی۔ البتہ ایسے لوگ جہنم سے بچ سکتے ہیں جو چار کام کریں:

- i. زبان اور دل سے نبی اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی تعلیمات پر ایمان لے آئیں۔
 - ii. نبی اکرم ﷺ کی سنت کو رہنما بناتے ہوئے خلوص و اخلاص سے نیک اعمال کریں۔
 - iii. دوسروں تک حق کا پیغام پہنچانے کے لیے مال و جان سے بھرپور کوشش کریں۔
 - iv. تبلیغِ حق کے دوران جو مشکلات اور پریشانیاں آئیں اُن پر ایک دوسرے کو صبر و استقامت کی تلقین کریں۔
- اللہ تعالیٰ ہمیں ابدی خسارے سے بچنے کے لیے مذکورہ بالا چار کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورة الهمزة

مال سمیٹ سمیٹ کر رکھنے والوں کے برے انجام کا ذکر

اس سورہ مبارکہ میں ایسے کردار کی شدید مذمت اور اُس کے لیے دردناک وعید کا بیان ہے جو بخل کرتے ہوئے مال جمع کرتا ہے اور سمیٹ سمیٹ کر اُس کے ڈھیر لگاتا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۳ تا ۳۱ مال کا ڈھیر لگانے والوں کے لیے شدید مذمت اور وعید
- آیات ۳۲ تا ۹۱ مال کا ڈھیر لگانے والوں کا برا انجام

آیات ۱ تا ۳

مال کا ڈھیر لگانے والوں کے لیے شدید مذمت اور وعید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہلاکت ہے ہر بہت زیادہ طعنہ دینے والے اور عیب تلاش کرنے والے کے لیے۔	وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ﴿١﴾
وہ کہ جس نے جمع کیا مال اور گن گن کر رکھا اُسے۔	الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ﴿٢﴾
وہ سمجھتا ہے کہ اُس کا مال ہمیشہ باقی رکھے گا اُسے۔	يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ﴿٣﴾

ایسے انسان کا کردار انتہائی پست ہوتا ہے جس کا مقصود دولت جمع کرنا ہو۔ وہ اس گھٹیا مقصد کے لیے ہر گھٹیا حرکت پر اتر آتا ہے۔ جھوٹ، دھوکہ دہی، خیانت اور لگائی بھجائی غرض کسی اخلاقی برائی کو برائی نہیں سمجھتا۔ وہ روپے پیسے کو ہی کامیابی اور عزت کا معیار سمجھتا ہے لہذا ناداروں اور غریبوں کو گھٹیا سمجھ کر طعنہ دیتا ہے۔ خود بخل کرتے ہوئے مال جمع کرتا رہتا ہے اور گن گن کر اُس کا

ڈھیر لگاتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ اس کی بقا اور بعد از موت ناموری مال ہی کی وجہ سے ممکن ہے۔ ایسے گھٹیا کردار کی اللہ تعالیٰ نے شدید مذمت کی اور اُس کے لیے ہلاکت و بربادی کی وعید بیان فرمائی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، اے اللہ! مجھے بخل سے محفوظ فرما۔

آیات ۹ تا ۱۴

مال کا ڈھیر لگانے والے کے بدترین انجام کا ذکر

کَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطْبَةِ ﴿۳﴾	ہر گز نہیں! وہ ضرور پھینک دیا جائے گا حُطْمہ میں۔
وَمَا اَدْرٰکَ مَا الْحُطْبَةُ ﴿۴﴾	اور تم کیا جانو کیا ہے وہ حُطْمہ؟
نَارُ اللّٰهِ الْمُوَقَّدَةُ ﴿۵﴾	اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔
الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلٰی الْاَفْوٰدِ ﴿۶﴾	جو جا پہنچتی ہے دلوں تک۔
اِنَّهَا عَلَیْهِمْ مُّوَصَّدَةٌ ﴿۷﴾	بے شک وہ اُن پر (ہر طرف سے) بند کی ہوئی ہے۔
فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴿۸﴾	لبے لبے ستونوں (کی مانند شعلوں) میں۔

مال کو حرام ذرائع سے جمع کرنے اور روک روک کر ڈھیر لگانے والے کو روز قیامت جہنم کی آگ میں گھیٹ کر پھینک دیا جائے گا۔ یہ وہ آگ ہے جو اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی ہے اور براہِ راست انسان کے اُس دل پر وار کرے گی جس میں مال کی محبت سمائی ہوئی تھی۔ جہنمیوں کو آگ میں ڈالنے کے بعد جہنم کا منہ ہر طرف سے بند کر دیا جائے گا تاکہ آگ کی تپش پوری شدت سے برقرار رہے۔ آگ کے جوش کی کیفیت یہ ہوگی کہ اُس کے شعلے لبے لبے ستونوں کی طرح بلند ہو رہے ہوں گے۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ... اے اللہ! ہمیں محفوظ فرما جہنم کی آگ سے۔ آمین!

سورة الفیل

ہاتھی والوں کے برے انجام کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے نبی! کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ کس طرح کیا آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ؟	اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِیْلِ ۝۱
کیا اُس نے نہیں ڈال دیا اُن کی چال کو ناکامی میں؟	اَلَمْ یَجْعَلْ كِیْدَهُمْ فِی تَضْلِیْلِ ۝۲
اور بھیجے اُن پر پرندے جھنڈ کے جھنڈ۔	وَ اَرْسَلَ عَلَیْهِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ ۝۳
جو پھینکتے تھے اُن پر کنکریاں پکی مٹی کی۔	تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّیْلِ ۝۴
تو اللہ نے کر دیا انھیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح۔	فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّا كُوِلَ ۝۵

عَمَّ

نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت سے پچاس روز قبل مکہ میں ہاتھی والوں کی معجزانہ تباہی کا واقعہ پیش آیا۔ یہ ہاتھی والے یمن سے آنے والے عیسائی تھے جن کا سرغنہ ابرہہ تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ یمن سے لے کر شام تک کے تجارتی فوائد اہل یمن کو حاصل ہوں۔ یہ فوائد اُس وقت قریش کو حاصل تھے۔ مکہ میں بیت اللہ کی وجہ سے پورے عرب میں قریش کا مذہبی تقدس اور احترام پایا جاتا تھا اور اُن کے تجارتی قافلے پورے امن کے ساتھ ہر علاقے سے گزر جاتے تھے۔ ابرہہ نے چاہا کہ قریش کا مذہبی تقدس ختم کرنے کے لیے لوگوں کی عبادت کا مرکز مکہ سے یمن منتقل کر دیا جائے۔ اُس نے یمن میں الکلیس نامی ایک نام نہاد عبادت گاہ بنائی اور تمام اہل عرب کو اس مقام پر آکر عبادت کرنے اور حج کرنے کی دعوت دی۔ اُس کی دعوت کو کسی نے قبول نہ کیا۔ ضد میں آکر اُس نے بیت اللہ کو شہید کرنے کا ناپاک منصوبہ بنایا۔ ساٹھ ہزار لشکر لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ اُس لشکر میں ۱۳ ہاتھی بھی تھے تاکہ لوگوں پر ایک رعب قائم ہو۔ جیسے ہی یہ لشکر مزدلفہ سے نکل کر وادی محسر میں داخل ہوا اللہ تعالیٰ نے ایک پرندے کے جھنڈ کے جھنڈ اُس لشکر پر چھوڑے۔ اُن کی چونچ میں زہریلے اثرات رکھنے والی مٹی کی

کنکریاں تھیں۔ پرندوں نے وہ کنکریاں ابرہہ کے لشکر پر پھینکیں۔ کنکری جسم کے جس حصے پر پڑتی وہ گلنا شروع ہو جاتا۔ ہاتھی اُن کنکریوں کے اثرات سے ایسی تکلیف محسوس کرنے لگے کہ بلبلا اٹھے اور واپس مڑ کر اپنے ہی لشکر کے لوگوں کو روندتے رہے۔ پورا لشکر تباہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم گھر کو محفوظ رکھا۔ سورہ فیل میں اللہ نے اس یادگار واقعے کو بڑے مختصر لیکن جامع اور پُر اثر اسلوب میں بیان فرمایا ہے۔

سورۃ القریش

قریش پر اللہ تعالیٰ کے احسانات کا ذکر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(اصحابِ فیل کو ہلاک کیا گیا) امن دینے کے لیے قریش کو۔	لَا يَلِفُ قُرَيْشٍ ۝۱
امن دینے کے لیے انہیں سردی اور گرمی کے سفر کی خاطر۔	الْفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ۝۲
پس انہیں چاہیے کہ عبادت کریں اس گھر (خانہ کعبہ) کے رب کی۔	فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ ۝۳
جس نے کھانا دیا انہیں بھوک سے (بچانے کے لیے)	الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوعٍ ۝۴
اور امن دیا انہیں خوف سے۔	وَأَمَّنَّهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝۵

ع
۳۱

اللہ تعالیٰ نے ابرہہ کے لشکر کو تباہ کر دیا تاکہ قریش کے تجارتی مفادات محفوظ رہیں۔ وہ بڑے امن و سکون سے گرمیوں میں شام کی طرف اور سردیوں میں یمن کی طرف تجارتی سفر کرتے رہیں۔ احسان مندی کا تقاضہ ہے کہ وہ خود ساختہ معبودوں کے بجائے بیت اللہ کے رب یعنی اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں۔ وہ رب کہ جس نے انہیں بھوک مٹانے کے لیے غذائی اور بیت اللہ کے گرد ایک خاص علاقے کو حرم قرار دے کر وہاں ہر جنگ و جدال سے روک دیا۔ لوگوں کے دلوں میں حرم کا متولی ہونے کی وجہ سے ان کا احترام پیدا کیا۔ اب ان کے افراد اور قافلے ہر قسم کی دست درازی اور لوٹ مار سے محفوظ ہو گئے۔ گویا انہیں ہر طرح کے خوف سے امن دے دیا۔

سورة الماعون

جزاوسزا کو جھٹلانے والے پست کردار کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے نبی! کیا آپ نے دیکھا اُس شخص کو جو جھٹلاتا ہے بدلہ کے دن کو۔	اَرَعَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالْاٰیٰتِ ۱
تو یہی ہے جو دھکے دیتا ہے یتیم کو۔	فَذٰلِكَ الَّذِي يُدْعُ الْيٰتِیْمَ ۲
اور نہ ہی ترغیب دیتا ہے دوسروں کو مسکین کو کھانا کھلانے کی۔	وَلَا يَحْضُ عَلٰی طَعَامِ الْاِسْكِیْنِ ۳
پس ہلاکت ہے ایسے نمازیوں کے لیے۔	فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۴
جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔	الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۵
وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔	الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ ۶
اور روکتے ہیں عام استعمال کی چیز کو (کہ کسی کو دی جائے)۔	وَيَسْنَعُوْنَ الْهَاعُوْنَ ۷

جزاوسزا کا یقین انسان کے کردار کو پاکیزگی عطا کرتا ہے۔ جو اس حقیقت کا یقین نہیں رکھتا وہ کردار کی انتہائی پستی کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہی وہ شخص ہے جو یتیم جیسے بے کس و نادار کو دھکے دیتا ہے اور محتاجوں کو کھانا کھلانے کی سعادت یا اُس کے لیے ترغیب دینے سے محروم رہتا ہے۔ نماز جب جی چاہتا ہے تو پڑھ لیتا ہے اور وہ بھی لوگوں کو دکھانے کے لیے۔ سگدلی اس انتہا کو ہے کہ عام استعمال کی اشیاء بھی کسی ضرورت مند کو نہیں دیتا۔ بلاشبہ ایک انسان کے کردار کی پاکیزگی اسی وقت ممکن ہے جب اُسے یقین ہو کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے، اپنے ہر عمل کی جواب دہی کرنی ہے اور اُس کا بدلہ پانا ہے۔

سورۃ الکوثر

نبی اکرمؐ پر کثرتِ عنایات کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو عطا کی ہے خیرِ کثیر۔	اِنَّا اَعْطٰیْنٰکَ الْکُوْثَرَ ۝
پس نماز پڑھیے اپنے رب کے لیے اور قربانی دیجیے۔	فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَاَنْحَرْ ۝
بے شک آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہے۔	اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝

ع
۳۴

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ پر عنایات کی کثرت فرمادی۔ قرآن جیسی فصیح، بلوغ، جامع، قیامت تک کے لیے محفوظ معجزانہ کتاب، اسلام جیسا کامل دین، صحابہ کرام جیسے جاں نثار ساتھی، بہت بڑی امت، محض ۲۱ برس میں غلبہ دین، غرض آپ ﷺ پر نعمتوں کی انتہا کر دی گئی۔ آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ ان نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لیے نماز ادا کیجیے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی پیش کیجیے۔ آپ ﷺ کے دشمن سمجھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی اولاد زینہ بچپن ہی میں فوت ہو گئی اور آپ کا نام باقی نہیں رہے گا تو یہ ان کی خام خیالی ہے۔ وہ خود ہی بے نام و نشان رہیں گے۔ نہ کوئی ان کا نام لیوانچے گا اور نہ کوئی ان سے نسبت قائم کرنا پسند کرے گا، آپ کا ذکر خیر اللہ تعالیٰ نے بلند کر دیا ہے اور وہ قیامت تک بلند سے بلند تر ہوتا رہے گا۔ بے شمار جاں نثار آپ ﷺ کی محبت سے سرشار ہوں گے اور آپ ﷺ کے ناموس کی حفاظت کے لیے جانیں دینے کے لیے تیار ہی نہیں بے قرار ہوں گے۔

سورۃ الکافرون

کافروں سے اعلانِ براءت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے نبیؐ فرمائیے اے کافرو!	قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۝۱
میں عبادت نہیں کرتا اُن کی جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ (فی الحال)	لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝۲
اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو اُس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ (فی الحال)	وَلَا أَنْتُمْ عِبَادُونَ مَا أَعْبُدُ ۝۳
اور نہ میں عبادت کرنے والا ہوں اُن کی جن کی تم نے عبادت کی۔ (مستقبل میں)	وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُمْ ۝۴
اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو اُس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ (مستقبل میں)	وَلَا أَنْتُمْ عِبَادُونَ مَا أَعْبُدُ ۝۵
تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین ہے۔	لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِي دِينِي ۝۶

کافر نبی اکرم ﷺ پر ایک سمجھوتہ کرنے کے لیے دباؤ ڈال رہے تھے۔ اُن کی خواہش تھی کہ ایک معینہ عرصے تک آپ ﷺ اُن کے معبودوں کی عبادت کریں تو پھر وہ اتنے ہی عرصے آپ کے ساتھ معبودِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے۔ اس سورہ مبارکہ میں سمجھوتے کی اس پیش کش کو سختی کے ساتھ رد کر دیا گیا۔ کافروں کو آگاہ کر دیا گیا کہ نبی اکرم ﷺ ہر گز تمہارے معبودوں کی عبادت نہیں کریں گے۔ اسی طرح تم بھی نبی اکرم ﷺ کے معبودِ حقیقی کی عبادت نہیں کرتے۔ معبودِ حقیقی کی تو کوئی اولاد یا شریک نہیں جبکہ تم معاذ اللہ ایک ایسے اللہ کو مان رہے ہو کہ فرشتے جس کی بیٹیاں اور تمہارے خود ساختہ معبود اُس کے شریک ہیں۔ تمہارا تصور اللہ کے بارے میں کچھ اور ہے، نبی پاک ﷺ کا تصور اور۔ تمہیں تمہارا دین مبارک ہو جس کے

تحت تم من گھڑت معبودوں کی عبادت کرتے ہو اور نبی اکرم ﷺ کے لیے اُن کا دین کافی ہے جس میں عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے :

إِنَّ الْحُكْمَ لِلَّهِ ط آمَرَ أَلا تَعْبُدُوا إِلاَّ اِيَّا كُ ط ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ (يوسف: ۴۰)

” نہیں ہے فیصلہ کرنے کا اختیار مگر اللہ تعالیٰ ہی کا، اُس نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم عبادت نہ کرو مگر صرف اُسی کی، یہی سیدھا دین ہے۔“ بقول شاعر ے

باطل دوئی پسند ہے، حق لا شریک ہے
شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

سورة النصر

نبی اکرم ﷺ کے مشن کی کامیابی کا اعلان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اور جب آجائے اللہ کی مدد اور فتح۔	اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحِ ۝۱
اور اے نبی! جب آپ دیکھیں لوگوں کو	وَرَأَيْتَ النَّاسَ
وہ داخل ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے دین میں فوج در فوج۔	يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝۲
تو تسبیح کیجیے گا اپنے رب کی حمد کے ساتھ	فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
اور بخشش مانگیے گا اُس سے (یعنی خلاف اولی امور پر)	وَاسْتَغْفِرْهُ ۝۳
بے شک وہ بہت نظر کرم فرمانے والا ہے۔	اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝۴

وقف النبى ﷺ

یہ سورہ مبارکہ بشارت دے رہی ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی، مسلمانوں کو فتح حاصل ہوگی اور دین اسلام غالب ہو جائے گا۔ گویا نبی اکرم ﷺ کا مشن اپنی تکمیل کو پہنچے گا۔ لوگ جوق در جوق دین اسلام کو قبول کریں گے۔ اب نبی کریم ﷺ کو دنیا سے رخصت ہونے کی تیاری کرنی ہوگی۔ آپ ﷺ کو چاہیے کہ اس کیفیت کے آنے کے بعد کثرت سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و حمد کریں۔ مشن کے دوران جو بھول آپ ﷺ سے ہوئی یا جو خطا آپ کے ساتھیوں سے ہوئی اُس پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور نظر کرم فرمانے والا ہے۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ اس سورہ مبارکہ کے نزول کے بعد آپ ﷺ رکوع اور سجدے میں اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي

”پاک ہے تو اے اللہ! اے ہمارے رب! شکر تیرے ہی لیے ہے، اے اللہ بخشش فرمادے میری۔“

سورة اللہب

گستاخِ رسول ﷺ کے لیے شدید ترین وعید کا ذکر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تُبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۝۱	ٹوٹ گئے دونوں ہاتھ ابو لہب کے اور وہ برباد ہوا۔
مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۝۲	نہ کام آیا اُس کے اُس کا مال اور وہ سب جو اُس نے کمایا۔
سَيَصْلَىٰ نَارًا إِذْ أَتَا لَهَبًا ۝۳	جلد ہی وہ داخل ہو گا ایسی آگ میں جو شعلے والی ہے۔
وَأُمْرَأَتُهُ ۝۴	اور اُس کی بیوی بھی
حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝۵	جو بہت ہی اٹھانے والی ہے ایندھن۔
فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ۝۶	اُس کی گردن میں رسی ہے کھجور کی چھال کی۔

ابو لہب نے آپ ﷺ کا سگا بچا ہونے کے باوجود یتیم بھتیجے سے بد سلوکی کی انتہا کر دی۔ وہ آپ ﷺ کا پڑوسی بھی تھا لیکن پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کے بجائے آپ ﷺ کو گالیاں دیتا، کھانے کی ہانڈی میں نجاست ڈالتا اور آپ کی راہ میں کانٹے بچھاتا۔ تبلیغ دین کے دوران آپ ﷺ کے پیچھے چلتا اور لوگوں کو آپ ﷺ کی بات سننے سے روکتا۔ ان جرائم کی وجہ سے یہ دور نبوی ﷺ کا واحد کافر ہے جس کی نام کے ساتھ قرآن مجید میں مذمت کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے وعید سنائی کہ اُس کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں گے اور وہ برباد ہوگا۔ اُس کا مال اور دیگر کمائی اُس کے کچھ کام نہ آئے گی۔ روز قیامت شعلوں والی آگ میں جلے گا۔ اُس کی بیوی بہت زیادہ لگائی بچھائی کے ذریعے فساد کی آگ بھڑکاتی ہے۔ وہ اس طرح ہلاک ہوگی کہ کھجور کی رسی اُس کے گلے میں پھندہ بن کر اٹک جائے گی۔ قرآن حکیم کی بیان کردہ یہ وعیدیں پوری ہوئیں۔ ابو لہب اپنے دو بیٹوں (یعنی دونوں ہاتھوں سے) محروم ہوا۔ ایک بیٹے کو وحشی جانور نے ہلاک کیا اور دوسرا مسلمان ہو کر نبی ﷺ کا ساتھی بن گیا۔ اُس کی موت ایسی بے بسی کی حالت میں ہوئی کہ بدبو کی وجہ سے تین روز تک اُس کی لاش کے پاس کوئی نہ گیا۔ جب لاش سڑنے لگی تو حبشی مزدور اُسے گھسیٹ کر لے

گئے اور ایک گڑھے میں پھینک دیا۔ اُس کی بیوی جنگل سے لکڑیاں لا رہی تھی۔ اُس نے جس رسی سے لکڑیوں کے ڈھیر کو باندھ رکھا تھا وہی اُس کے گلے میں اٹک کر پھندا بن گئی اور وہ ہلاک ہو گئی۔

سورة الاخلاص
اللہ تعالیٰ کے یکتا ہونے کا بیان
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے نبی! فرمائیے وہ اللہ تعالیٰ یکتا ہے۔	قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝
اللہ تعالیٰ ہی بے نیاز ہے۔	اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝
نہ اُس نے باپ بن کر کسی کو پیدا کیا	لَمْ يَلِدْ ۝
اور نہ وہ پیدا کیا گیا۔	وَلَمْ يُولَدْ ۝
اور ہوا ہی نہیں اُس کے برابر کا کوئی ایک بھی۔	وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

ع
۳۲

مشرکین نے آپ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ ﷺ جس اللہ کی عبادت کرتے ہیں اُس کے اوصاف بتائیں۔ جواب کے طور پر یہ سورہ مبارکہ نازل ہوئی جس میں آگاہ کیا گیا کہ :

- i. اللہ تعالیٰ یکتا ہے اور اُس جیسا کوئی نہیں۔
- ii. اللہ تعالیٰ ایسی کامل بے نیاز ہستی ہے کہ تمام مخلوق اُس کی محتاج ہے لیکن وہ کسی کا محتاج نہیں۔
- iii. اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں۔ نہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور نہ سیدنا عزیز علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اُس کے بیٹے ہیں۔ مشرکین مکہ، یہود اور عیسائیوں کے اُس کے بارے میں تصورات گمراہ کن ہیں۔
- iv. اللہ تعالیٰ کسی کی اولاد نہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور اُس سے پہلے کسی کا تصور کرنا گمراہی ہے۔ لہذا کوئی اُس کا باپ کیسے ہو سکتا ہے؟
- v. کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کی مثل اور اُس کے ہم رتبہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے شرک سے محفوظ فرمائے اور خالص توحید کا عقیدہ اختیار کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

سورة الفلق

خارجی شرور سے حفاظت کے لیے دعا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے نبی! فرمائیے میں پناہ پکڑتا ہوں صبح کے رب کی۔	قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱
ہر اُس چیز کے شر سے جو اُس نے پیدا فرمائی۔	مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝۲
اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے۔	وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝۳
اور اُن کے شر سے جو بہت پھونکنے والیاں ہیں گرہوں میں۔	وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝۴
اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔	وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝۵

ع
۳۸

قرآن حکیم کی پہلی سورہ مبارکہ بھی دعا کے اسلوب میں ہے اور آخری دو سورتیں بھی دعاؤں پر مشتمل ہیں۔ سورہ فلق میں خارجی شرور سے حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔ دعا کے الفاظ یہ ہیں کہ میں صبح کے رب کی پناہ طلب کرتا ہوں:

- i. ہر اُس شے کے شر کے پہلو سے جو اُس نے تخلیق فرمائی ہے۔
 - ii. تاریک رات کے شر سے جب کہ وہ پوری طرح سے چھا جاتی ہے۔
 - iii. اُن جادو گریوں کے شر سے جو منتر پڑھ پڑھ کر گرہوں میں پھونکتی ہیں۔
 - iv. ہر حسد کرنے والے کے شر سے جب کہ وہ حسد کی بنیاد پر کسی سازش کا ارتکاب کرنے پر اتر آئے۔
- اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا تمام شرور سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

سورة الناس

داخلی شرور سے حفاظت کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے نبی! فرمائیے میں پناہ پکڑتا ہوں لوگوں کے رب کی۔	قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۱
لوگوں کے بادشاہ کی۔	مَلِكِ النَّاسِ ۲
لوگوں کے معبود کی۔	اِلٰهِ النَّاسِ ۳
بار بار وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے، جو ہٹ ہٹ کر آنے والا ہے۔	مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۴
جو وسوسہ ڈالتا ہے لوگوں کے سینوں میں	الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۵
جنوں اور انسانوں میں سے۔	مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۶

اس سورہ مبارکہ میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی تین شانیں یاد کر کے اُس کی پناہ میں آنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔ یہ دعا داخلی شرور سے حفاظت کے لیے سکھائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تین شانوں یعنی رب، بادشاہ اور معبودِ حقیقی کا بیان یہ ظاہر کر رہا ہے کہ صرف وہی ہے جو ہمیں تمام شرور سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ خاص طور پر چھپ کر، پلٹ پلٹ کر اور بار بار وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے۔ یہ وسوسہ ڈالنے والا کوئی شیطان جن بھی ہو سکتا ہے یا شیطان کا ایجنٹ کوئی انسان بھی ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر شر اور ہر فتنے سے ہماری حفاظت فرمائے اور ہر خیر اور نعمت اپنی عطا کرنے والی شان کے مطابق ہمیں عطا فرمائے۔ آمین!

کلماتِ شکر

اللہ تعالیٰ سبحانہ کا کتاب بڑا احسان ہے کہ اُس نے اپنی عظیم کتاب کے آغاز میں سورہ فاتحہ کے ذریعے بندوں کو ہدایت مانگنے کی دعا تلقین فرمائی۔ پھر پورے قرآن حکیم کی صورت میں ہدایت دے کر دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ آخری دو سورتوں میں تمام شرور سے پناہ مانگنے کی دعا سکھادی تاکہ ہدایت پانے کے بعد انسان گمراہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اس احسانِ عظیم اور دیگر بے شمار نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! آئیے اللہ تعالیٰ ہی کے سکھائے ہوئے مبارک الفاظ کے ذریعے اُس کا شکر ادا کریں اور اُس کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلا کر التجا کریں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ

کل شکر اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے ہدایت دی ہمیں اس کی۔ اور ہم نہ تھے کہ ہدایت پاتے
اگر نہ ہدایت عطا فرماتا ہمیں اللہ تعالیٰ۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبَّ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ الثَّوَابُ الرَّحِيمُ

اے ہمارے رب! قبول فرما ہم سے (یہ خدمت)۔ بے شک تو ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور نظر کرم فرما ہم پر۔ بے شک تو ہی بہت نظر کرم فرمانے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ آمین!

الحمد لله

اللہ رب العزت کے فضل و کرم اور اس کی توفیق سے قرآن کریم کی یہ خدمت پایہ تکمیل کو پہنچی۔۔ یہ فقط اللہ رب العزت کی خاص توفیق اور عنایت ہی سے ممکن ہو سکا۔ آخر میں ہم ان تمام حضرات کے لیے دعا گو ہیں جن کی محنت و کاوش کی بدولت یہ کام بخیر و خوبی مکمل ہوا۔ جنہوں نے اس کا رخیر میں اپنا حصہ ڈالا ہے اللہ رب العزت ان کی سعی و کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ اور اس میں جو خیر ہے اس سے اُمت کو مستفید فرمائے اور اس میں جو کمی و کوتاہی ہے اس سے درگزر فرمائے۔ اس موقع پر خاص طور پر حافظ انجمنیر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ضروری ہے کہ جن کی انتھک محنت کی بدولت یہ کام ممکن ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی و جدوجہد کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے اور اس کام کو ان کے لیے توشہ آخرت بنائے۔ آمین یا رب العالمین

دُعَاءُ حَجَّةِ الْقُرْآنِ

اللَّهُمَّ اِنْسُ وَحُشَّتِي فِي قَبْرِى اللَّهُمَّ اُرْحِنِي بِالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ
وَاجْعَلْهُ لِي اِمَامًا وَنُورًا وَهُدًى وَرَحْمَةً اللَّهُمَّ ذَكِّرْنِي مِنْهُ
مَا نَسِيتُ وَعَلِّبْنِي مِنْهُ مَا جَهَلْتُ وَارْتُقِنِي تِلَاوَتَهُ اِنَاءَ
الَّيْلِ وَ اِنَاءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِي حُجَّةً يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ

اے اللہ مجھے قبر کی وحشت سے مانوس کر۔ مجھ پر قرآن کریم (کی برکت) کے سبب
سے رحم فرما اور اس کو میرا امام، نور ہدایت اور رحمت بنا۔ اے اللہ اس میں
سے جو میں بھول گیا ہوں مجھے یاد دلادے اور جو میں نہیں جانتا وہ مجھے اس
کے ذریعے سکھادے اور اس کی تلاوت دن اور رات نصیب فرما اور اس کو
میرے لیے حجت بنا دے اے تمام جہانوں کے پروردگار۔



